ڈیجیٹل ایڈیشن

وجوبِ نقاب وحجاب

(چہرے کا پردہ)

www.KitaboSunnat.com

تالیف و تحقیق

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ترجمان سپریم کورٹ الخبر (سعودی عرب)

نشر و توزیع

مکتبہ کتاب و سنّت، ریحان چیمہ، ڈسکہ، سیالکوٹ (پاکستان)

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

ڈیجیٹل ایڈیشن

وجوبِ نقاب و حجاب

(چہرے کا پردہ)

کتاب و سنت، آثارِ صحابہؓ اور اقوالِ ائمہ و علماء کی روشنی میں

تالیف و پیشکش

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ترجمان سپریم کورٹ الخبر، وداعیہ متعاون مرکز الدعوۃ والإرشاد، الدمام، سعودی عرب

ترتیب وتبییض

حافظ ارشاد الحق صاحب

فاضل مدینہ یونیورسٹی، شارجہ الذید، متحدہ عرب امارات

نشر و توزیع

مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، تحصیل ڈسکہ، سیالکوٹ (پاکستان)

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشاعت کے دائمی حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	وجوب نقاب وحجاب
تالیف وپیشکش	:	فضیلۃ الشیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ
سالِ طباعت	:	جولائی ۲۰۰۲ء
باہتمام	:	غلام مصطفیٰ فاروق (خطیب ڈسکہ)
ناشرین	:	مکتبہ کتاب وسنّت ❁ توحید پبلیکیشنز

ڈیجیٹل ایڈیشن کی پی ڈی ایف فائل واٹس اپ نمبر 9082458729 (91+) سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

اسٹاکسٹ:

المکتبة السلفیه، شیش محل روڈ، لاہور - فون: ۷۲۳۷۱۸۴

پاکستان میں ملنے کے پتے:

☆ اسلامی اکیڈمی، اردوبازار، لاہور

☆ مکتبہ قدوسیہ، اردوبازار، لاہور

☆ جامع شمس الہدیٰ، ڈسکہ

☆ مدینہ کتاب گھر، اردوبازار، گوجرانوالہ

☆ احمد بک کارپوریشن، راولپنڈی

☆ مکتبہ علمیہ، کراچی

ہندوستان میں ملنے کے پتے:

☆ توحید پبلیکشنز

ایس۔ آر۔ کے۔ گارڈن بنگلور۔

فون: ۶۶۵۰۶۱۸

☆ چارمینار بک سٹور

چارمینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔ ا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

محترم قارئین کرام!

یہ کتاب ایک بہت اہم موضوع پر ہے جس کا جاننا اور سمجھنا ہر مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے تاکہ وہ اپنا محاسبہ کرسکے اور اپنی آخرت کو سنوار سکے۔

میں نے اس کی اہمیت اور افادیت کے پیشِ نظر ضروری جانا کہ اسے مزید دیدہ زیب بنایا جائے تاکہ پڑھنے والوں کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کے مؤلف، جمع وترتیب، تحقیق وتخریج اور تمام معاونین حضرات کو اس کا بہترین اجرِ خیر عطا فرمائے اور اسے ان سب کے لئے بطورِ ثوابِ جاریہ قبول فرمائے۔ آمین

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ میری اس کوشش میں کامیابی عطا فرمائے اور مجھے اور تمام امت کو دینِ حق کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العرش العظیم

زبیر سورتی

ڈیجیٹل ایڈیشن کی پی ڈی ایف حاصل کرنے کے لیے واٹس اپ نمبر پر رابطہ کریں:⇦ (+91) 9082458729

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مضامین

فہرستِ مضامین ۱

عرضِ مؤلف ۸

عام پردے کے احکام ومسائل ۱۰

چہرے کا پردہ ۱۰

چہرے کے پردہ پر قرآنی آیات سے دلائل ۱۱

پہلی آیت: ۱۱

ستر اور پردہ کے سلسلہ میں اجنبی اور محرم میں فرق ۱۷

پہلی حدیث: ۱۹

دوسری حدیث: ۲۰

تیسری حدیث: ۲۰

چوتھی حدیث: ۲۱

خلاصۂ کلام: ۲۲

حجاب ۲۳

پہلی آیت کا دوسرا حصہ: ۲۶

دوسری آیت: ۲۷

تیسری اور چوتھی آیت: ۳۱

پانچویں آیت: ۳۲

چھٹی آیت: ۳۴

آزاد اور کنیز کے پردہ کا مسئلہ ۳۹

علّامہ ابن حزمؒ ۴۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام ابن تیمیہؒ ۴۲
جملۂ معترضہ: ۴۳
علّامہ ابن قیمؒ ۴۶
چہرے کا پردہ ... حدیث شریف کی روشنی میں ۴۸
پہلی حدیث: ۴۸
دوسری حدیث: ۴۹
تیسری حدیث: ۵۰
چوتھی حدیث: ۵۱
عورت کے احرام کے سلسلہ میں ایک اہم وضاحت: ۵۲
پانچویں حدیث: ۵۶
چھٹی حدیث: ۵۷
ساتویں حدیث: ۵۸
آٹھویں حدیث: ۵۹
نویں حدیث: ۵۹
دسویں حدیث: ۶۰
گیارہویں حدیث: ۶۰
بارہویں حدیث: ۶۲
تیرہویں حدیث: ۶۴
چودہویں حدیث: ۶۴
پندرہویں حدیث: ۶۶
چہرے کا پردہ ... آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی رو سے ۶۷
پہلا اثر: ۶۷
دوسرا اثر: ۶۹

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تیسرا اثر: ۶۹

چوتھا اثر: ۷۰

پانچواں اثر: ۷۱

چھٹا اثر: ۷۱

ساتواں اثر: ۷۲

بنت حضرت شعیب علیہ السلام اور تفسیر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۷۳

چہرے کا پردہ... آثارِ تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے آئینہ میں ۷۵

اثرِ حفصہ بنت سیرینؒ: ۷۵

اثر عبیدہ سلمانیؒ: ۷۶

متعدد تابعین: ۷۷

عورت کے چہرے کا پردہ... ائمہ وفقہاءِ مذاہبِ اربعہ کی نظر میں ۷۷

حنابلہ: ۷۷

مالکیہ: ۷۸

شافعیہ: ۷۹

حنفیہ: ۸۱

چہرے کا پردہ... اہلِ حدیث اور بعض دیگر علماء کے متفرق اقوال ۸۳

امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ: ۸۳

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ: ۸۵

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ: ۸۵

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ: ۸۵

واحدی رحمۃ اللہ علیہ: ۸۶

ابو حیان اور لیث رحمۃ اللہ علیہما: ۸۶

علّامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ: ۸۶

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

علاّمہ جصاص رحمۃ اللہ علیہ: ۸۷
حسن البناء شہید رحمۃ اللہ علیہ: ۸۸
اجماعِ امت..... ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ: ۸۸
شیخ عبد اللہ بن زید آل محمود: ۸۹
شیخ عبد اللہ ناصح علوان: ۹۰
ڈاکٹر صالح الفوزان: ۹۱
شیخ محمد علی صابونی رحمۃ اللہ علیہ: ۹۲
مولانا سید مودودی رحمہ اللہ: ۹۳
امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ: ۹۵
علاّمہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ: ۹۵
شیخ محمد صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ: ۹۶
شیخ ابو بکر الجزائری رحمۃ اللہ علیہ: ۹۶
مفتیٔ عالمِ اسلام شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ: ۹۷
فریقِ ثانی کے دلائل اور ان کا تجزیہ ۱۰۱
پہلی دلیل: ۱۰۱
تجزیہ: ۱۰۳
اولاً: ۱۰۳
ثانیاً: ۱۰۵
ثالثاً: ۱۰۶
ایک اشکال: ۱۰۶
ازالۂ اشکال: ۱۰۷
دوسری دلیل: ۱۰۷
جائزہ: ۱۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کے بعض شواہد کا دعوی: ۱۱۰
چند دیگر شواہد: ۱۱۱
پہلی شاہد حدیث اور اس کا جائزہ: ۱۱۱
عدمِ حجیت مراسیل: ۱۱۲
دوسری شاہد حدیث: ۱۱۳
تجزیہ: ۱۱۳
تیسری شاہد حدیث: ۱۱۴
جائزہ: ۱۱۵
اولاً: ۱۱۵
ثانیاً: ۱۱۵
ثالثاً: ۱۱۵
فیصلہ: ۱۱۶
ضعف کا ایک اور سبب: ۱۱۷
علیٰ وجہ التنزل: ۱۱۸
ایک اصول: ۱۱۸
تیسری دلیل: ۱۱۹
طریقۂ استدلال: ۱۲۱
تیسری دلیل کا تجزیہ: ۱۲۲
پہلا احتمال: ۱۲۲
دوسرا احتمال: ۱۲۲
تیسرا احتمال: ۱۲۳
اس واقعہ کے دیگر راویانِ کرام: ۱۲۵
(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت: ۱۲۵

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:.. ۱۲۶
(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت: ۱۲۷
(۴) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت: ۱۲۷
(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت:.. ۱۲۸
نتیجہ:.. ۱۲۸
چوتھی دلیل:.. ۱۲۹
وجۂ استدلال: ۱۳۰
چوتھی دلیل کا تجزیہ:.. ۱۳۱
اَولاً:.. ۱۳۴
ثانیاً: ۱۳۴
پانچویں دلیل:.. ۱۳۵
پانچویں دلیل کا تجزیہ: ۱۳۶
چھٹی دلیل:.. ۱۳۷
چھٹی دلیل کا تجزیہ:.. ۱۳۸
اولاً:.. ۱۳۸
ثانیاً: ۱۳۸
ثالثاً:.. ۱۳۹
رابعاً:.. ۱۳۹
خامساً:.. ۱۳۹
ساتویں دلیل: ۱۴۰
ساتویں دلیل کا تجزیہ: ۱۴۰
خلاصۂ بحث:.. ۱۴۱
عورت کے کار وغیرہ کی ڈرائیونگ کرنے کا حکم.. ۱۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتویٰ علاّمہ ابن بازؒ ۱۴۳
فتویٰ علاّمہ ابن عثیمینؒ ۱۴۹
سوال: ۱۴۹
جواب: ۱۵۰
پہلا قاعدہ: ۱۵۰
دوسرا قاعدہ: ۱۵۰
پہلے قاعدے کی دلیل: ۱۵۰
دوسرے قاعدے کی دلیل: ۱۵۱
ڈرائیونگ کی وجہ سے بعض جگہوں پر عورت فتنے وفساد کا سبب بنتی ہے: ۱۵۴
سوال کی دوسری شق: ۱۵۵
جواب: ۱۵۵
مؤلف کی دیگر تصانیف اور علمی کاوشیں ۱۵۸
مطبوعہ کتب: ۱۵۸
مسوّدات: ۱۶۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عرضِ مؤلف

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ... أَمَّا بَعْدُ!

قارئین کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ کے فضل وکرم اور اس کے احسان وتوفیق سے متحدہ عرب امارات کے ریڈیو اسٹیشن ام القیوین کی اردو سروس سے روزانہ اردو پروگرام ”دین ودنیا“ پیش کرنے کا موقع ملا، اور یہ سعادت چودہ برس حاصل رہی۔ اس دوران کئی موضوعات پیش کیے جن میں سے ہی ”مرد وزن کے لباس برائے نماز“ کا موضوع بھی تھا۔ اس کے بعد خاص ”خواتین کے لیے پردہ“ کے عام مسائل واحکام بیان کرنے کے بعد ”چہرے کے پردہ“ یا بالفاظِ دیگر ”وجوبِ نقاب وحجاب“ کے سلسلہ میں قرآن وسنت، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم وائمہ اور اقوالِ علماء وفقہاء کی روشنی میں عورتوں کے چہرے کے پردے کے بارے میں تفصیلی ذِکر کیا اور ثابت کیا کہ عورتوں کے چہرے کا پردہ فرض اور واجب ہے۔

یہ موضوع پہلے ہماری کتاب ”فقہ الصلوٰۃ“[۱] میں شائع ہو چکا ہے، اور اب اسے الگ سے مستقل شکل میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ کیونکہ ”فقہ الصلوٰۃ“ متحدہ عرب امارات میں تقسیم ہوئی تھی اور عام قارئین تک نہیں پہنچ سکی تھی۔

[۱] فقہ الصلوٰۃ، جلد دوم، ص: ۳۰۴-۴۳۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ کتاب بھی دراصل ریڈیائی تقاریر ہیں جنہیں ہمارے عزیز دوست مولانا حافظ ارشاد الحق صاحب (فاضل مدینہ یونیورٹی، مقیم الذید، شارجہ) نے کتابی شکل میں ڈھال دیا ہے۔ فجزاہ اللہ خیرًا۔

حافظ صاحب موصوف کے علاوہ بھی اس کتاب کی ترتیب، پروف ریڈنگ، کتابت اور طباعت و اشاعت میں جن احباب نے دامے، درمے، قدمے، سخنے کسی بھی طرح تعاون کیا ہے، ہم ان سب کے شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ ہماری اور ان سب کی ہر طرح کی محنت اور کاوش کو شرفِ قبول سے نوازے اور اس کتاب کو ہم سب کے لیے ثوابِ دارین کا ذریعہ بنائے، اور قارئین کرام کے لیے اس کتاب کو استفادے کا باعث بنائے۔ آمین یارب العالمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابو حسان محمد منیر قمر نواب الدین
ترجمان سپریم کورٹ الخبر
وداعیہ متعاون مراکز دعوت وارشاد
الدمام، الخبر، الظہران

سعودی عرب
لیلۃ الجمعہ
۲۵/ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
۲۷/جولائی ۲۰۰۰ء

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عام پردے کے احکام ومسائل

نماز کے لیے مردوں اور عورتوں کے ضروری لباس کی تفصیل ہم اس موضوع سے متعلق اپنی کتاب میں ذِکر کر چکے ہیں، اور اسی کے ضمن میں عورت کے لیے عام پردے کے بعض احکام ومسائل بھی آ گئے ہیں، اور اس میں ہی اخفائے زینت اور ستر پوشی وغیرہ کی بات آ گئی ہے۔ ان تمام لوگوں کا ذِکر بھی سورۂ نور کی آیت ۳۱ کے حوالے سے آ گیا ہے، جن کے سامنے عورت اظہارِ زیب وزینت کر سکتی ہے، سر تا پا ہمہ تن ستر ہونے کے باوجود نماز میں منہ، ہاتھ اور پاؤں ننگے رکھ سکتی ہے، اور اپنے گھر میں سر، گردن، ہاتھ، پاؤں اور چہرہ وغیرہ ننگا رکھ سکتی ہے، جہاں صرف محارم ہی ہوں۔

اس کتاب میں جب یہ سب امور آ گئے ہیں تو اب اس کتاب میں گلی، بازار میں جاتے وقت لباس وستر پوشی کا ذِکر بھی ہو جائے تو بہتر ہے۔

چہرے کا پردہ

یہ بات تو طے ہے کہ عورت ہمہ تن ستر ہے۔ حتیٰ کہ اس کا چہرہ اور ہاتھ بھی اس میں داخل ہیں۔ جب کہ بعض اہلِ علم کا کہنا ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ ستر سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کا پردہ واجب نہیں بلکہ محض مستحب ومشروع ہے۔ موجودہ پُر فتن دور میں ان کے یہاں بھی اس کی اہمیت محض استحباب، مشروعیت سے بڑھ کر ہو گئی ہے۔ پھر یہ کہ اس نظریئے کے حاملین بھی تھوڑے سے لوگ ہیں جب کہ چہرہ اور ہاتھوں کو بھی مقامِ ستر قرار دینے والے بکثرت ہیں، اور ان کے دلائل بھی زیادہ قوی ہیں۔ جن میں قرآنی آیات، احادیثِ نبویہ، آثارِ صحابہ اور اقوالِ ائمہ سبھی شامل ہیں۔ تو آیئے پہلے ہاتھوں اور چہرے کو وجوباً ڈھانپنے کے قائلین کے دلائل کا مطالعہ کریں اور ان میں سے بھی پہلے قرآنی آیات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چہرے کے پردہ پر قرآنی آیات سے دلائل

قرآنِ کریم کے متعدد مقامات پر اس بات کے واضح اشارات موجود ہیں کہ عورت کا چہرہ اور دونوں ہاتھ بھی مقامِ ستر ہیں۔ ننگے منہ اس کا گلی بازار میں نکلنا جائز نہیں ہے۔

پہلی آیت:

اس سلسلہ میں سب سے پہلے اس آیت کی طرف آتے ہیں، جسے جانبین ہی اپنی اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، اور وہ ہے سورۂ نور کی آیت ۳۱، قائلینِ ستر کا استدلال اس کے ان الفاظ سے ہے جن میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ لَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَ لۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِہِنَّ﴾

[سورة النور: ۳۱]

”اور وہ عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہو جائے۔ اور انہیں چاہیے کہ وہ اپنے سینوں پر آنچل (دوپٹے) کا پلّو ڈالے رہیں“۔

اس آیت کے الفاظ ﴿مَا ظَہَرَ مِنۡہَا﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام ابن جریر طبریؒ نے اپنی دو صحیح اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ ﴿اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا﴾ سے مراد (عورت کے) کپڑے ہیں، (نہ کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ)۔[۱]

ایسے ہی مصنف ابن ابی شیبہ اور مستدرک حاکم میں بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر مروی ہے جسے امام حاکم نے مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پہلے ﴿وَ لَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ﴾ کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ وہ پازیب، ہار اور کانوں کی بالیاں کچھ بھی ظاہر نہ کریں۔ آگے ﴿اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا﴾ کی

[۱] تفسیر طبری: ۱۸/ ۱۱۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تفسیر کپڑوں سے کی ہے۔[۱]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہی اثر اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ عورتیں اپنی زینت کو غیر مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں۔ جیسے چادر اور کپڑے ہیں۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

"﴿مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی یہ تفسیر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح ہی حضرت حسن بصری، امام ابن سیرین، ابو الجوزاء اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ نے بھی بیان کی ہے"۔[۲]

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

«يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَآءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلَ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ شَقَّقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا».[۳]

"اللہ تعالیٰ پہلی مہاجر صحابیات پر رحم کرے کہ جب یہ حکم نازل ہوا کہ عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے سینوں پر اوڑھنیوں کے پلّو ڈالے رہیں، تو انہوں نے اپنی قمیصوں کے نیچے استعمال کی جانے والی چادروں کو پھاڑا اور ان کی اوڑھنیاں بنا لیں"۔

حافظ ابن حجرؒ نے «فَاخْتَمَرْنَ بِهَا» کی شرح کی ہے:

"غطين وجوهن" کہ "انہوں نے اپنے چہروں کو چھپا لیا"۔

اور کتاب الاشربة میں خمر (یعنی شراب) کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

(وَمِنْهُ خِمَارُ الْمَرْأَةِ لِأَنَّهُ يَسْتُرُ وَجْهَهَا).[۴]

[۱] بحوالہ الحجاب و السفور، ص:۸۸، رسالة اللباب في فرضية النقاب، طبع بیروت و قاہرہ۔
[۲] ابن کثیر: ۳/۲۸۳، بیروت۔
[۳] بخاری مع الفتح: ۸/۴۸۹۔
[۴] فتح الباری: ۱۰/۴۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اس سے مراد اوڑھنی یا دوپٹہ بھی ہے کہ وہ عورت کے منہ کو ڈھانپ لیتا ہے"۔

اور فتح الباری میں ہی حافظ ابن حجرؒ نے فرّاء سے نقل کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں عورتیں اپنے پیچھے کی طرف دوپٹہ یا سر کا کپڑا لٹکا دیتی تھیں۔ آگے سے منہ، سینہ کھلا رہتا تھا، تو اللہ نے ان کے پردے کا حکم دیا۔[۱]

ماہر علمِ اصول، مفسرِ قرآن امام بیضاویؒ نے "انوار التنزیل و اسرار التاویل" المعروف بتفسیر بیضاوی میں اس آیت کے تحت ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تعیین کرتے ہوئے مختلف امور کا تذکرہ اور اختلافِ اقوال کی طرف اشارہ کرنے کے بعد نماز میں چہرے اور ہاتھوں کے ظاہر کرنے کے جواز کا تذکرہ کیا ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ:

(فان كل بدن المرأة الحرة عورة لا يحل لغير الزوج والمحرم النظر إلى شي منها إلا لضرورة كالمعالجة وتحمل الشهادة).[۲]

"آزاد عورت کا سارا جسم ہی مقامِ ستر ہے۔ شوہر اور محرم کے سوا کسی غیر محرم مرد کو عورت کے جسم کا کوئی بھی حصہ دیکھنے کی ہرگز اجازت نہیں، سوائے علاج معالجہ کے اور شہادت وغیرہ کی ضرورت و مجبوری کے"۔

ایسے ہی دورِ حاضر کے معروف مفسر علامہ شنقیطی نے اپنی تفسیر اضواء البیان کی جلد ششم، ص: ۱۹۲-۱۹۷ تک ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے سلسلہ میں تفصیلی بحث کی ہے اور ص: ۱۹۷ پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے موافقین کے قول کے بارے میں لکھا، جس میں کہا گیا ہے کہ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد کپڑے ہیں۔ اپنا فیصلہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

(وَهٰذَا الْقَوْلُ هُوَ أَظهر الأقوال عندنا وأحوطها وأبعدها من

[۱] فتح الباری: ۱/ ۴۹۰۔

[۲] بحوالہ اللباب في فرضيه النقاب، ص: ۹۰-۹۱، صفوة التفاسير: ۱/ ۱۲-۱۷، بیضاوی: ۲/ ۵۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

الريبة وأسباب الفتنة).[۱]

”یہ تمام اقوال سے زیادہ صحیح، سب سے زیادہ قرینِ احتیاط اور شک وشبہ نیز اسبابِ فتنہ سے بعید تر قول ہے“۔

اور آگے ص:۱۹۸ تا ۲۰۲ تک اس کے قولِ راجح و صحیح تر ہونے کے اسباب ذِکر کیے ہیں۔

اس کا معنی یہ ہوا کہ موصوف کے نزدیک ہاتھوں اور چہرے کا بھی پردہ ہے، اور اس قول کو ترجیح دینے کے لیے انہوں نے جو اسباب ذِکر کیے ہیں، ان میں سے ہی ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو زینت ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے، اور صرف اس کی اجازت دی گئی ہے جو خود بخود ظاہر ہو جائے۔

اب زینت کے معنی کو لغوی اعتبار سے لکھا جائے یا کسی دوسرے زاویہ سے، بہر حال جو بات فوراً ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ زینت ان آرائشی امور واشیاء کا نام ہے جو کسی بھی چیز کے حسن کو دوبالا کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر لفظ زینت آیا ہے اور انہی معنوں میں آیا ہے۔

اس طرح زینت کا جو متبادر الی الذہن معنی ہے اس میں کپڑے وغیرہ تو آسکتے ہیں، لیکن جسم کے أعضاء، ہاتھ اور چہرہ وغیرہ نہیں، اور معروف و متبادر معنی سے عدول کر کے دوسرا کوئی معنی اس وقت تک نہیں لیا جاسکتا جب تک کہ اس کا کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو، اور یہاں کوئی ایسا قرینہ نہیں کہ زینت سے مراد کپڑے وغیرہ کو چھوڑ کر اعضائے جسم لیے جائیں۔ لہٰذا ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ﴾ کی صحیح تر تفسیر کپڑے ہی ہیں۔ جیسا کہ صحابیٔ رسول حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔[۲]

یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رکھیں کہ اگر کوئی کہے کہ چہرے اور ہاتھوں والا قول بھی ایک صحابی کا ہے اور صحابی بھی وہ جو ترجمان القرآن کے نام سے معروف ہیں، تو ایسے شخص کو کہا جاسکتا

[۱] اضواء البیان:۶/۱۹۷۔

[۲] بتصرف از اضواء البیان:۶/۲۹۸-۳۰۲۔

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ بلا شبہ وہ صحابی اور ترجمان القرآن ہیں۔ اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے لیے دعا بھی فرمائی تھی کہ "اے اللہ! انہیں علم القرآن عطا فرما" جیسا کہ صحیحین، مسند احمد اور دیگر کتبِ حدیث میں ہے:

«اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ».[۱]

"اے اللہ! انہیں (عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کو) علمِ قرآن عطا فرما"۔

«اَللّٰھُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ».[۲]

"اے اللہ! انہیں دین کی سمجھ یعنی علمِ دین عطا فرما"۔

لیکن اس کے باوجود بھی کوئی وہ معصوم عن الخطاء تو نہیں تھے، اور پھر کسی صحابی کی وہ تفسیر حرف آخر ہوتی ہے- جس کا مخالف دوسرا کوئی صحابی نہ ہو- جب کہ اس مسئلہ میں ایسا نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کے قول کو چھوڑ کر حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی تفسیر کو لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ اسی کا لینا قرینِ احتیاط ہے۔

دورِ حاضر کے ایک دوسرے مفسر مولانا سید مودودیؒ اپنی تفسیر تفہیم القرآن جلد سوم، ص: ۳۸۵ اور ص: ۳۸۶ پر اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کے پہلے حصہ میں ارشاد ہوا ہے کہ:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِيْنَتَهُنَّ﴾

"وہ اپنی آرائش و زیبائش کو ظاہر نہ کریں"۔

اور دوسرے حصہ میں ﴿اِلَّا﴾ بول کر اس حکمِ نہی سے جس چیز کو مستثنیٰ کیا گیا ہے وہ ہے:

﴿مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾

[۱] بخاری: ۱/۱۶۹، صحیح ترمذی حدیث: ۳۰۰۴ ولكن فيه: الحكمة ابن ماجہ حدیث: ۱۰۰۔

[۲] بخاری: ۱/۲۴۴، مختصر مسلم للمنذری حدیث: ۱۶۹۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"جو کچھ اس آرائش وزیبائش میں سے ظاہر ہو یا ظاہر ہو جائے"۔

اس سے صاف مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو خود اس کا اظہار اور اس کی نمائش نہ کرنی چاہئے البتہ جو آپ سے آپ ظاہر ہو جائے (جیسے وہ چادر جو اوپر سے اوڑھی جاتی ہے، کیونکہ بہر حال اس کا چھپانا تو ممکن نہیں ہے اور عورت کے جسم پر ہونے کی وجہ سے بہر حال وہ بھی اپنے اندر ایک کشش رکھتی ہے) اس پر اللہ کی طرف سے کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ یہی مطلب اس آیت کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ اور ابراہیم نخعیؒ نے بیان کیا ہے۔

اس کے برعکس بعض مفسرین نے ﴿مَاظَهَرَ مِنْهَا﴾ کا مطلب لیا ہے:

مَا يُظْهِرُهُ الْإِنْسَانُ عَلَى الْعَادَةِ الْجَارِيَةِ

"جسے انسان عادۃً ظاہر کرتا ہے"۔

اور پھر وہ اس میں منہ اور ہاتھوں کو ان کی تمام آرائشوں سمیت شامل کر دیتے ہیں۔ یعنی ان کے نزدیک یہ جائز ہے کہ عورت اپنے منہ کو مسّی اور سرمے اور سرخی پاؤڈر سے، اور ہاتھوں کو انگوٹھی، چھلے اور چوڑیوں یا کنگن وغیرہ سے آراستہ رکھ کر لوگوں کے سامنے کھولے پھرے۔ یہ مطلب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے شاگردوں سے مروی ہے، اور فقہائے حنفیہ کے نزدیک ایک اچھے خاصے گروہ نے اسے قبول کیا ہے۔[۱]

لیکن ہم یہ سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں کہ ﴿مَاظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے معنی مَايُظْهَرِ عربی زبان کے کس قاعدے سے ہو سکتے ہیں۔ ظاہر ہونے اور ظاہر کرنے میں کھلا ہوا فرق ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن صریح طور پر "ظاہر کرنے" سے روک کر "ظاہر ہونے" کے معاملے میں رخصت دے رہا ہے۔ اس رخصت کو ظاہر کرنے کی حد تک وسیع کرنا قرآن کے بھی خلاف ہے اور ان روایات

[۱] احکام القرآن جصاص، جلد ۳، ص: ۳۸۸، ۳۸۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بھی خلاف جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی میں حکمِ حجاب (پردہ) آجانے کے بعد عورتیں کھلے منہ نہیں پھرتی تھیں اور حکمِ حجاب میں منہ کا پردہ شامل تھا۔ اور (احرام کے سوا جس میں منہ پر نقاب باندھنے کی ممانعت اور کپڑا الٹکا کر پردہ کر لینے کی گنجائش دی گئی ہے) دوسری تمام حالتوں میں نقاب کو عورتوں کے لباس کا ایک جز بنا دیا گیا تھا۔

پھر اس سے بھی زیادہ قابلِ تعجب بات یہ ہے کہ اس رخصت کے حق میں دلیل کے طور پر یہ بات پیش کی جاتی ہے کہ منہ اور ہاتھ عورت کے ستر میں داخل نہیں۔ حالانکہ ستر اور حجاب میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(ستر تو وہ چیز ہے جسے محرم مردوں کے سامنے بھی کھولنا جائز نہیں (سوائے منہ، سر، ہاتھ، گردن اور پاؤں وغیرہ کے)۔ قمرؔ)

ستر اور پردہ کے سلسلہ میں اجنبی اور محرم میں فرق

مولانا سید مودودیؒ نے تفہیم القرآن، جلد سوم، ص:۳۸۶ پر لکھا ہے کہ:

"ستر تو وہ چیز ہے جسے محرم مردوں کے سامنے کھولنا بھی جائز نہیں"۔

یہاں تو موصوف نے مطلق لکھ دیا ہے جب کہ اپنی دوسری کتاب "پردہ" ص:۴۸ میں "عورتوں کے لیے ستر کے حدود" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"ان کو حکم دیا گیا کہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کے سوا تمام جسم کو تمام لوگوں سے چھپائیں۔ اس میں باپ، بھائی اور تمام رشتہ دار مرد شامل ہیں، اور شوہر کے سوا کوئی مرد اس سے مستثنیٰ نہیں ہے اور اس کے دلائل ذِکر کیے ہیں"۔

یہاں موصوف نے صرف ہاتھوں اور منہ کو مستثنیٰ کیا ہے۔ حالانکہ محرم رشتہ داروں کے معاملہ میں یہ استثناء ناقص ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض دیگر اعضاء بھی اسی استثناء میں شامل ہیں۔ صرف دو اعضاء کے استثناء پر موصوف نے جو دلائل ذِکر کیے ہیں، وہ بظاہر چار روایات ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ فی الحقیقت وہ دو حدیثیں ہیں - جن پر تفصیلی کلام کے لیے حجاب المرأة المسلمة للألبانی، ص:۱۸-۲۳ دیکھیے، اور مقالۂ البانی دررد مودودیؒ مترجم اردو، مطبوع در کتابِ آزادیٔ عورت از راناصابر نظامی، ص:۲۱۶-۲۲۲، طبع ادارہ تفہیم الاِسلام، لاہور میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا موصوف نے جو یہ کہا ہے کہ ستر تو وہ چیز ہے جسے محرم مردوں کے لیے کھولنا بھی جائز نہیں اور پھر چہرے اور ہاتھوں کے سوا تمام جسم کو تمام لوگوں سے چھپائیں۔ اس حکم میں باپ، بھائی اور سب رشتہ دار شامل ہیں۔ یہ نظریہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس نظریہ کی دو شقیں قرآن و سنت کے خلاف ہیں۔ مثلاً یہ کہ عورت منہ اور ہاتھوں کے سوا اپنے تمام جسم کو باپ اور بیٹا تک سے بھی چھپائے جبکہ اس کے برعکس محرم رشتہ داروں کے لیے پردہ کے حدود الگ ہیں۔ اسی طرح ان سے جو تمام جسم کو بجز چہرہ اور ہاتھوں کے چھپانے کا کہا گیا ہے تو اس سلسلے میں بھی بعض دیگر اعضاء کا محارم کے سامنے کھولنا ثابت ہے۔ مثال کے طور پر سورۂ اَحزاب، آیت ۵۳ میں اللہ تعالیٰ نے اجنبی مردوں سے پردے کا حکم فرمایا ہے۔ لیکن بظاہر اس آیت میں اجنبی وغیر سب شامل ہیں۔ لیکن اگلی آیت ۵۵ میں ہی اللہ تعالیٰ نے یہ صراحت کردی ہے کہ یہاں محرم مراد نہیں ہیں بلکہ محارم اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَ لَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَ لَآ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَ لَا نِسَآئِهِنَّ وَ لَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ﴾ [سورة الأحزاب: ٥٥]

”ان پر اپنے باپوں، بیٹوں، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں اور میل جول کی عورتوں اور اپنے کنیز غلاموں کے سامنے (پردہ نہ کرنے میں) کوئی گناہ نہیں ہے“۔

ایسے ہی سورۂ نور، آیت ۳۱ میں بھی ان کا استثناء بیان ہوا ہے۔ لہٰذا اجانب اور محارم کا فرق واضح ہو گیا۔ ایسے ہی محارم کے سامنے ہاتھوں اور منہ کے سوا جن بعض اعضاء کو کھولنے کی اجازت ہے، اس سلسلہ میں متعدد احادیث ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پہلی حدیث:

سنن ابی داوٗد اور سنن کبریٰ بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہبہ کردہ غلام کے ہمراہ تشریف لائے۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سر پر ایک اوڑھنی تھی کہ جب وہ اپنا سر ڈھانپتیں تو وہ پاؤں تک نہیں پہنچتی تھی، اور جب پاؤں چھپاتیں تو سر تک نہیں پہنچتی تھی۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی لختِ جگر کو ذہنی الجھن میں دیکھا تو ارشاد فرمایا:

«إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَغُلَامُكِ».[۱]

”تمھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، تیرا باپ اور غلام ہی تو ہیں“۔

اس حدیث کی سند پر امام منذریؒ نے تلخیص السنن میں کچھ کلام کیا ہے۔ جب کہ شیخ البانیؒ نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔[۲]

اس حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ باپ (اور دیگر محرم) عورت کا سر اور بال دیکھ سکتے ہیں اور یہی حکم غلام کے لیے ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ، ایک قول میں امام شافعیؒ، ان کے اصحاب اور دیگر اکثر سلف صالحین کا یہی مسلک ہے۔[۳]

یہ حدیث اس بات پر بھی صریح الدلالت ہے کہ عورت کا سر اور پاؤں اس کے باپ اور غلام کے لیے ستر نہیں ہیں، اور یہ حدیث مولانا مودودی رحمہ اللہ کے نظریے کے بالکل خلاف پڑتی ہے۔

[۱] ابوداوٗد مع العون: ۱۱/ ۱۶۴، بیہقی: ۷/ ۹۵۔

[۲] مقالہ مترجم اردو، ص: ۷-۲۲، از کتابِ آزادیٔ عورت، راناصابر نظامی، صحیح ابی داوٗد، حدیث: ۳۴۶۰، ارواء الغلیل: ۱۷۹۹ بحوالہ صحیح ابی داوٗد: ۲/ ۷۷۴۔

[۳] عون المعبود: ۱۱/ ۱۶۵۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دوسری حدیث:

صحیح بخاری و مسلم اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں پر گٹے پڑ جانے کی شکایت اپنے والد صاحب سے کی تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہمارے یہاں تشریف لائے۔ جب کہ ہم اپنے بستروں میں جا چکے تھے۔ ہم اٹھنے لگے تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ”اپنی جگہ پر بیٹھے رہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی“۔[۱]

فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ کے بیان کے مطابق صحیح ابن حبان میں اس روایت کے الفاظ یوں ہیں:

> ”نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم دونوں پر ایک چادر تھی کہ جب ہم اسے طول کے بل پہنتے تو ہمارے پہلو ظاہر ہو جاتے اور جب عرض کے بل پہنتے تو ہمارے سر اور پاؤں ننگے ہو جاتے“۔[۲]

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ والد کے سامنے سر اور پاؤں ننگے کیے جا سکتے ہیں۔

تیسری حدیث:

صحیح بخاری و مسلم اور دیگر کتبِ حدیث میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرے پاس رضاعی چچا آئے، انہوں نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے انکار کر دیا کہ جب تک میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کر لوں اندر آنے کی اجازت نہیں دے سکتی، اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو میں نے اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[۱] بخاری مع الفتح، حدیث:۵۲۳۹، مسلم مع نووی:۵/۱۰/۲۰-۲۱۔
[۲] بحوالہ آزادیٔ عورت، ص:۲۲۷-۲۲۸، فتح الباری:۱۱/۱۲۴ طبع دار الریان، القاہرہ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"بلاشبہ وہ تمہارے چچا ہیں، اندر آنے کی اجازت دے دو"۔[۱]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ:

"اس بارے میں اصل یہ ہے کہ رضاعی اور نسبتی رشتہ دار کا عورتوں کے پاس جانا یکساں مباح ہے اور اسی طرح دیگر احکام میں ہے"۔[۲]

چوتھی حدیث:

صحیح مسلم، مسند احمد اور طبقات ابن سعد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے مشرف بہ اسلام ہونے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"میں جب اپنے گھر کے دروازے پر آیا تو اسے بند پایا اور میں نے پانی کے ہلنے کی آواز سنی۔ ادھر والدہ محترمہ نے میرے پاؤں کی آہٹ سن لی تو فرمایا: ابو ہریرہ جہاں ہو وہیں رک جاؤ (تا کہ ستر پوشی کر لیں)، پر دروازہ کھولا۔ اس وقت وہ گھریلو استعمال کی قمیص پہن چکی تھیں۔ البتہ جلدی میں اپنا دوپٹہ سر پر نہ اوڑھ سکی تھیں۔ اسی حالت میں اقرار کیا:

«أَشْهَدُ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ»

"میں اس بات کی شہادت دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اور اس بات کی شہادت دیتی ہوں کہ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں"۔[۳]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدہ کا اپنے بیٹے کے سامنے ننگے سر آ جانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہاں معروف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سر پر اوڑھنی لیے بغیر اپنے بیٹے کو اپنے پاس آنے کی اجازت

[۱] بخاری مع الفتح، حدیث:۶۳۱۸، مسلم مع نووی:۷/۱۳/۴۵، صحیح أبي داود، حدیث:۴۲۳۲، صحیح ترمذی، حدیث:۲۷۱۳۔

[۲] حوالہ بالا، بخاری مع الفتح:۹/۳۳۸۔

[۳] مختصر مسلم للمنذري، حدیث:۱۷۸۰، آزادیٔ عورت، مقالہ شیخ البانی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دے دی۔ البتہ قمیص پہننے سے پہلے آنے کی اجازت نہیں دی۔

اس روایت کو ابن سعد نے طبقات کی جلد ۵، ص:۱۱۵ پر محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بھی روایت کیا ہے کہ وہ اپنی والدہ کی مینڈھیاں اپنے ہاتھوں سے کرتے اور ان کے سر میں کنگھی بھی خود کیا کرتے تھے اور اس کی سند بھی صحیح ہے۔[۱]

خلاصۂ کلام:

مولانا مودودیؒ کا یہ نظریہ کہ عورتوں کو ہاتھوں اور چہرے کے سوا سارا جسم تمام مردوں بشمول ان کے باپوں اور بھائیوں کے سب سے چھپانا چاہئے۔ یہ ان احادیث و آثار کے خلاف ہے جو مردوں کو ان کی محرمات پر نظر کے جواز کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ نے سر اور پاؤں وغیرہ زینت کی جگہوں پر نظر ڈالنے کی گنجائش دی ہے، اور یہ اسلام کی فیاضی کے عین مطابق ہے۔

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ [سورة الحج: ۷۸]

”اللہ نے دین کے بارے میں تم پر کوئی تنگی روا نہیں رکھی“۔

ہاں! اس دور میں مسلمانوں نے عورتوں کے ستر کے خلاف اتنی آزادی دے رکھی ہے کہ عورتیں اپنے محرم مردوں کے سامنے (ہی نہیں بلکہ سرِ بازار بھی) اپنی پنڈلیاں (کندھے) سینے کھولے پھرتی ہیں۔ یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہی اسے ذوقِ سلیم پسند کرتا ہے۔[۲]

الغرض ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ستر کے معاملہ میں عام اجنبی مردوں اور محرم رشتہ داروں میں بھی فرق ہے، اور عورت محارم کے سامنے سر، منہ، گردن اور پاؤں کھول سکتی ہے۔[۳]

[۱] ایضاً۔
[۲] مقالہ بالا۔
[۳] انظر اضواء البیان للشنقیطی:۶/۱۸۸۔

www.KitaboSunnat.com

لیکن اجنبی کے سامنے اس کا سارا جسم بشمول ان اعضاء کے ستر ہے۔ جیسا کہ تفصیل ذِکر کی جارہی ہے۔

حجاب

حجاب ستر سے زائد ایک چیز ہے جسے عورتوں اور محرم مردوں کے درمیان حائل کیا گیا ہے، اور یہاں بحث ستر کی نہیں بلکہ احکامِ حجاب و پردہ کی ہے۔[۱]

پھر اسی ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے بعد والے الفاظ ﴿وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ بھی چہرے کے پردے والے قول کی ہی تائید کرتے ہیں۔ کیونکہ ان میں اللہ نے فرمایا ہے کہ:

”ان عورتوں کو چاہیے کہ اپنے سینوں پر اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں“۔

تفسیرِ کشاف اور ابن کثیر میں مذکور ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں عورتیں سروں پر ایک طرح کے کساوے سے باندھے رکھتی تھیں۔ جن کی گرہ جوڑے کی طرح پیچھے چوٹی پر لگائی جاتی تھی۔ سامنے گریبان کا ایک حصہ کھلا رہتا تھا، جس سے گلا اور سینے کا بالائی حصہ صاف نمایاں ہوتا تھا۔ چھاتیوں پر قمیص کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، اور پیچھے دو دو، تین تین چوٹیاں لہرائی رہتی تھیں۔[۲]

اس آیت کے نزول کے بعد مسلمان عورتوں میں دوپٹہ رائج کیا گیا، جس کا مقصد یہ نہیں کہ آج کل کی صاحبزادیوں کی طرح بس دوپٹے کو بل دے کر گلے کا ہار بنالیا جائے، بلکہ یہ تھا کہ اسے اوڑھ کر سر، کمر، سینہ سب اچھی طرح ڈھانک لیے جائیں اور منہ بھی پردے میں آجائے، جیسا کہ ابن ابی حاتم کی روایت سے پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ ابن ابی حاتم نے صفیہ بنت شیبہ کے حوالے سے ایک روایت بیان کی ہے، جس میں وہ بیان کرتی ہیں کہ ہم ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھیں کہ قریشی عورتوں کے فضائل کی بات چل نکلی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

[۱] تفہیم القرآن مولانا مودودی: ۳/ ۳۸۵-۳۸۶۔

[۲] کشاف زمخشری: ۳/ ۶۲، ابن کثیر: ۳/ ۲۸۳-۲۸۴۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«إِنَّ لِنِسَآءِ قُرَيْشٍ لَفُضَلًا، وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ أَفْضَلَ مِنْ نِسَآءِ الْأَنْصَارِ؛ أَشَدَّ تَصْدِيْقًا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَلَا إِيْمَانًا بِالتَّنْزِيْلِ؛ لَقَدْ أُنْزِلَتْ سُوْرَةُ النُّوْرِ: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ فَانْقَلَبَ رِجَالُهُنَّ إِلَيْهِنَّ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِنَّ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ فِيْهَا - وَيَتْلُو الرَّجُلُ عَلَى امْرَأَتِهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ، وَعَلٰى كُلِّ ذِيْ قَرَابَتِهِ، فَمَا مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا قَامَتْ إِلَى مِرْطِهَا المرحل، فَاعْتَجَرَتْ بِهِ تَصْدِيْقًا وَإِيْمَانًا بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابِهِ، فَأَصْبَحْنَ وَرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعْتَجِرَاتٍ، كَأَنَّ عَلٰى رُؤُوْسِهِنَّ الْغِرْبَانَ».[۱]

”قریشی عورتوں کے بڑے فضائل ہیں لیکن اللہ کی قسم میں نے انصاری عورتوں سے افضل کوئی عورتیں نہیں دیکھیں۔ وہ کتاب اللہ کی تصدیق اور وحی پر ایمان لانے میں بڑی شدید ہیں۔ جب سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ عورتیں اپنی اوڑھنیوں کے آنچل اپنے سینوں پر ڈالے رہیں۔ ان کے مرد لوٹ کر ان کی طرف گئے اور انہوں نے انہیں وہ آیات سنائیں جن میں پردے کا حکم نازل ہوا تھا۔ ہر مرد نے اپنی بیوی، بیٹی، بہن اور دوسری قرابت دار عورتوں کو وہ آیات سنائیں۔ ان عورتوں سے ہر کوئی اٹھی اور اپنی چادر (برائے تہبند جو پاؤں تک لمبی قمیص کے نیچے پہنے ہوئے تھیں اس) کو پھاڑا اور اس سے سر اور منہ کا پردہ کیا تاکہ کتاب اللہ کی نازل شدہ اس آیت کی تصدیق اور ایمان کا اظہار ہو جائے۔ وہ عورتیں نبیٔ اکرم ﷺ کے پیچھے نماز میں اس طرح ہو گئیں جیسے (سیاہ اوڑھنیوں کی وجہ سے) گویا ان کے سروں پر کوّے بیٹھے ہیں“۔

اس اثر میں جو الفاظ فَاعْتَجَرْتُ اور مُعْتَجِرَاتٍ آئے ہیں، ان کا مصدر اَلْإِعْتِجَار ہے جو

[۱] بحوالہ فتح الباری:۸/۴۹۰؛ وانظر تفہیم القرآن:۳/۳۸۶، اللباب في فرضية النقاب، ص:۵۹ للرنداوی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اوڑھنی کو سر پر لپیٹنے اور منہ ڈھانپنے کا مفہوم رکھتا ہے۔ چنانچہ ابن الأثیر نے (غریب الحدیث میں) لکھا ہے کہ عبداللہ بن عدی بن خیار کی حدیث میں ہے کہ وہ آئے جب کہ وہ اپنے عمامہ سے اعتجار کیے ہوئے تھے کہ وحشی کو ان کی دونوں آنکھوں اور پاؤں کے سوا کچھ نظر نہ آیا، اور پگڑی اور عمامے سے اعتجار یہ ہے کہ اسے سر پر لپیٹا جائے اور اس کے ایک کونے کو چہرے پر ڈال لیا جائے اور اس کپڑے کا کوئی حصہ ٹھوڑی کے نیچے سے نہ نکالا جائے۔[۱]

اور جیسا کہ فتح الباری کے حوالہ سے پہلے بھی فرّاء کا قول ذِکر کیا جا چکا ہے کہ عہدِ جاہلیت میں عورتیں اپنے سر کے کپڑے پیچھے کی جانب لٹکا دیا کرتی تھیں۔ جس کے نتیجہ میں ان کے چہرے وغیرہ ننگے رہ جاتے تھے تو انہیں پردے کا حکم دیا گیا۔[۲]

ان دونوں تشریحی اقوال سے معلوم ہوا کہ چہرے کا پردہ ہے، اور نہ صرف یہ کہ محض استحباباً ہے بلکہ وجوباً ہے۔ جیسا کہ فرّاء کے الفاظ فَأُمِرْنَ بِالْإِسْتِتَار سے پتہ چلتا ہے۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین اپنے رسالہ المراۃ المسلمۃ احکام فقھیہ حول الحجاب، ص:۱۱ پر لکھتے ہیں:

> ”عورت کو جب اپنے سینے پر اوڑھنی کا پلّو ڈالے رکھنے کا حکم ہے تو چہرے کا پردہ بھی اس پر واجب ہے۔ کیونکہ چہرے کا پردہ گریبان کے پردے کا لازم ہے یا قیاس کا تقاضا ہے۔ کیونکہ جب گلے اور سینے کا پردہ واجب ہے تو چہرے کا پردہ بالاوّلیٰ واجب ہے۔ کیونکہ چہرہ ہی تو مقامِ حسن و جمال اور باعثِ فتنہ ہے، اور جو لوگ جمالِ صورت کا مطالبہ کرتے ہیں وہ صرف چہرے کے جمال کی ہی بات ہوتی ہے، اور جب کوئی کہے کہ فلاں عورت بہت حسین و جمیل ہے تو اس کی بات سے اس کے

[۱] بحوالہ فرضیۃ النقاب ایضاً۔
[۲] فتح الباری: ۱/۴۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چہرے کے جمال کے سوا اور کوئی معنیٰ نہیں سمجھا جاتا۔ کیونکہ طلب و خبر ہر دو اعتبار سے چہرہ ہی مقامِ حسن و جمال ہے، اور جب ایسا ہے تو پھر یہ کیسے سمجھا جا سکتا ہے کہ مبنی بر حکمت شریعتِ اسلامیہ عورت کے گلے اور سینے کا تو حکم دے اور پھر چہرہ ننگا رکھنے کی اجازت دے دے"۔[۱]

پہلی آیت کا دوسرا حصہ:

سورۂ نور کی آیت ۳۱ کے ہی دوسرے الفاظ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ﴾

"اور عورتیں اپنے پاؤں زمین پر مارتے ہوئے نہ چلیں تاکہ وہ زینت جو وہ چھپائے ہیں اس کا لوگوں کو علم ہو سکے"۔

ان الفاظ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علّامہ عبد القادر حبیب اللہ سندھی نے اپنے رسالہ الحجاب میں لکھا ہے کہ:

"ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو زمین پر پاؤں مار کر چلنے سے بڑی شدّت کے ساتھ روکا تاکہ ان کے پاؤں کے زیورات پازیب وغیرہ کی آواز نہ سنی جا سکے۔ یہ حکم ان کے شرف کے تحفظ، شر کا دروازہ بند کرنے اور فحاشی کے وقوع کو روکنے کے لیے دیا گیا جو کہ عفت و عصمت کے تحفظ کی ایک انتہاء ہے، اور جب اس آیتِ کریمہ کی رو سے عورت کی پازیب کی چھنکار بھی ممنوع ہے تو پھر کسی مسلمان کے لیے یہ کیسے روا ہو سکتا ہے کہ ضعیف و منکر اور غیر صحیح اسناد پر مشتمل روایات کا سہارا لیتے ہوئے یہ کہے کہ عورت کا چہرہ اور ہاتھ مقامِ ستر اور زینت نہیں ہیں۔ انہیں وہ غیر محرم لوگوں کے سامنے ننگا کر سکتی ہے"۔[۲]

[۱] المرأة المسلمة – أحكام فقهية حول الحجاب، ص:۱۱، طبع دار الافتاء۔

[۲] بحوالہ اللباب في فرضية النقاب، ص:۱۰۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ عثیمین لکھتے ہیں:

”مرد کے مبتلائے فتنہ ہونے کے خوف کی بنا پر پازیب کی چھنکار کو ممنوع کیا گیا ہے۔ تو چہرے کو ننگا رکھنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔ ان ہر دو میں سے از روئے فتنہ سامانی کون سی چیز بڑی ہے۔ ایک طرف پائل یا پازیب کی جھنکار ہے مگر عورت پردے میں ہے ... نہیں معلوم بوڑھی ہے جوان ہے۔ حسین و جمیل ہے یا قبیح المنظر، اور دوسری طرف ایک عورت ننگے منہ ہے۔ چہرہ فطرتی حسن و جمال کے ساتھ ساتھ مصنوعی زیب و زینت کی بدولت فتنہ بردوش ہے- خواہشِ نفس عطا کیا گیا ہے- ہر انسان بآسانی اندازہ کر سکتا ہے کہ ان ہر دو میں سے کون سا انداز زیادہ فتنہ انگیز اور بلاخیز ہے“۔[۱]

ظاہر ہے کہ پازیب کی آواز میں کم فتنہ انگیزی ہے اور جب اس کم فتنہ انگیز فعل کی ممانعت کر دی گئی ہے تو پھر اس ہمہ فتنہ فعل کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے، ہر گز نہیں ہے۔ بلکہ ہر اعتبار سے چہرے کے پردے والے مسلک کی ہی تائید ہوتی ہے۔

دوسری آیت:

اسی مفہوم پر دلالت کرنے والی ایک دوسری آیت بھی سورۂ نور ہی میں ہے اور وہ ہے آیت ۶۰، جس میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۶۰﴾ [سورة النور: ٦٠]

”اور جو عورتیں جوانی سے گزر چکی ہوں اور نکاح کی امید وار نہ ہوں، وہ اگر اپنی

[۱] المرأة المسلمة – أحكام فقهية حول الحجاب، ص:۱۲، طبع دار الافتاء۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چادریں اتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں، تاہم وہ بھی حیاء داری ہی برتیں تو ان کے حق میں اچھا ہے اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے"۔

حضرت سعید بن جبیر، مقاتل، ضحاک اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہم نے کہا ہے کہ اس آیت میں قواعد سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کو بڑھاپے کی وجہ سے حیض آنا بند ہو چکا ہو اور وہ اولاد پیدا کرنے کی عمر سے گزر چکی ہوں۔

اس آیت میں بوڑھی عمر رسیدہ خواتین کو جو کپڑے اتار کر رکھ دینے کی اجازت دی گئی ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے عریاں ہو بیٹھنا ہرگز مراد نہیں، بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہاں کپڑوں سے مراد (زیب و زینت کو چھپانے والی) اوپر کی بڑی چادر (جلباب) مراد لی ہے۔

تفسیر ابن کثیر کے مطابق حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم اور امام مجاہد، سعید بن جبیر، ابو الشعثاء، ابراہیم نخعی، حسن بصری، قتادہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہم سبھی نے کپڑوں سے مراد جلباب یا رداء یعنی اوپر کی بڑی چادر ہی مراد لی ہے۔[۱]

جلباب وہ بڑی چادر ہوتی ہے جس میں سر تا پا چہرہ سمیت عورت نے اپنے جسم کو ڈھانپا ہوا ہو، اور اس آیت سے یوں استدلال کیا جاتا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ بوڑھی عورت کو شارع حکیم علیہ السلام نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ جلباب یا چادر اتار دے جس میں کہ اس کا چہرہ بھی چھپا ہوا ہوتا تھا۔ لیکن وہ اس شرط کے ساتھ کہ وہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہو۔

یہ حکم بوڑھی عورتوں کے لیے ہے، جب کہ نوجوان عورت صاحبِ حسن و جمال ہے اور جس میں جاذبیت و دلکشی کا عنصر پایا جاتا ہے، اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ چادر اتار دے۔ بلکہ اس پر واجب ہے کہ اپنے پروردگار کے اس حکم کا التزام کرے جس میں اسے چادر اوڑھنے اور چہرہ تک

[۱] تفسیر ابن کثیر: ۳۰۴/۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس کا اسے وجوباً حکم ہے نہ کہ استحباباً و اختیاراً، اور امر کا صیغہ جو ادناء جلباب میں ہے وہ امر وجوب کے لیے ہوتا ہے جب تک کہ کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو، اور یہاں کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں ہے۔ بلکہ ﴿غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ﴾ کے الفاظ نوجوان عورت کے لیے چہرے کے پردے کے واجب ہونے کی ایک دوسری دلیل ہے۔ جبکہ بوڑھی عورتوں کے لیے بھی یہ کوئی ضروری نہیں کہ وہ چادریں اتار پھینکیں بلکہ انہیں بھی اس بات کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ اجازت کے باوجود اگر وہ حیاء داری کریں اور چادر اوڑھے رہیں تو یہی ان کے لیے بہتر ہے، جیسا کہ ﴿وَ اَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ﴾ کے الفاظ کی تفسیر حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے یہ کی ہے:

(إِيْ وَتَرِكَ وَضَعْهُنَّ لِثِيَابِهِنَّ وَإِنْ كَانَ جَائِزًا خَيْرٌ وَأَفْضَلُ لَهُنَّ).[۱]

”کہ بوڑھی عورتوں کے لیے اگرچہ چادر اتار دینا جائز ہے، لیکن ان کے لیے بہتر و افضل یہی ہے کہ وہ چادریں نہ اتاریں“۔

ابو حیان نے اپنی تفسیر بحر المحیط میں ﴿وَ اَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ﴾ کی تفسیر یہ کی ہے کہ:

(وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ عَنْ وَضَعِ الثِّيَابِ وَيَسْتُرْنَ كَالشِّيَابِ أَفْضَلُ لَهُنَّ)

”وہ چادریں اتارنے سے پرہیز و حیاء داری کریں اور نوجوان عورتوں کی طرح ہی ستر میں رہیں تو ان کے لیے یہی افضل ہے“۔

جب کہ ایک دوسرے مفسر امام بغوی رحمہ اللہ نے یوں تفسیر کی ہے کہ:

(وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ فَلَا يُلْقِيْنَ الْحِجَابَ وَالرِّدَاءَ).[۲]

”اگر وہ چادر نہ ہی اتاریں اور باپردہ ہی رہیں تو ان کے لیے بہتر ہے“۔

[۱] ابن کثیر: ۳/۳۰۴۔

[۲] اللباب، ص:۱۰۴ نقله عن الصارم المشهور للتويجرى، ص:۶۲، وانظر المرأة المسلمة للعثيمين، ص:۱۳-۱۴، و فصل المخطاب في المراة والحجاب، لابی بکر الجزائري، ص:۴۲-۴۳، طبع جده، السفورة الحجاب، ص:۵ لابن باز، طبع دار الافتاء۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ سلف صالحینِ امت کی خواتین نے بڑھاپے میں چادر اتار دینے کی اجازت کے باوجود حیاء داری و پردہ داری کی ترغیب والے فعل کو ہی اپنایا اور ہمیشہ اپنے چہرے کا بھی پردہ کیا۔ چنانچہ سعید بن منصور، ابن المنذر اور امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں عاصم الاحوال سے روایت بیان کی ہے، جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم (ایک عمر رسیدہ فاضل خاتون) حضرت حفصہ بنت سیرین رحمہا اللہ کے پاس جایا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک بڑی چادر (جلباب) ایسی بنا رکھی تھی کہ جس سے وہ نقاب ڈالے رکھتی تھیں۔ ہم ان سے کہتے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ﴾ [سورة النور: ٦٠]

”اور وہ عمر رسیدہ بوڑھی عورتیں جو نکاح کا کوئی ارادہ (داعیہ) نہیں رکھتیں ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنی چادریں اتار لیں، اس شرط کے ساتھ کہ وہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں“۔

جبکہ کپڑوں سے مراد جلباب ہے تو وہ کہا کرتی تھیں:

أَيُّ شَيْءٍ بَعْدُ؟ ”ان الفاظ کے بعد ارشادِ الٰہی کے کیا الفاظ ہیں؟“۔

ہم کہتے کہ آگے ہے:

﴿وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ﴾

”کہ اگر وہ حیاء داری اختیار کریں تو ان کے لیے یہی بہتر ہے“۔

تو وہ فرماتیں:

هُوَ إِثْبَاتُ الْحِجَابِ.[۱] ”یہی الفاظ پردے کو ثابت کرتے ہیں“۔

[۱] اللباب،ص:۱۰۵، والحجاب للالبانی،ص:۵۲، وقال: هذا اسناد صحیح۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام بغویؒ نے اپنی تفسیر میں امام ربیعۃ الرائے کا یہاں تک قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں قواعد سے مراد انتہائی عمر رسیدہ عورتیں ہیں۔ جن میں کوئی جاذبیت باقی نہ رہی ہو (اور ان کے صنفی جذبات سرد پڑ چکے ہوں) لیکن اگر اس آگ میں ابھی کوئی چنگاری باقی ہے تو ایسی عمر رسیدہ عورت اس آیت میں داخل نہیں ہوگی۔[۱]

اور اس سے قطع نظر اگر حقیقتاً بھی ایک عورت ایسی ہے جو واقعی اس حد سے بھی گزر چکی ہے تو اس کے سامنے بھی افضل عمل کے لیے حضرت حفصہ بن سیرین رحمہا اللہ ایک بہترین نمونہ ہیں۔

تیسری اور چوتھی آیت:

ایسے ہی چہرے کے پردے کو واجب قرار دینے والوں کا استدلال سورۂ احزاب کی ان چار آیات سے بھی ہے، جن میں سے ہی ایک کو ''آیتِ حجاب'' کا نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۂ احزاب کی آیت ۳۲ اور ۳۳ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۳۲ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾

''اے پیغمبر کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرتی رہو تو (غیر مردوں سے) دبی زبان (باریک آواز) سے بات نہ کرو، (اگر ایسا کرو گی تو) جس کے دل میں کھوٹ ہے، اس کے دل میں لالچ پیدا ہوگا۔ لہٰذا کھری کھری صاف بات کیا کرو۔ اور اپنے گھروں میں جمی رہو اور زمانۂ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو اور نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو''۔

[۱] اللباب،ص۱۰۳، نقلاً عن الصارم المشهور،ص:۶۱، وانظر تفہیم القرآن:۳/۴۲۴۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مسجدِ نبوی کے واعظ اور مدینہ یونیورسٹی میں دراساتِ علیا کے پروفیسر شیخ ابو بکر جابر الجزائری نے اپنے رسالہ "فصل الخطاب في المرأة الحجاب" میں ان آیات سے پانچ دلالات کا استخراج کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک مسلمان مؤمن عورت کے لیے پردے کو فرض قرار دینے کی دلیل ہے۔

ان آیات کو صرف امہات المؤمنین کے ساتھ خاص کرنے والوں کے قول کو مضحکہ خیز قرار دیا ہے اور دیگر قرآنی دلائل کے ساتھ واضح کیا ہے جبکہ نبیٔ اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات ؓ پر حجاب و پردہ فرض ہے تو دوسری عام مسلمان عورتوں پر بالاولیٰ فرض ہے۔ تفصیل مطلوب ہو تو موصوف کے رسالہ کے صفحات ۲۵ تا ۳۸ دیکھے جاسکتے ہیں۔

پانچویں آیت:

اس سورۂ احزاب کی آیت ۵۳ سے بھی وجوبِ حجاب پر استدلال کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ [سورة الأحزاب: ٥٣]

"اے ایمان والو! نبی ﷺ کے گھروں میں مت جاؤ، سوائے اس کے کہ تمھیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے اور کھانا (تیار ہونے سے پہلے) اس کے پکنے کا انتظار (وہاں بیٹھ کر) مت کرو۔ لیکن جب تم کو بلایا جائے تو پھر جاؤ، اور جب تم کھانا کھا چکو تو پھر وہاں سے نکل جاؤ اور وہیں جی لگا کر باتیں کرنے کے لیے نہ بیٹھے رہو، تمھاری اس بات سے نبی ﷺ کو اذیت پہنچتی تھی۔ مگر وہ تم سے شرم کرتے ہیں

www.KitaboSunnat.com

مگر اللہ حق بات کہنے میں شرم نہیں کرتا، اور جب نبی ﷺ کی ازواجِ مطہرات سے کوئی کام کی چیز مانگنے جاؤ تو پردے کے پیچھے سے مانگ لو۔ اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے“۔

سورۂ احزاب کی یہی وہ آیت ہے جسے آیتِ حجاب کہا جاتا ہے۔ کیونکہ پردے کے بارے میں نازل ہونے والی یہ پہلی آیت ہے اور اس کے نزول کے بعد نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہراتؓ کو اور صحابہ کرامؓ نے اپنی بیویوں کو پردے کا حکم فرما دیا تھا اور اس آیت کے الفاظ ﴿وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ پردے کے فرق ہونے کی قطعی دلیل ہیں۔

اگر کوئی اس آیت کے حکم کو ازواجِ مطہراتؓ کے ساتھ خاص قرار دے تو اس پر تعجب ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہی ہوتا تو پھر صحابہ کرامؓ اس آیت کے نزول کے بعد اپنی بیویوں کو پردے کا حکم نہ دیتے، اور پھر نبیٔ اکرم ﷺ کے اس ارشاد کا کوئی معنیٰ ہی نہ ہوتا۔ جس میں آپ ﷺ نے پیغامِ نکاح دینے والے کے لیے اپنی منگیتر کو ایک نظر دیکھنے کی اجازت فرمائی ہے – جیسا کہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ و دارمی اور مسند احمد میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کے سامنے ذِکر کیا کہ میں نے فلاں عورت کو پیغامِ نکاح دیا ہے تو آپ ﷺ نے پوچھا:

«هَلْ نَظَرْتُ إِلَيْهَا؟» ”کیا تم نے اسے ایک نظر دیکھا ہے؟“۔

انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أُحْرَىٰ أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا».[۱]

[۱] بحوالہ مشکوٰۃ: ۲/۹۳۳ وقال الالبانی اسنادہ صحیح، وقدا علی بالانقطاع مسند احمد: ۴/۲۴۶، صحیح ترمذی، حدیث: (۸۶۸)، ابن ماجہ: (۱۸۶۵)، صحیح نسائی، حدیث: (۳۰۳۶)، موارد الظمان، حدیث: (۱۲۲۶)، والصحیحہ، حدیث: (۹۶)۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اسے ایک نظر دیکھ لو یہ تم دونوں کے مابین ازدواجی تعلقات کے مستقل قائم رہنے کے لیے زیادہ موزوں ہے“۔

اگر اس آیتِ حجاب کے نزول کے بعد صحابیات رضی اللہ عنہن چہرے کا پردہ نہیں کیا کرتی تھیں تو پھر اس ارشاد کا کیا معنیٰ ہوا؟

اس سے بڑھ کر یہ کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ کو اللہ تعالیٰ نے اسی سورۂ احزاب کی آیت ۶ میں مؤمنوں کی مائیں قرار دیا ہے جو ان کے الفاظ ﴿وَ اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ میں مذکور ہے۔ لہٰذا نکاح تو سگی ماؤں کی طرح مؤمنوں پر ہمیشہ کے لیے حرام ہے، اور اگر یہ حکم صرف انہی کے ساتھ خاص مانا جائے تو پھر ان کے حجاب کو اپنانے کا کیا معنیٰ ہوگا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حکم قیامت تک کے لیے ہے اور تمام مسلمان عورتوں کے لیے عام ہے اور قیاس کا تقاضا بھی یہ ہے کہ عام مسلمان عورتوں کے لیے بھی یہی حکم ہو۔[۱]

چھٹی آیت:

پھر اسی سورۂ احزاب میں آیت ۵۹ نے صراحت کر دی ہے کہ یہ حکمِ حجاب صرف نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ کے لیے نہیں بلکہ عام مسلمان عورتوں کے لیے بھی ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵۹﴾

”اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور عام مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی بڑی بڑی چادریں اوڑھ لیں۔ اس سے امید ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی۔ اور انہیں کوئی نہ چھیڑے گا اور اللہ بڑا غفور و رحیم ہے“۔

[۱] فصل الخطاب، ص:۳۴-۳۵ تصرف۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کے الفاظ ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ کی تفسیر کبار تابعین میں سے حضرت عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ نے کی ہے۔ جسے امام ابن جریر طبریؒ نے اپنی تفسیر میں، ایسے ہی فریابی عبد بن عبید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم (۲۲/۳۳) نے بھی روایت کیا ہے۔ چنانچہ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ جو خود معروف، عالم اور تابعی ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے ارشادِ الٰہی کے ان الفاظ کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا:

(فَغَطّٰى وَجْهَهٗ وَرَأْسَهٗ وَ أَبْرَزَ عَيْنَهُ الْيُسْرٰى).[۱]

”اپنے چہرے اور سر کو ڈھانپ لیا اور صرف اپنی بائیں آنکھ کو کھلا رہنے دیا“۔

انہی (حضرت عبید سلمانی رحمہ اللہ) کی طرح ہی ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ان الفاظ کی تفسیر طبری کے حوالے سے امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے نقل کی ہے۔ جس میں علی بن ابی طلحہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

«أَمَرَ اللّٰهُ نِسَآءَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ أَخْرَجْنَ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ فِيْ حَاجَةٍ أَنْ يُغَطِّيْنَ وُجُوْهَهُنَّ مِنْ فَوْقِ رُؤُوْسِهِنَّ بِالْجَلَابِيْبِ وَيُبْدِيْنَ عَيْنًا وَاحِدًا».[۲]

”اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی عورتوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لیے اپنے گھروں سے نکلیں تو انہیں چاہیے اپنے سروں کے اوپر سے گرائے گئے چادر کے پلّو سے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رہنے دیں“۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”أَمَرَ اللّٰهُ“ فرما کر چہرے کے پردے کے وجوب کو انتہائی واضح کر دیا ہے تاکہ کسی تاویل کی گنجائش باقی نہ رہے، اور پھر جلباب کا لغوی معنیٰ ہی وہ چادر ہے جو سارے جسم کو ڈھانپ لے۔ جیسا کہ علامہ ابن حزمؒ نے المحلی (۳/۲۱۷) میں لکھا ہے:

[۱] بحوالہ اللباب، ص:۹۳۔
[۲] ابن کثیر: ۲/۵۱۸، ابن جریر طبری: ۲۲/۳۳، وضعفه الألباني في الحجاب، ص:۴۱۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(والجلباب في لغة العرب التي خاطبنا بها رسول الله ﷺ هو ما غطىٰ جميع الجسم لا بعضه).

”وہ لغتِ عرب جس میں ہمیں نبیٔ اکرم ﷺ نے خطاب کیا ہے اس لغتِ عرب میں جلباب وہ کپڑا ہے جو سارے جسم کو ڈھانپ لے، نہ کہ اس کے بعض اعضاء کو“۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں مذکورہ دونوں تفسیریں اور جلباب کا لغوی معنی بھی ذِکر کیا ہے، اور لکھا ہے:

(والصحيح انه الثوب الذي يستر جميع البدن).[۱]

”اور صحیح یہی ہے کہ جلباب اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جو سارے بدن کو ہی ڈھانپ لے“۔

امام نسفیؒ نے اپنی تفسیر میں ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کے تحت لکھا ہے کہ:

”جلباب وہ کپڑا ہے جو سارے جسم کو مستور کر لے، اور ان الفاظ کا معنی یہ ہے کہ عورتیں اپنی چادروں کو اوڑھ لیں جن سے اپنے چہروں اور جوانب کو ڈھانپ لیں“۔[۲]

اسی طرح ہی امام بیضاویؒ (ص:۴۰۹) نے بھی ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کے تحت لکھا ہے:

”عورتیں جب کسی ضرورت سے اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو اپنی چادروں میں اپنے چہرے اور بدن ڈھانپ کر نکلیں“۔[۳]

[۱] قرطبی:۷/۱۴/۱۵۶۔

[۲] تفسیر نسفی:۳/۲۳۶-۲۴۰ بحوالہ اللباب، ص:۵۔

[۳] بحوالہ بالا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاویٰ اور اپنی کتاب ”حجاب المرأة و لباسها في الصلوٰة“ میں لکھتے ہیں:

”آیتِ حجاب کے نزول سے پہلے عورتیں جلباب کے بغیر گھروں سے باہر نکلا کرتی تھیں اور مرد ان کے چہرے اور ہاتھ دیکھتے تھے، اور اس وقت عورت کے لیے یہ جائز تھا کہ وہ چہرے اور ہاتھوں کو ننگا رکھ لے اور اس وقت ان اعضاء پر مرد کی نظر پڑنا بھی جائز تھا، کیونکہ ان اعضاء کا اظہار جو جائز تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ حجاب نازل فرمائی تو عورتوں نے مردوں سے مکمل حجاب اختیار کر لیا“۔[۱]

آگے چل کر وہ لکھتے ہیں:

”جلباب سے مراد وہ بڑا کپڑا ہے جسے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر اہلِ علم ”ردا“ کہتے ہیں اور عام لوگ اسے اِزار کا نام دیتے ہیں۔ ان ہر دو سے مراد وہ بڑی چادر ہے جو سر اور سارے بدن کو ڈھانپ لے۔ جیسا کہ حضرت عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ عورت اس کپڑے کو سر کے اوپر سے اس طرح گرا لے کہ اس کی آنکھوں کے سوا کوئی چیز ظاہر نہ ہو، اور اسی کی قبیل سے وہ نقاب بھی ہے جو عورتیں ڈالا کرتی تھیں۔ جب عورتیں اس بات پر مامور تھیں کہ وہ بڑی چادر اوڑھیں تاکہ پہچانی نہ جائیں، تو اس سے مراد چہرے کا پردہ تھا، اور اس وقت سے عورت کے لیے یہ جائز نہ رہا کہ وہ چہرے اور ہاتھوں کی زینت کو اجنبی یعنی غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر کریں۔ اس طرح سوائے کپڑوں کے کسی چیز پر غیر محرم کی نظر کا پڑنا جائز نہ رہا“۔[۲]

دورِ حاضر کے ایک مفسر شیخ محمد علی صابونی اپنی تفسیر صفوة التفاسیر میں ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن

[۱] حجاب المرأة، ص:۱۵-۱۶۔

[۲] حجاب المرأة، ص:۱۷-۱۸ بتصرف یسیر مجموع الفتاویٰ:۲۲/۱۱۰، ۱۱۷، ۱۱۸۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کے تحت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، تفسیر (کہ اللہ نے مؤمن عورتوں کو حکم فرمایا ہے کہ وہ جب باہر نکلیں تو اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رہنے دیں) اس تفسیر کو نقل کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں:

> "عورت کے چہرے کے وجوب پر دلالت کرنے والی صحیح و صریح روایات کے علاوہ یہ تفسیرِ عبیدہ ایک نصِ صریح ہے جو چہرے کے پردے کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے"۔[۱]

بعض دیگر مفسرین کے اقوال بھی عورت کے چہرے کے وجوبِ حجاب کا پتہ دیتے ہیں۔ مثلاً علّامہ ابن الجوزی نے زاد المسیر فی علم التفسیر، جلد ۲، ص: ۴۲۲ پر لکھا ہے کہ:

> "﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کا معنی یہ ہے کہ عورتیں اپنے سر اور چہرے ڈھانپ کر رکھیں تاکہ معلوم ہو کہ وہ آزاد و شریف عورتیں ہیں۔ اور ابن قتیبہ سے جلابیب کا معنی چادریں نقل کیا ہے۔
>
> ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کا حکم عورتوں کے سارے جسم کو شامل ہے یا پھر عَلَيْهِنَّ کا معنی ہے عَلَىٰ وُجُوهِهِنَّ کہ اپنے چہروں پر بڑی چادروں کے پلّو ڈال لیں۔ کیونکہ عہدِ جاہلیت میں چہرہ ہی ننگا ہوتا تھا"۔

ابو السعودؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

> "اس آیت کا معنی یہ ہے کہ عورتیں بڑی چادروں سے اپنے بدن اور چہرے ڈھانپ لیں، جب وہ گھر سے نکلیں"۔[۲]

ابو بکر الرازی المعروف بالجصاص نے اپنی کتاب "احکام القرآن" جلد سوم، ص: ۳۷۲ پر لکھا ہے:

[۱] صفوة التفاسير: ۱۲/۷۲، دار القرآن، بیروت۔

[۲] تفسير ابوالسعود على هامش الرازي: ۸۰۱/۶، بحوالہ روائع البيان للصابوني: ۳۸۳/۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اس آیت میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ جوان عورت غیر محرم مردوں سے اپنے چہرے کا بھی ضرور پردہ کرے“۔[۱]

اور تفسیر جلالین میں بھی اس آیت کے ان الفاظ کا معنی یہ لکھا ہے:

”عورتیں گھروں سے نکلتے وقت اپنی چادریں اپنے چہروں پر بھی ڈال لیں اور صرف آنکھ کھلی رہنے دیں“۔[۲]

یہ چھ آیات ہیں جن سے عورت کے چہرے کے پردے کے واجب ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔

آزاد اور کنیز کے پردہ کا مسئلہ

سابقہ صفحات میں قرآن کی چھ آیات سے عورتوں کے لیے چہرے کے پردے کے وجوب پر استدلالات ذِکر کیے گئے ہیں اور چھٹی آیت سورۂ احزاب کی تھی۔ جس میں بعض الفاظ ایسے ہیں جن سے آزاد اور کنیز کے مابین چہرے کے پردے کے سلسلہ میں فرق اور عدم فرق کی بحث کی گئی ہے۔اس آیت میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يَآيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾[سورة الأحزاب: ٥٩]

”اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور عام مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی چادریں اوڑھ لیں“۔

آگے فرمایا:

﴿ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾

[۱] احکام القرآن جصاص بحوالہ بالا۔
[۲] جلالین علی المصحف، ص:۵۶۰، دار المعرفۃ بیروت۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"اس سے امید ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی، اور انہیں کوئی نہ چھیڑے گا"۔

امام شوکانی رحمہ اللہ نے فتح القدیر میں اس آیت کا پس منظر یا شانِ نزول یہ لکھا ہے:

"مسلمان عورتیں ضرورت سے کہیں باہر نکلتیں تو منافقین انہیں چھیڑنے کی جرأت کرتے، اور جب ان سے پوچھا جاتا تو کہتے کہ ہم سمجھتے تھے کہ یہ لونڈیاں ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی"۔[۱]

یعنی چادروں سے چہرے ڈھکے ہونے سے راستہ والے پہچان لیں گے کہ یہ شریف زادیاں ہیں، (کنیزیں نہیں)، اور یہ جان کر کوئی انہیں چھیڑنے کی جرأت نہیں کرے گا۔

اس پسِ منظر میں اس آیت کے آخری الفاظ کا تقاضا یہ لگتا ہے کہ کنیزیں اپنے چہرے ننگے رکھیں۔ لیکن یہ ایک غلط فہمی ہے جسے بعض فقہاء نے اور بھی بھیانک بنا دیا ہے۔ جن کا کہنا ہے کہ آزاد شریف زادی تو ساری ہی ستر ہے اور کنیز کے صرف وہ اعضاء ستر ہیں جو غالباً ننگے نہیں ہوتے۔ جیسے پیٹ، کمر اور پنڈلیاں وغیرہ، جب کہ اسلامی معاشرے کو طاہر و پاکیزہ رکھنے کے لیے اسلام نے جو اقدامات کیے ہیں یہ مفہوم ان سے کوئی نسبت نہیں رکھتا اور باوجود اس کے کہ جمہور مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ جیسا کہ امام شوکانی کی تفسیر فتح القدیر کے حوالہ سے بھی ذِکر گزرا ہے۔ لیکن بایں ہمہ بعض کبار اہلِ تحقیق نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔

بعض مفسرین نے بھی اس کا دوسرا مفہوم بیان کیا ہے جو کہ اسلامی معاشرے کی طہارت وپاکیزگی کے سلسلہ میں اسلامی تعلیمات سے خوب میل کھاتا ہے۔ چنانچہ جمہور کے قرآنی الفاظ ﴿اَنْ يُّعْرَفْنَ﴾ کے مفہوم کہ وہ پہچانی جائیں کہ وہ آزاد ہیں کنیزیں نہیں۔ اس سے ہٹ کر ابوجہان نے اپنی تفسیر بحر المحیط کی جلد ۷، ص: ۲۵۰ پر ﴿اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ﴾ کا مفہوم یہ بیان کیا ہے:

[۱] بحوالہ القوائد السلفیہ، یہ پس منظر یا شانِ نزول طبقات ابن سعد (۸/۱۲۷) میں مروی ہے۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ شیخ البانی نے اسے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: فلا يصح بل هو ضعيف جدًا الامور فذكرها (الحجاب، ص: ۴۳) یہ صحیح نہیں بلکہ کئی امور کی بنا پر یہ روایت ضعیف ہے، اور آگے تین امور ذِکر کیے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"پردے کا حکم تمام عورتوں کو ہے۔ وہ آزاد ہوں یا کنیزیں، اور ﴿اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ پہچانی جائیں کہ وہ باعفت و عصمت، پردہ دار، نیک اطوار خواتین ہیں۔ تب پھر شر پسند اور فساد انگیز افراد ان کے درپے ہی نہیں ہوں گے"۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"ظاہر بات یہ ہے کہ اس ارشادِ الٰہی میں ﴿نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ کے الفاظ آزاد کنیز سب عورتوں کو شامل ہیں، اور کنیزیں تو زیادہ باعثِ فتنہ ہوتی ہیں بہ نسبت آزاد عورتوں کے، کیونکہ وہ کام کاج کے سلسلہ میں زیادہ اندر باہر آتی جاتی ہیں۔ لہٰذا انہیں ارشادِ الٰہی میں وارد اس عموم سے خارج اور خاص کرنے کے لیے واضح دلیل کی ضرورت ہے، اور ارشادِ الٰہی کے الفاظ ﴿اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ عفت و عصمت کے تحفظ کے لیے پردہ دار عورتوں کی حیثیت سے پہچانی جائیں تاکہ کوئی انہیں ستانے یا چھیڑنے کے درپے نہ ہو، اور نہ ہی وہ کسی کی ناپسندیدہ حرکت سے دوچار ہوں۔ کیونکہ عورت جب پوری طرح پردہ دار اور اپنے آپ کو سمیٹے سنبھالے ہوئے ہو تو اسے چھیڑنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوتی - بخلاف بے پردہ عورتوں کے - انہیں بلاشبہ تاڑا اور چھیڑا جانا قرینِ قیاس ہے"۔[۱]

اس آیت کے الفاظ کی تفسیر جو جمہور نے کی ہے وہ اپنی جگہ، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابوحیان کی تفسیر ہی اسلامی نظامِ عفت و عصمت کے عین مطابق ہے اور اسی سے اسلامی تعلیمات کے مقاصد صحیح معنوں میں پورے ہوتے ہیں۔ شیخ محمد علی صابونی نے اس تفسیر پر صاد کی ہے۔[۲]

اور اللباب فی فرضیۃ النقاب (ص:۱۰۰، ۱۰۲) میں فرید بن امین الہنداوی نے بھی

[۱] بحوالہ روائع البیان للصابونی:۲/۳۷۹-۳۸۰۔

[۲] بحوالہ روائع البیان للصابونی:۲/۳۸۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس تفسیر کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا ہے اور کیوں نہ ہوتا، اس بحث میں تو بڑے بڑے ائمہ محققین اور اساطینِ علم و فضل نے یہی موقف اختیار کیا ہے جو کہ ابو حیان کا ہے۔

علّامہ ابن حزمؒ

اہلِ ظاہر کے امام، محقق کبیر اور فاضل جلیل حضرت علّامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے تو کنیزوں کے لیے (چہرے کے) پردے کو واجب قرار دیا ہے۔ وہ اپنی معروف کتاب المحلی کی جلد سوم، ص ۲۱۸، ۲۱۹ پر لکھتے ہیں:

(أَمَّا الْفَرْقُ بَيْنَ الْحُرَّةِ وَالْأَمَةِ فِيْ دِيْنِ اللهِ وَاحِد وَالْخَلْقَةِ وَالطَّبِيْعَةُ وَاحِدَةٌ كُلُّ ذٰلِكَ فِي الْحَرَائِرِ وَالْأَمَاءُ سَوَاءٌ حَتَّىٰ يَأْتِيَ نَصٌّ فِي الْفَرْقِ بَيْنَهُمَا فِيْ شَيْءٍ فَيُوْقَفُ عِنْدَهُ).

”رہی بات آزاد عورت اور کنیز کے پردے میں فرق کی تو اللہ کا دین (دونوں کے لیے) ایک ہے۔ آزاد و کنیز کی خلقت و فطرت بھی ایک ہی ہوتی ہے۔ آزاد و کنیز سب عورتوں میں یہ امور و اوصاف برابر ہیں۔ لہٰذا پردے کے سلسلہ میں ان کے مابین فرق نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں تک کہ ان دونوں کے مابین فرق کرنے والی کوئی نص ہو تو پھر اس پر عمل کیا جائے“۔

تو گویا علّامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے آزاد شریف زادیوں اور کنیزوں کے لیے پردے کا حکم ایک ہی قرار دیا ہے۔ جب کہ:

امام ابن تیمیہؒ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جمہور اور علّامہ ابن حزم و ابو حیان علیہم الرحمہ کی آرا کے مابین کا متوسط مسلک اپنایا ہے۔ جسے ایک تیسرا مسلک یا ان کے مابین ایک درمیانی راہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب حجاب المرأة المسلمة ولباسها في الصلوٰة میں ایک

www.KitaboSunnat.com

جگہ تو لکھتے ہیں کہ:

"حجاب و پردہ آزاد عورتوں کے لیے خاص ہے کنیزوں کے لیے نہیں"۔

اور لکھا ہے کہ:

"عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں یہی طریقہ تھا کہ آزاد عورتیں پردہ کریں اور کنیزیں پردہ نہ کریں۔ حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سر، منہ ڈھانپنے والی کنیز کو مار کر کہا کرتے تھے کہ تم آزاد عورتوں کی مشابہت کرتی ہو اور کنیز کا سر، ہاتھ اور منہ ننگا کروادیتے تھے"۔[1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس اثر کو مطلقاً تو قبول نہیں کیا، بعض اسلامی قواعدِ عامہ کی روشنی میں مسئلہ پر بحث و مناقشہ کیا ہے۔ جس کے تذکرہ سے پہلے یہ واضح کر دیں کہ:

جملۂ معترضہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس اثر کو جو سنن کبریٰ بیہقی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے اور امام بیہقیؒ نے اسے روایت کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

"اس سلسلہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی آثار کی اسناد صحیح ہیں۔ جبکہ علّامہ ابن حزمؒ نے اس اثر کا جواب بھی (المحلی ۳/۲۲۱) پر ذکر کیا ہے اور لکھا ہے:

(وَلٰكِنْ لَا حُجَّةَ فِيْ أَحَدٍ دُوْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ).

"لیکن نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرا کوئی حجت نہیں ہے"۔

علّامہ ابن حزم رحمہ اللہ کے اس قول کی شاہد و مؤید وہ حدیث بھی ہے جو ابن ماجہ اور مصنف

[1] حجاب ابن تیمیہ، ص:۳۷ بتحقیق الالبانی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن ابی شیبہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اس میں وہ بیان کرتی ہیں:

”نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے تو میرے پاس جو آزاد کردہ کنیز بیٹھی تھی وہ چھپ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا یہ بالغ ہے؟ تو بتایا گیا کہ ہاں“۔

اس حدیث میں آگے ہے:

«فَشَقَّ لَهَا مِنْ عِمَامَتِهِ، فَقَالَ: اخْتَمِرِیْ بِهٰذَا».[۱]

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمامہ سے کچھ کپڑا اپھاڑ کر اس کنیز کو دیا اور فرمایا: یہ لے کر اسے اوڑھنی بنالو“۔

اس روایت کی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن یہ ابن حزم کے قول کی شاہد و مؤید ہے اور جیسا کہ ہم نے ذِکر کیا ہے کہ امام ابن تیمیہؒ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس اثر کو مطلقاً نہیں اپنایا۔ بلکہ بعض قواعدِ عامہ کی روشنی میں اصل مسئلہ پر بحث و مناقشہ کیا ہے۔ جیسے کہ قاعدہ ہے:

دَرْءُ الْمَفَاسِدِ قَبْلَ جَلْبِ الْمَصَالِحِ.

”فوائد و مصالح کے حصول سے قبل مفاسد کو دور کرنا ضروری ہوتا ہے“۔

اس قاعدہ کو سامنے رکھتے ہوئے امام موصوف نے مسئلہ کو اس کے اطلاق پر نہیں چھوڑا کہ جس کی رو سے ایک خوبصورت اور جوان کنیز کا بھی پردے کے بغیر رہنا لازم ہو اور وہ خوبرو کنیز اپنے بال بھی ننگے رکھے، بلکہ وہ بوڑھی عورتیں جو نکاح کی عمر سے گزر چکی ہوں انہیں پردے کے معاملہ میں قرآنِ پاک میں دی گئی گنجائش کا تذکرہ اور اس کا سبب یعنی زوالِ مفاسد کا ذِکر کرنے، پھر بے نفس خواہش لوگوں کے سامنے عورت کے اظہارِ زینت اور اس کے سبب یعنی مفاسد و فتن کا باعث بننے والی شہوت کے فقدان کے ذِکر پر مشتمل ایک انتہائی مفید تمہید کے بعد شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

[۱] بحوالہ حجاب الالبانی حاشیہ، ص:۴۵ وقال بسند ضعيف، ضعیف ابن ماجہ، حدیث:۱۴۰۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"ایسے ہی کنیز کا معاملہ بھی ہے کہ اگر اس کے حسن وجمال اور جوانی سے فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو ایسی کنیز پر بھی ضروری ہے کہ وہ بھی (آزاد عورت کی طرح اپنی چادر کا پلّو لٹکائے اور پردہ کرے، اور اس کا اپنی نگاہ کو بچانا اور دوسروں کا اس سے اپنی نگاہ کو بچانا واجب ہے۔ کتاب وسنت میں بالعموم ہر قسم کی کنیزوں پر نگاہ ڈالنا مباح نہیں ہے اور نہ ہی ان کا علی الاطلاق حجاب وپردہ کو ترک کرنا، اور اپنی زینت کا اظہار کرنا جائز ہے، بلکہ (بات صرف اتنی ہے کہ) قرآن نے کنیزوں کو وہ حکم نہیں دیا جو آزاد عورتوں کو ہے اور سنت نے بالفعل ان میں اور آزاد عورتوں میں فرق کر دیا ہے۔ لیکن ان کے مابین عمومیت کے لفظ سے فرق نہیں کیا (کہ جو ہر کنیز کو ہی شامل ہو) بلکہ مسلمانوں میں مروج یہ تھا کہ کنیزیں نہیں بلکہ آزاد عورتیں ان سے حجاب وپردہ کیا کرتی تھیں، اور قرآن نے آزاد عورتوں میں سے بھی بوڑھی خواتین کو پردے کے احکام سے مستثنیٰ کر دیا ہے اور بعض مردوں کو مستثنیٰ کر دیا ہے کہ بے نفس وبے خواہش قسم کے مردوں کے سامنے عورت اپنی زینت ظاہر کر سکتی ہے اور یہ استثناء اس لیے ہے کہ ان دونوں قسم کے لوگوں میں شہوت معدوم ہے"۔

جب ان لوگوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے تو وہ کنیزیں جن کے ترکِ حجاب اور اظہارِ زیب وزینت سے فتنہ انگیزی کا خطرہ موجود ہے وہ کنیزوں کی نسبت ترکِ حجاب کے عام حکم سے بالاولیٰ مستثنیٰ ہیں، اور جیسا کہ شوہروں کے (دوسری بیویوں سے) لڑکوں اور ایسے ہی دوسرے لوگوں کے سامنے بھی مخفی زینت کو ظاہر کرنا جائز نہیں۔ جب کہ وہ شہوت کو برانگیختہ کرنے والے لوگ ہوں۔

حجاب وپردہ کے سلسلہ میں خطابِ الٰہی عام ہے۔ لیکن جو چیز عمومیت وعادت سے خارج ہو جائے وہ اپنے نظائر سے نکل جاتی ہے۔ پس جب کنیز کے بے پردہ پھرنے اور اس پر نظر پڑنے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتنہ وفساد یعنی اخلاقی بگاڑ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو انہیں اس سے منع کرنا واجب ہے۔

تھوڑا آگے چل کر شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

”اگر خوبصورت کنیز اور لڑکوں پر نظر ڈالنے سے بگاڑ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو ان سے نظر بچانا ضروری ہے۔ جیسا کہ اہلِ علم نے ذِکر کیا ہے“۔[۱]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ کنیزوں کے پردہ کے مسئلہ میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مسلک جمہور اہلِ علم کے عدم وجوب اور علّامہ ابن حزمؒ کے وجوب کے درمیان والی راہ ہے اور اس طرح جمہور کے مسلک کی تائید کرنے والے آثار جو شیخ الاسلام نے ذِکر کیے ہیں، ان میں اور درء المفاسد قبل جلب المصالح والے قاعدہ کے مابین تطبیق وموافقت بھی پیدا کر دی ہے، اور محقق و معلق کتاب حجاب والمرأة المسلمه ولباسها في الصلوٰة نے مقدمہ میں اسی درمیانے مسلک کو جمہور کے مسلک کی نسبت اقرب الی الصواب قرار دیا ہے۔[۲]

علّامہ ابن قیمؒ

اس سلسلہ میں ان کے شاگردِ رشید اور محققِ شہیر علّامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی رائے اپنے جلیل القدر استاذِ گرامی سے ملتی جلتی ہے، چنانچہ شیخ حمود بن عبداللہ التویجری نے اپنی کتاب الصارم المشهور علی أهل التبرج والسفور میں علّامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا ایک اقتباس اعلام الموقعین سے نقل کیا ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں:

”ایک بدصورت آزاد بڑھیا کی طرف نظر کا حرام کیا جانا اور ایک انتہائی حسن وجمال کی مالک کنیز کی طرف نظر کا مباح ہونا (یہ صحیح نہیں بلکہ) یہ نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف (اگر منسوب بھی کر دی گئی ہو تو) سراسر جھوٹ پر مبنی نسبت ہے۔ اللہ تعالیٰ

[۱] حجاب ابن تیمیه، ص:۳۸،۳۹، مقدمة للالبانی، ص:۷۔
[۲] مقدمه حجاب ابن تیمیة الالبانی، ص:۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے کہاں ایک کو حرام اور دوسری کو مباح قرار دیا ہے؟"۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ [سورة النور: ۳۰]

"اے پیغمبر! لوگوں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں"۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حسین وخوبرو کنیزوں کی طرف نظریں دوڑانے والے کے لیے آنکھوں کو کھلا تک نہیں چھوڑا، اور جب کسی کنیز پر نظر پڑنے سے اخلاقی بگاڑ و فتنے کا خطرہ ہو تو اس پر نظر ڈالنا بھی بلاشبہ حرام ہے۔ شبہ یا اشکال دراصل اس طرح پیدا ہوا ہے کہ شارع نے آزاد عورتوں کے لیے تو حکم صادر فرمایا ہے کہ وہ اجنبی (غیر محرم) مردوں سے حجاب و پردہ کے ذریعے اپنے چہرے چھپائیں جب کہ کنیزوں پر یہ واجب نہیں کیا، لیکن یہ صرف ان کنیزوں کی نسبت ہے جو بیچاری کام کاج میں جٹی رہنے والی ہوتی ہیں۔ البتہ وہ کنیزیں جنھیں ہمخوابی کے لیے منتخب کیا جا چکا ہو اور انھیں عادتاً حفاظت و پردہ میں رکھا جاتا ہے۔ ایسی کنیزوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کہاں یہ مباح کیا ہے کہ وہ گلی کوچوں میں اور لوگوں کے اکٹھے ہونے کی جگہوں پر ننگے منہ پھرتی رہیں، اور مردوں کو کہاں اجازت دی گئی ہے کہ وہ انھیں دیکھ دیکھ کر لطف اندوز ہوتے رہیں؟ یہ سراسر شریعتِ مطہرہ کی طرف منسوب کی گئی ایک غلط بات ہے۔

آگے موصوف رحمہ اللہ نے ستر کی دو قسمیں بھی بیان کی ہیں۔ عورة في النظر اور عورة في الصلوٰة اور بتایا ہے کہ:

"آزاد عورت (گھر میں) ننگے منہ اور ننگے ہاتھوں نماز تو پڑھ سکتی ہے لیکن وہ اسی طرح بازاروں اور لوگوں کے جمع ہونے کی جگہوں پر نہیں جا سکتی"۔[۱]

یہ علّامہ ابن قیم رحمہ اللہ کے اقتباس کا ترجمہ ہے، اور آزاد عورتوں اور کنیزوں کے پردہ کے

[۱] بحوالہ اللباب، ص:۱۰۲، واعلام الموقعین:۱/۲/۶۱ دار الفکر، بیروت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ میں ہم صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں، کیونکہ اس میں بات واضح ہو گئی ہے اور ویسے بھی آج الحمد للہ غلامی کا مسئلہ ہی ختم ہو چکا ہے جس سے کنیزوں کے پردہ کا یہ مسئلہ درپیش آنا ہی نادر سا ہو گیا ہے۔ ذلك من فضل الله تعالیٰ۔

چہرے کا پردہ ... حدیث شریف کی روشنی میں

جیسا کہ یہ بات تو آپ کے ذہن میں ہی ہے کہ سابقہ صفحات میں ہم نے قرآنِ کریم کی چھ آیات کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ گلی و بازار نکلتے وقت اور غیر محرم مردوں کی موجودگی میں عورت کے لیے واجب ہے کو وہ اپنے چہرے سمیت پردے سے رہے، اور یہی چہرے کا پردہ ایک دو نہیں متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے، اور حسبِ سابق ہماری یہ کوشش ہو گی کہ ہم صحیح اور حسن درجہ کی احادیث کے سوا کسی سے استدلال ذِکر نہ کریں۔ کیونکہ ضعیف حدیث جب قابلِ حجت و استدلال ہی نہیں تو پھر اسے ذِکر کرنے سے حاصل ہی کیا؟۔

پہلی حدیث:

صحیح بخاری و مسلم اور دیگر کتبِ حدیث میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتی ہیں:

«رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ».[۱]

”میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مجھے اپنی چادر سے پردہ میں کر رہے تھے جبکہ میں مسجد میں (حربی کھیل گتکا) کھیلنے والے حبشیوں کو کھیلتے دیکھ رہی تھی“۔

[۱] بخاری مع الفتح: ۲/ ۴۴۴، حدیث و بحوالہ بالا، ص: ۱۱۰، والمنتقی مع النیل: ۳/ ۶/ ۱۱۷، مسلم مع نووی: ۳/ ۶/ ۱۸۴، ۱۸۵۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اگر چہرے کا پردہ ہی نہیں تو پھر نبیٔ اکرم ﷺ کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو چادر میں چھپانے کا مقصد ہی کیا تھا؟ باقی جسم تو یقیناً پہلے ہی کپڑوں میں ملبوس ہو گا۔ صرف چہرے کی بات تھی۔ اسے نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر سے پردہ مہیا فرما دیا۔

دوسری حدیث:

سنن اربعہ اور مسند احمد میں صحیح سند کے ساتھ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس تھی۔ اور ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کے پاس تھیں۔ اتنے میں ایک نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آگئے، اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

«اِحْتَجِبَا مِنْهُ» ”تم دونوں اس صحابی سے پردہ کرو“۔

ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ!

«أَلَيْسَ أَعْمَىٰ لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟»

”کیا یہ نابینا نہیں، ہمیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ پہچان سکتے ہیں؟“۔

تو نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

«أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا! أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ؟».[۱]

”کیا تم دونوں تو نابینا نہیں ہو! کیا تم انہیں نہیں دیکھ رہی ہو؟“۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں تبویب کی ہے:

(باب ماجاء في احتجاب النساء من الرجال)

[۱] ترمذي مع التحفه:۸/۶۱،۶۲، ابوداؤد مع العون:۱۱/۱۲۹، وقال الحافظ في الفتح:۹/۳۳۷، اسناده قوي، المنتقى مع النيل:۳/۶/۱۱۶، مسند احمد:۶/۲۹۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”عورتوں کا مردوں سے پردہ کرنے کے سلسلے میں باب“۔

تو گویا امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہی سمجھا ہے کہ خطاب اگرچہ ازواجِ مطہرات کو تھا۔ لیکن اس کا حکم ان کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ امتِ اسلامیہ کی تمام عورتوں کو شامل ہے۔

اس حدیث کی شرح کچھ تفصیل طلب ہے جو فتح الباری ۹/ ۳۳۷ پر، تحفۃ الاحوذی ۸/ ۶۲، ۶۳ پر، عون المعبود شرح ابوداؤد ۱۱/ ۱۶۹ پر، اور دیگر شروحِ حدیث میں دیکھی جاسکتی ہے۔

تیسری حدیث:

اسی موضوع کی ایک تیسری حدیث صحیح مسلم، ابوداؤد و نسائی، مسند احمد و شافعی اور موطا امام مالک میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے شوہر ابو عمرو بن حفص رضی اللہ عنہ نے انہیں تیسری طلاق بھی دے دی۔ جب کہ وہ گھر سے غائب تھے۔ وہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا:

”وہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کے گھر میں عدت کے دن گزاریں“۔

پھر فرمایا:

”وہ ایسی (مالدار و فیاض) عورت ہیں کہ میرے صحابی بکثرت ان کے یہاں جاتے رہتے ہیں۔ لہٰذا تم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے پاس عدت گزار لو، وہ تو نابینا آدمی ہیں۔ تم اس کے پاس اپنی چادر اُتار سکو گی!“۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ارشادِ نبوی ہے:

«فَإِنَّكِ إِذَا وَضَعْتِ خِمَارَكِ لَمْ يَرَكِ».[۱]

[۱] مسلم مع نووی:۱۰/۱۰۰۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اگر تم ان کی موجودگی میں اپنی اوڑھنی اتار بھی لوگی تو وہ تم کو نہیں دیکھ پائیں گے“۔

مسند احمد کی روایت میں بھی ایسے ہی الفاظ ہیں، جب کہ سنن نسائی میں حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کے مالدار وفیاض اور مہمان نواز ہونے کے تذکرہ کے علاوہ یہ بھی مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسْقُطَ عَنْكِ خِمَارُكِ أَوْ يَنْكَشِفَ الثَّوْبُ عَنْ سَاقَيْكِ، فَيَرَى الْقَوْمُ مِنْكِ بَعْضَ مَا تَكْرَهِينَ».[۱]

”مجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ تم سے کبھی اوڑھنی گر جائے یا آپ کی پنڈلی سے کپڑا اٹھ جائے، اور تمہارے جسم کا کوئی حصہ دیکھ لیں۔ جسے ان کا دیکھنا تم پسند نہیں کرتی ہو“۔

اس حدیث میں دلیل ہے کہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ غیر محرم نابینا مرد کی موجودگی میں اپنی اوڑھنی اتار لے، اور یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ عورت اپنے چہرے اور دوسرے اعضاء کو ڈھانپ کر رکھے۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے پتہ چل رہا ہے اور جیسا کہ اس حدیث میں لفظ خِمَارَ کے بعد جولَمْ يَرَكِ آیا ہے۔ وہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ نہ دیکھنے سے چہرہ نہ دیکھنا مراد ہے۔ کیونکہ خِمَارَ کی لغوی تشریح جو کہ فتح الباری کے حوالہ سے پہلے ہی ذِکر کی جاچکی ہے۔ اس سے مراد ہی وہ کپڑا ہے جو چہرے کو ڈھانپ لے۔ لٰہذا یہ حدیث بھی موجبین کی دلیل ہے۔

چوتھی حدیث:

ایسے ہی صحیح بخاری، سنن ابی داؤد، ترمذی ونسائی اور مسند احمد میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

[۱] أبوداؤد مختصرًا:۱۱/۱۵۰، وبحوالہ اللباب، ص:۱۱۱، ۱۱۲، والحجاب للالبانی، ص:۳۰، ۳۱، صحیح نسائی، حدیث:۳۰۳۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ، وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ».[۱]

”احرام کی حالت میں عورت عربی نقاب نہ پہنے، اور نہ ہی ہاتھوں پر دستانے چڑھائے“۔

عورت کے احرام کے سلسلہ میں ایک اہم وضاحت:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام کی حالت میں عورت کو عربی نقاب نہ پہننا چاہیے۔ اس نقاب نہ پہننے سے مراد یہ ہے کہ نقاب کو اس طرح منہ پر نہ باندھے جیسے مرد لوگ پگڑی کا ڈھاٹا بناتے ہیں، ورنہ اس سے یہ ہر گز مراد نہیں کہ وہ پردہ ہی نہ کرے، بلکہ احرام کی حالت میں بھی سر سے کپڑا گرا کر پردہ کر لینے کا پتہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے عمل سے بھی چلتا ہے۔ جب کہ نبیٔ اکرم ﷺ بھی ان کے ہمراہ تھے۔

جیسا کہ اس موضوع کی بعض احادیث بھی آگے چل کر ہم ذِکر کرنے والے ہیں۔ لہٰذا ان الفاظ سے اس غلط فہمی میں ہر گز مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ احرام کی حالت میں پردہ نہیں ہے، بلکہ بات صرف اتنی ہے کہ نقاب کے کپڑے کو منہ پر باندھنا نہیں چاہیے۔ اسے محض سر سے گرا لینا ہی کافی اور جائز بلکہ ضروری ہے۔

اس نقاب والی حدیث کو نقل کر کے امام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب ”حجاب المرأة ولباسها في الصلوٰة“ میں لکھا ہے:

”یہ اس بات کے دلائل میں سے ہے کہ جو عورتیں احرام کی حالت میں نہ ہوں وہ نقاب اور دستانے پہنیں (یہ دونوں چیزیں ان کے یہاں معروف تھیں) اور یہ اس

[۱] أبوداؤد مع العون:۵/۲۷۱، واللباب، ص:۱۱۳، حجاب للبانی، ص:۴۷، بخاری مع الفتح، حدیث:۱۸۳۸، صحیح ترمذی، حدیث:۲۶۶، صحیح نسائی، حدیث:۲۵۳، صحیح الجامع، حدیث:۷۴۴۵۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بات کی متقاضی ہیں کہ وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کا پردہ کرتی ہوں گی‘‘۔[۱]

علّامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے تہذیب السنن میں نقاب والی اس حدیث کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا اس حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما میں عورت کو نقاب اور دستانے پہننے سے روکنا اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کا چہرہ (احرام میں) مرد کے جسم کی طرح ہے۔ لہٰذا (جس طرح مرد کے لیے جسم کے اعضاء کے مطابق سلا ہوا لباس پہننا منع ہے، ایسے ہی) عورت کے لیے چہرے کے سائز کے مطابق سلا ہوا نقاب و برقع پہننا منع ہے۔ البتہ چادر وغیرہ سے چہرے کو ڈھانپنا منع نہیں ہے اور یہی صحیح تر قول ہے۔

نبیٔ اکرم ﷺ نے اس کے چہرے اور ہاتھوں کو برابر قرار دیا ہے اور دستانے اور نقاب دونوں سے منع فرمایا ہے۔ جب کہ یہ بات معروف ہے کہ ہاتھوں کا پردہ حرام نہیں ہے۔ بلکہ وہ محرم مرد کے جسم کی طرح ہیں جن کو ان کے برابر سلے ہوئے کپڑے (یعنی دستانوں) سے ڈھانپنا منع ہے، اور نبیٔ اکرم ﷺ کی طرف سے (منہ کے برابر سلے) نقاب کے ممنوع ہونے کے سوا احرام کی حالت میں چہرہ ننگا رکھنے کے وجوب پر دلالت کرنے والا کوئی ایک حرف بھی صادر نہیں ہوا ہے اور نقاب کی ممانعت دستانوں کی ممانعت جیسی ہے اور چہرے کی نسبت نقاب ایسے ہی ہے جیسے ہاتھوں کی نسبت دستانے ہیں، اور یہ بحمد للہ واضح بات ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مستدرک حاکم (۱/۴۵۴) میں ثابت ہے کہ وہ احرام کی حالت میں اپنا چہرہ ڈھانپ کر رکھا کرتی تھیں، اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

’’قافلے ہمارے پاس سے گزرتے جب کہ ہم نبیٔ اکرم ﷺ کے ہمراہ احرام کی حالت میں ہوتیں۔ جب وہ لوگ ہمارے پاس سے گزرنے لگتے تو ہم اپنے چہروں پر چادر ڈال لیتیں اور جب وہ آگے نکل جاتے تو پھر ہم چہرے ننگے کر لیتیں‘‘۔[۲]

[۱] حجاب ابن تیمیہ، ص:۳۹ بتحقیق البانی۔

[۲] سنن ابی داؤد حدیث:۱۸۳۳، ابن ماجہ حدیث:۲۹۳۵، و مسند احمد:۶/۳۰۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسی اقتباس کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں (کہ احرام کی حالت میں غیر مردوں کی موجودگی میں جو چہرے کا پردہ کرنا ہے تو) اس میں یہ شرط لگانا کہ وہ کپڑا بہر صورت چہرے سے الگ رہنا چاہیے۔جیسا کہ قاضی ابو یعلی اور بعض دیگر فقہاء نے ذِکر کیا ہے۔اس کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی کوئی دلیل ہے، بلکہ وہ نظریہ ضعیف ہے۔

صاحب المغنی (امام ابن قدامہؒ) نے کہا ہے کہ یہ شرط میں نے نہ تو امام احمدؒ کے کسی ارشاد میں پائی ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی حدیث ہے۔ بلکہ بظاہر اس کا برعکس ہی صحیح ہے۔ کیونکہ سر کے اوپر سے چہرے پر لٹکائے گئے کپڑے میں یہ ہرگز ممکن نہیں کہ وہ چہرے پر نہیں لگے گا اور اگر یہ شرط ہوتا تو حدیث میں بیان آگیا ہوتا۔

آگے چل کر امام ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کی اس حدیث کا تم کیا کروگے جس میں آپ نے فرمایا:

«أَحْرَامُ الرَّجُلِ فِيْ رَأْسِهِ وَأَحْرَامُ الْمَرْأَةُ فِيْ وَجْهِهَا»

”مرد کا احرام سر میں ہے اور عورت کا احرام چہرے میں ہے“۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے عورت کے چہرے کو مرد کے سر کے قائم مقام قرار دیا ہے اور یہ حدیث عورت کے چہرے کو بحالتِ احرام ننگا رکھنے کے وجوب کی دلیل ہے۔

(اس معترض کو ہم یہ کہیں گے کہ) اس حدیث کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کی کوئی اصل ہی نہیں، قابلِ اعتماد کتبِ حدیث کے مؤلفین میں سے اس کی روایت کسی نے بھی نہیں کی، اور نہ ہی اس کی سند کا کوئی پتہ ہے، اور نہ ہی قابلِ حجت ہے، اور نہ ہی ایسی لا اصل حدیث کے مقابلہ میں اس صحیح کو چھوڑا جا سکتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کا چہرہ (بحالتِ احرام) مرد کے بدن کی طرح ہے اور اس حالت میں اس کے لیے ایسے کپڑے سے منہ ڈھانپنا منع ہے جو چہرے کے سائز کے مطابق تیار کیا گیا ہو، جیسے عربی نقاب یا عربی برقع وغیرہ ہیں۔ چہرے کو مطلق

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ڈھانپنا منع نہیں جیسا کہ ہاتھوں کا بھی حکم ہے۔ واللہ اعلم۔[۱]

نقاب و برقع کے ساتھ عربی لفظ کا ہم اس لیے ذِکر کر رہے ہیں کہ ہمارے یہاں اردو میں ان دونوں الفاظ کے مدلول میں اور عربی الفاظ کے مدلول میں کافی فرق ہے۔ لہٰذا نقاب سے وہ نقاب مراد نہ لیا جائے جو ہمارے یہاں خواتین کے برقع کا ایک جز ہوتا ہے، اور نہ اس عربی برقع سے ہمارے یہاں کا مروج برقع مراد ہے، اور سرِدست ہم ان الفاظ کی لغوی تشریح میں نہیں جانا چاہتے کیونکہ اس کا اصل موقع "مسائلِ حج" ہے۔[۲]

نقاب والی اس حدیث کے سلسلہ میں علّامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی ایک دوسری کتاب اعلام الموقعین میں لکھا ہے:

"اسی سے یہ ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ احرام کی حالت میں عورت نہ تو نقاب ڈالے اور نہ ہی دستانے پہنے"۔

اس طرح نبیٔ اکرم ﷺ نے اس کے چہرے اور ہاتھوں کو ان کے سائز کے مطابق تیار کیے گئے کپڑے استعمال کرنے کی ممانعت میں برابر قرار دے دیا۔ لیکن اسے چہرے کے ڈھانپنے (یعنی پردہ کرنے) سے قطعاً نہیں روکا اور نہ ہی اسے ننگا رکھنے کا حکم فرمایا ہے، اور نبیٔ اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات اس امت کی تمام عورتوں کی نسبت زیادہ اس مسئلہ کو جاننے والی ہیں۔ وہ ان کے پاس سے مردوں کے قافلے گزرنے کے وقت اپنے چہروں پر کپڑا ڈال لیا کرتی تھیں اور جب وہ گزر جاتے تو چہرے ننگے کر لیتی تھیں۔[۳]

علّامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے ہی اپنی دوسری کتاب "بدائع الفوائد" میں احرام کی حالت میں عورت کے اپنا چہرہ ننگا رکھنے سے متعلق ایک سوال اور اس پر ابن عقیل کا جواب ذِکر کیا ہے، اور

[۱] تهذيب السنن على العون: ۵/ ۲۸۲-۲۸۳۔
[۲] اس کے لیے دیکھیے ہماری کتاب "سوئے حرم" ص: ۱۲۰-۱۲۳ طبع اول اور ص: ۱۲۰-۱۲۱ طبع دوم۔
[۳] بحواله اللباب، ص: ۱۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر اس جواب پر تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے:

”اس سوال اور اس پر ایسے ہی جواب کا سبب دراصل یہ ہے کہ احرام کی حالت میں عورت کے بارے میں نبیٔ اکرم ﷺ کی تعلیمات سے متعلقہ بعض امور ان لوگوں پر مخفی ہیں۔ جب کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے احرام کی حالت میں یا کسی دوسرے موقع کے لیے عورت کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ چہرہ ننگا رکھے، بلکہ جو نص اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہے وہ صرف اس بات کے ساتھ خاص ہے کہ عورت بحالتِ احرام نقاب نہ ڈالے اور ایسے ہی اس نص میں دستانے نہ پہننے کا حکم آیا ہے“۔

اندازہ فرمائیں کہ کتاب و سنت کی تعلیمات میں گہرا درک رکھنے والے اجماعِ امت کے مواقع کو بخوبی جاننے والے اور علماء اصول کی تفریعات کے متبحر عالم علّامہ ابن قیمؒ کے الفاظ لَمْ يُشْرَعْ لَهَا كَشْفُ الْوَجْهِ فِي الْأَحْرَامِ وَلَا غَيْرُهُ کتنے واضح ہیں کہ عورت کے لیے احرام کی حالت میں بھی چہرے کو ننگا رکھنا جائز نہیں کیا گیا چہ جائیکہ کسی دوسرے موقع پر ہو۔

پانچویں حدیث:

احکامِ پردہ میں چہرے کے بھی شامل ہونے پر جس پانچویں حدیث سے استدلال کیا گیا وہ ابو داؤد وابن ماجہ، ابن خذیمہ اور دار قطنی و مسند احمد میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، جس میں وہ بیان کرتی ہیں:

«كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا، فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ».[۱]

[۱] مدافع الفوائد: ۲/۳/۱۴۲، طبع دار الکتاب العربی، بیروت۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”مردوں کے قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے جب کہ ہم نبیٔ اکرم ﷺ کی معیت میں احرام باندھے ہوئے تھیں۔ جب وہ ہمارے برابر آتے تو ہم اپنے سروں پر سے اوڑھنیاں اپنے چہروں پر گرا لیتیں، اور جب وہ گزر جاتے تو ہم پھر چہروں کو کھول لیتیں“۔

اس حدیث پر امام ابوداوُدؒ کی تبویب ہے: بَابُ فِي الْمُحْرِمَةِ تُغَطِّي وَجْهَهَا، اور ابن ماجہ کی تبویب ہے: بَابُ الْمُحْرِمَةِ تَسْدِلُ الثَّوْبَ عَلَى وَجْهِهَا۔[۱]

اور ان دونوں کبار ائمہ کی تبویب سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ حکم صرف نبیٔ اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام مسلمان عورتوں کے لیے عام ہے۔

چھٹی حدیث:

وجوبِ حجاب کے حکم میں چہرہ بھی شامل ہونے پر دلالت کرنے والی حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہم معنی ایک دوسری حدیث ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنن دار قطنی میں مروی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتی ہیں:

«كنا نكون مع رسول الله ﷺ ونحن محرمات، فيمر بنا الراكب فتسدل المراة الثوب من فوق راسها على وجهها».[۲]

”ہم نبیٔ اکرم ﷺ کی معیت میں بحالتِ احرام ہوتیں اور ہمارے پاس سے کوئی سوار مرد گزرتا تو ہم عورتیں اپنے سروں سے اپنے چہروں پر کپڑا گرا لیتیں“۔

[۱] ابوداؤد مع العون:۵/۲۸۲، تكلم عليه في العون و لم يروه الالبانى في صحيح ابى داؤد، ولا في صحيح ابن ماجه، وقال الألباني في تحقيق المشكاة:۲/۸۲۳، سنده جيد، وفي الحجاب و سنده حسن، في الشواهد ص:۵۰ وصنفه ابن حجر في الفتح:۳/۴۰۶، وللالباب، ص:۱۱۵، دارقطنی:۱/۲/۲۹۴، ضعيف ابن صاحبه حديث:۶۴۷، ومسند احمد:۶/۳۰۔ تفصیل کے لیے ہماری کتاب سوئے حرم، ص:۹۷ تخریج نمبر ۷۲ دیکھیں۔

[۲] دارقطنی:۱/۲/۲۹۵۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں احادیث کی تائید ان تین آثار سے بھی ہوتی ہے جو حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ جن میں سے بعض آگے چل کر اور بعض کو ہم اس موضوع سے متعلقہ آثارِ صحابہ کے ضمن میں ذِکر کریں گے۔ ان شاء اللہ

ساتویں حدیث:

اس موضوع پر اس حدیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جو صحیح بخاری و مسلم، مسند احمد اور کتبِ سنن اربعہ، بیہقی اور دارمی میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ:

"ہم نوجوان لڑکیوں، حائضہ عورتوں اور پردہ دار خواتین سب کو نمازِ عید الفطر و عید الاضحیٰ کے لیے عید گاہ کی طرف لے چلیں۔ حائضہ عورتیں نماز سے الگ رہیں۔ البتہ خیر اور مسلمانوں کی اجتماعی دعا میں شریک ہو جائیں"۔

آگے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا:

«يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ! أَرَأَيْتَ إِحْدَاهُنَّ لَا يَكُوْنُ لَهَا جِلْبَابٌ؟»

"ہم میں سے جس کے پاس بڑی چادر نہ ہو (وہ کیا کرے؟)"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَلْتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا».[۱]

"اس کی کوئی بہن اسے اپنی چادر اوڑھا دے"۔

اور سورۂ احزاب کی آیت ۵۹ کی تفسیر کے ضمن میں جلباب (یعنی بڑی چادر) کی تفسیر ذِکر کی جا چکی ہے کہ اس سے مراد وہ بڑی چادر یا کپڑا ہے جس میں جسم کے ساتھ ساتھ سر اور چہرہ بھی

[۱] الفتح الربانی: ۶/ ۱۲۵، ۱۲۶، بخاری مع الفتح، حدیث: ۳۵۱، مختصر مسلم للمنذری: ۴۳۱، صحیح ابی داؤد، حدیث: ۱۰۰۶، صحیح ترمذی، حدیث: ۴۴۵، صحیح نسائی، حدیث: ۱۴۶۷-۱۴۶۸، ابن ماجہ: ۱۳۰۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈھک جائے، اور جلباب کی اس تفسیر یا شرح اور حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے اس سوال سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ صحابیات رضی اللہ عنہن ننگے سر و منہ باہر نہیں نکلا کرتی تھیں، اور اگر ننگے منہ نکلنا معروف ہوتا تو پھر اس سوال کا کوئی معنی ہی نہ رہتا۔

آٹھویں حدیث:

وجوبِ حجاب کے حکم میں چہرہ کو شامل ماننے والوں کی آٹھویں دلیل وہ حدیث ہے جو کہ ترمذی، ابن خذیمہ وابن حبان، مسند بزار اور معجم طبرانی کبیر والکامل لابن عدی میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جن میں ارشادِ نبوی ہے:

«اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ».[۱]

”عورت کا سارا بدن ہی مقامِ ستر ہے“۔

اس حدیث کے الفاظ شاہد ہیں کہ عورت کا سارا بدن ہی ستر ہے، تو کیا چہرہ بدن سے بھلا الگ ہوتا ہے؟

نویں حدیث:

ایسے ہی سنن ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، مسند احمد، بیہقی، طیالسی، طحاوی، سنن سعید بن منصور اور مستدرک حاکم میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کے لیے پیغامِ نکاح دیا اور چوری چھپے اسے دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ حتیٰ کہ ان کے کھجوروں کے باغ میں میں نے اسے دیکھ لیا۔ ان سے کہا گیا کہ تم نے یہ کام کیا، حالانکہ تم نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو، تو انہوں نے وضاحت کر دی کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

”جب اللہ کسی کے دل میں یہ ڈال دے کہ فلاں عورت کے لیے پیغامِ نکاح دے تو

[۱] صحیح الجامع: ۳/۶/۱۴، الارواء: ۱/۳۰۳، ومشکوٰۃ: ۲/۹۳۳، وصححہ، صحیح ترمذی حدیث: ۹۳۶، ابن خزیمہ، باب اختیار صلوٰۃ المرأۃ في بیتھا، حدیث: ۱۶۸۵، موارد الضمآن: ۳۲۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اسے ایک نظر دیکھ لے"۔[۱]

دسویں حدیث:

ابوداؤد، مسند احمد، شافعی، معانی الآثار طحاوی، بزار، مصنف عبدالرزاق اور مستدرک حاکم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کے لیے پیغامِ نکاح دے تو جہاں تک ممکن ہو کوشش کرکے اسے ایک نظر دیکھ لے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی کے لیے پیغام دیا:

«فَكُنْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا حَتَّىٰ رَأَيْتُ مِنْهَا مَا دَعَانِيْ إِلَىٰ نِكَاحِهَا وَتَزَوُّجِهَا فَتَزَوَّجْتُهَا»

میں اسے چھپ چھپ کر دیکھنے کی کوشش میں رہا، حتیٰ کہ میں نے اسے دیکھ لیا اور پھر میں نے اس سے شادی کرلی"۔[۲]

گیارہویں حدیث:

ایسی ہی ایک اور حدیث ابوداؤد کے سوا سنن اربعہ، ابن حبان، دارمی، دارقطنی، بیہقی، طحاوی، مسند ابویعلی، سنن سعید، مستدرک حاکم، منتقی ابن جارود، تاریخ دمشق ابن عساکر اور المختارہ للضیاء میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں وہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے شادی کا ارادہ کیا اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[۱] الصحیحۃ:۱/۱۵۳، و فتح الباری:۹/۱۸۱، والمنتقی مع النیل:۳/۶/۱۱۰، ابن ماجہ حدیث:۱۸۶۴، موارد الضمآن حدیث:۱۲۳۵۔

[۲] الصحیحہ:۱/۱۵۵، المنتقی مع النیل:۳/۶/۱۱۰، صحیح ابی داؤد:۱۸۳۲–۱۸۳۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جاؤ جا کر اسے ایک نظر دیکھ لو، یہ تمہاری شادی کے دیرپا ہونے کا باعث ہوگا۔ میں گیا اور اس کے والدین کو نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشاد سنایا، مگر انہیں شاید یہ بات اچھی نہ لگی (کہ میں لڑکی کو دیکھوں) البتہ لڑکی نے بات سن لی اور پردے کی اوٹ سے کہنے لگی کہ اگر واقعی تمہیں نبیٔ اکرم ﷺ نے اس بات کی اجازت دی ہے تو تم مجھے دیکھ لو، ورنہ یہ بات کوئی معمولی بات نہیں۔ میں نے اسے دیکھا اور اس سے شادی کر لی۔ میں نے ستر یا ستر سے کچھ زیادہ عورتوں سے شادی کی مگر وہ عورت میرے دل میں سب سے زیادہ معزز ہو گئی“۔ [١]

ان تینوں احادیث پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں چہرے کا پردہ معروف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے دو صحابیوں کو چھپ کر دیکھنا پڑا اور ایک پر نکیر کی گئی، جس کا ازالہ انہوں نے ارشادِ نبوی ﷺ سنا کر کیا اور اس تیسرے واقعہ میں والدین کا انکار یا برا منانا، اور تعمیلِ ارشاد کے پیشِ نظر لڑکی کا رخِ پردہ ہٹانا، یہ سب امور اس بات کی دلالت کے لیے کافی ہیں کہ اس عہدِ زرّیں کے لوگ پردے کے کتنے پابند تھے اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کا مفہومِ مخالف یہ بنتا ہے کہ جو پیغامِ نکاح نہ دینے والا ہو، اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ عورت کو دیکھے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب چہرے کا پردہ ہو، اور اگر وہ ننگے منہ ہو تو پھر اس حدیث کا کوئی معنی ہی نہیں بنتا، اور پیغامِ نکاح دینے والوں کے لیے اس لڑکی یا عورت کو دیکھنے کے سلسلہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کی اجازت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دوسرے عام آدمی کے لیے اسے دیکھنا حرام ہے، اور اگر امام طبری وغیرہ اہلِ علم کے بقول چہرہ مقامِ ستر نہیں تو پھر ان احادیث کا اور اجازت کا کوئی مفہوم نہیں بنتا۔

[١] بحوالہ بالا: ١/١٥٠، ١٥٢، و فتح الباری ایضًا، ابن ماجہ: ١٨٦٦، سنن دارمی: ٢/١٣٤، صحیح ترمذی، حدیث: ٨٦٨، صحیح نسائی، حدیث: ٣٠٣٤، موارد الضمآن، حدیث: ١٢٣٦، تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں: الصحیحہ حدیث: ٩٦۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بارہویں حدیث:

چہرے کے پردے کے وجوب پر دلالت کرنے والی احادیث سے ہی ایک معجم طبرانی، طبقات ابن سعد اور مستدرک حاکم میں ہے۔ جس میں قیس بن زید بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ایک طلاق دے دی تو ان کے دو خالو حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے اور طلاق کے بارے میں ان سے دریافت کیا، تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا:

«وَاللّٰه ما طلقنی عن شبع فجاء رسول اللّٰه ﷺ فدخل فتجلببت».

"اللہ کی قسم ایسا تو نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے مجھ سے جی بھر جانے کی وجہ سے طلاق دی ہو (بلکہ کوئی اور وجہ ہے)، اور آپ ﷺ جب لوٹ کر میرے پاس آئے تو میں نے بڑی چادر اوڑھ کر پردہ کر لیا"۔

تب نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے:

«رَاجِعُ حَفْصَةَ فَإِنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ وَإِنَّهَا زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ».[١]

"حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع کر لیں (یعنی انہیں دوبارہ اپنے نکاح میں لوٹائیں) وہ تو بڑی نفلی روزے رکھنے اور راتوں کا قیام کرنے والی خاتون ہیں، اور وہ جنت میں بھی آپ ﷺ کی بیوی ہوں گی"۔

علامہ ہیثمیؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے تمام مروی صحیح کے راوی ہیں۔ البتہ شیخ تویجری نے

[١] بحوالہ بلوغ الامانی:٢٢/١٣١، اللباب، ص:١٣٤، والحجاب للالبانی، ص:٤٠، و قواہ بالشاھد من انس رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے جب کہ اس کی شاہد مستدرک حاکم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔[۱]

ایسے ہی یہ معجم طبرانی اوسط میں بھی مروی ہے اور اس کی سند میں بعض راوی ایسے ہیں جن کے بارے میں ہیثمیؒ نے عدم معرفت کا اقرار کیا ہے۔[۲]

لیکن یاد رہے کہ یہ دوسری حدیث معرض استدلال نہیں بلکہ محض شاہد ہے۔

بہر حال حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا طلاق دے چکنے کے بعد نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے پاس آنے پر چادر اوڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پردہ کر لینا اس بات کا ثبوت ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مسعود میں پردہ رائج تھا، اور انہوں نے جلباب میں اپنا چہرہ چھپا کر انتہائی واضح انداز سے بتا دیا کہ چہرے کا پردہ واجب ہے، اور اگر چہرے کا پردہ ہی نہ ہوتا تو پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے اس فعل کا کوئی معنی ہی نہ تھا، تب پھر وہ اپنی حالت پر قائم رہتیں۔ خصوصاً جب کہ اندر آنے والا کوئی عام انسان نہیں تھا بلکہ وہ تو محبوبِ الٰہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ویسے بھی یہ حالت تو کیا عام حالات میں بھی غیر محرم مؤمنہ عورت کو دیکھنا حرام نہیں تھا۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اپنی حقیقت کا نچوڑ ذِکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

«والذی تحرد عندنا انه صلی الله علیه وسلم کان لا یحرم علیه النظر إلی المؤمنات الأجنبیات بخلاف غیره».[۳]

"ہمارے نزدیک یہ بات طے ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عام لوگوں (مردوں) کے برعکس غیر محرم مؤمن عورتوں پر نظر ڈالنا حرام نہیں تھا"۔

اس کے باوجود حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ عمل وجوبِ حجابِ چہرہ کی واضح دلیل ہے، اور جلباب

[۱] اللباب و الحجاب أیضًا۔

[۲] بحوالہ بلوغ المرام شرح الفتح الربانی أیضًا۔

[۳] فتح الباری:۹/۲۱۰، طبع دار الافتاد، بحوالہ اللباب، ص:۱۲۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوڑھ کر ان کے پردہ کر لینے کے ساتھ چہرہ چھپا لینے کا تذکرہ جلباب کے لغوی معنی کی بنیاد پر کیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ تفصیل ذِکر کی جا چکی ہے۔

تیرہویں حدیث:

آپ کے عہدِ مبارک میں عورتوں کے چہرے کو ڈھانپنے اور حجاب کے صحابیات میں عام ہونے کا پتہ اس حدیث سے بھی ملتا ہے جو طبقات ابن سعد میں حبیب بن ابی ثابت کے طریق سے مروی ہے۔ جس میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«فلما انقضت عدتي من أبي سلمة أتاني رسول الله ﷺ فكلمني، بيني وبينه حجاب فخطب إلى نفسي».[۱]

"جب میرے شوہر ابو سلمہ (رضی اللہ عنہ) سے میری عدت پوری ہو گئی تو آپ ﷺ میرے یہاں تشریف لائے اور آپ ﷺ نے مجھ سے بات کی۔ جب کہ میرے اور آپ ﷺ کے مابین حجاب (پردہ) تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے پیغامِ نکاح دیا"۔

اس حدیث کی دلالت بھی واضح ہے، جبکہ:

چودہویں حدیث:

اس عہدِ زریں میں پردہ کے عام مروجہ ہونے کا پتہ وہ حدیث بھی دیتی ہے جو ابو داؤد، نسائی، ابن حبان، مستدرک حاکم اور مسند احمد میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبیٔ اکرم ﷺ کی معیت میں ایک شخص کو دفن کر کے آئے اور واپسی پر جب آپ ﷺ کے دروازے کے پاس پہنچے تو (کیا دیکھتے ہیں):

«إِذْ هُوَ بِامْرَأَةٍ لَا نُظُنَّهُ عَرَفَهَا».

"ایک عورت جسے ہمارے خیال میں آپ ﷺ نے پہچانا نہیں"۔

[۱] اللباب، ص:۱۲۴، والحجاب، ص:۴۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن پھر (جب کچھ پہچان ہوئی تو) آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے فاطمہ! کہاں سے آئی ہو؟“

تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”میں میت کے سوگواروں کے پاس سے آئی ہوں۔ وہاں میں نے میت کے حق میں دعائے مغفرت اور اس کے پسماندگان سے تعزیت کی ہے“۔

آپ ﷺ نے پوچھا:

«لَعَلَّكِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدَیٰ». ”شاید تم ان کے ساتھ قبرستان بھی گئی ہو“۔

تو انہوں نے عرض کیا:

«مَعَاذَ اللهِ أَنْ أَبْلَغَ مَعَهُمُ الْكُدَیٰ وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِيهَا مَا تَذْكُرُ».[۱]

”میں اللہ سے پناہ مانگتی ہوں کہ میں ان کے ساتھ قبرستان جاتی جب کہ میں وہ وعیدیں سن چکی ہوں جو قبرستان جانے والی عورتوں کے لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں“۔

تب آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ بَلَغْتِهَا مَعَهُمُ الْكُدَیٰ مَا رَأَيْتِ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَرَاهَا جَدُّ أَبِيكِ».[۲]

”اگر تم ان کے ساتھ قبرستان تک جا نکلتی تو اس وقت تک جنت کو نہ دیکھ پاتی جب تک کہ تمہارے باپ کا دادا جنت نہ دیکھ لیتا“۔

[۱] سنن ابی داؤد، حدیث: ۳۱۲۳، ضعیف ابی داؤد، حدیث: ۶۸۴۔

[۲] بحوالہ بالا، ص: ۱۲۵، ۱۲۶، سنن ابی داؤد، حدیث: ۲۱۲۳، ضعیف نسائی، حدیث: ۱۱۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں مذکور واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پردہ میں چہرہ کو چھپائے ہوئے تھیں، تبھی تو صحابی کا بیان ہے کہ ہمارے خیال میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے پہچانا نہیں تھا۔ اگر ان کا چہرہ ننگا ہوتا تو پھر اس کا کوئی مطلب ہی نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اولاً پہچانا نہیں تھا اور پھر ان کے اس حجاب پر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نکیر بھی نہیں کی جو ان کے لیے اس کی مشروعیت کی دلیل ہے، اور پھر یہ کہ اگر چہرے کا پردہ اہلِ بیتِ اطہار کی خواتین کے ساتھ ہی خاص ہوتا اور دوسری عورتیں ایسا پردہ نہ کرتی ہوتیں تو پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً پہچان لیتے۔ کیونکہ چہرے کا حجاب ان کے ساتھ خاص ہوتا۔ دوسری خواتین ننگے منہ ہوتیں۔ اس سب کے برعکس پتہ یہ چلتا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سمیت تمام عورتیں چہرے کا بھی پردہ کیا کرتی تھیں۔

پندرہویں حدیث:

بخاری و مسلم، مسند احمد، بیہقی اور طبقات ابن سعد (واللفظ لہ: ٨/٨٦-٨٧) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں غزوۂ خیبر کا قصہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے قیدی ہونے اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں اپنے لیے اختیار کرنے کا واقعہ مذکور ہے۔ اس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے نکلے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت نہیں فرمائی تھی، اور جب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری کا اونٹ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ٹانگ آگے اس انداز سے بڑھائی کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کی ران پر اپنا پاؤں رکھ کر اونٹ پر بیٹھ جائیں۔ لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ البتہ اپنا گھٹنا آپ کی ران پر رکھ کر اونٹ پر بیٹھیں۔

آگے فرماتے ہیں:

«سترها رسول الله ﷺ وحملها وراءه وجعل ردآه على ظهرها ووجهها».

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ستر میں کر لیا اور اپنے پیچھے بٹھا لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چادر ان کی کمر اور چہرے پر ڈال دی“۔

آگے مذکور ہے:

”آپ نے انہیں اپنی ازواجِ مطہرات میں سے بنالیا“۔[۱]

یہ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے کہ آپ ﷺ نے چہرہ سمیت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو پردہ میں کر لیا۔ یہ سب احادیث ایسی ہیں جن سے استدلال کرتے ہوئے جمہور اہلِ علم نے چہرے کے پردے کو واجب قرار دیا ہے، اور اس حکم کو امتِ اسلامیہ کی تمام عورتوں کے لیے عام شمار کیا ہے۔

رہا معاملہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا تو ان کے چہرہ کے حجاب کے واقعات خود مانعین میں سے بعض افاضل نے بھی نقل کیے ہیں اور تسلیم کیا ہے کہ وہ چہرے کا پردہ کیا کرتی تھیں، اور عام مسلمان عورتوں کے لیے بھی اس کی مشروعیت کو مانا ہے۔ البتہ وجوب کا انکار کیا ہے۔[۲]

چہرے کا پردہ ... آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی رو سے

جس طرح سابق میں ہماری ذِکر کردہ پندرہ احادیث سے چہرے کے پردے کے وجوب پر استدلال کیا گیا ہے۔ ایسے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی کتنے ہی ایسے آثار بھی ہیں جو انہی احادیث کے موافق ہیں۔

پہلا اثر:

ایک اثر صحیح بخاری و مسلم، بیہقی و مسند احمد، طبقات ابن سعد اور ابن جریر طبری میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتی ہیں کہ ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حکمِ حجاب کے نازل ہو جانے کے بعد کسی کام کے لیے گھر سے نکلیں، جب کہ وہ موٹے

[۱] بحوالہ حجاب للالبانی، ص:۴۶، ۴۹، ۵۰، بخاری حدیث: ۴۲۱۱، ۴۲۱۳، مسلم مع نووی: ۵/۱۰/۲۲۴-۲۲۶۔

[۲] انظر: حجاب للالبانی، ص:۴۷-۵۳ بعنوان مشروعیة ستر الوجه۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جسم والی تھیں اور جو انہیں جانتا ہو اس سے مخفی نہیں رہتی تھیں۔ انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور کہا:

”اے سودہ! اللہ کی قسم آپ ہم پر مخفی نہیں رہتیں۔ لہٰذا اس کی فکر کرو کہ تم گھر سے کیسے نکلو! وہ فرماتی ہیں کہ وہ اس وقت گھر کو لوٹ گئیں جب کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں گوشت کی نیم پچی ہڈی تھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں کسی غرض سے نکلی تھی اور مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ وحی کی کیفیت طاری ہو گئی اور جب یہ کیفیت ختم ہو گئی تو وہ نیم پچی ہوئی ہڈی ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک ہی میں تھی کہ آپ نے فرمایا:

«إِنَّهُ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ».[۱]

”تم عورتوں کو اجازت دی گئی ہے کہ تم ضرورت کی بنا پر گھروں سے نکل سکتی ہو“۔

اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے خود مانعین میں سے شیخ البانیؒ نے حجاب المرأۃ المسلمہ میں لکھا ہے کہ اس میں یہ دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو ان کی جسامت سے پہچانا تھا اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھیں، اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذِکر کیا ہے کہ وہ بڑے ڈیل ڈول اور جسامت سے پہچانی جاتی تھیں۔

اور یہ واقعہ تو آثار کی بجائے احادیث میں شمار کیا جانا چاہیے۔ خصوصاً جب کہ اس کے آخر میں ارشادِ نبوی کے الفاظ بھی ہیں۔

[۱] بحوالہ حجاب للالبانی، ص:۴۸، واللباب، ص:۱۲۸، ۱۲۹، بخاری مع الفتح، حدیث:۵۲۳۷، مختصر مسلم للمنذري، تحقیق البانی، حدیث:۱۴۳۵۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دوسرا اثر:

جب کہ اسی سلسلہ کا دوسرا اثر صحیح بخاری و مسلم، مسند احمد اور تفسیر ابن جریر طبری میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ جس میں وہ واقعۂ افک یا تہمت بیان کرتی ہیں اور اسی کے ضمن میں ان کا ارشاد ہے کہ میں اپنی جگہ پر بیٹھی تھی کہ غلبۂ نیند سے میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی، اور حضرت صفوان بن معطل سلمی ذکوانی فوج کے پیچھے (گری پڑی اشیاء اٹھانے کے لیے) رہ گئے تھے۔ صبح کے وقت وہ وہاں پہنچے جہاں میں تھی۔ انہوں نے ایک سوئے ہوئے انسان کو پایا تو میرے پاس آئے۔

«فَعَرَفَنِيْ حِيْنَ رَآنِيْ، وَكَانَ رَآنِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِيْنَ عَرَفَنِيْ فَخَمَّرْتُ وَجْهِيْ بِجِلْبَابِيْ».[۱]

"انہوں نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا کیونکہ وہ نزولِ حجاب سے پہلے مجھے دیکھتے تھے۔ جب انہوں نے مجھے پہچان کر إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو میں ان کی آواز سن کر جاگ اُٹھی۔ تب میں نے اپنے کپڑے سے اپنے چہرے کو پردے میں کر لیا"۔

یہ واقعہ بھی چہرے کے مقامِ ستر ہونے کی دلیل ہے۔

تیسرا اثر:

ایسے ہی سنن کبریٰ میں حسن درجہ کی سند کے ساتھ عیینہ بن عبد الرحمٰن اپنے والد ماجد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ اس نے اپنے شوہر کی شکایت کی کہ وہ اس تک نہیں پہنچتا (جماع نہیں کرتا)، انہوں نے اس کے شوہر سے

[۱] بخاری مع الفتح:۸/۴۵۲، الحجاب للألبانی،ص:۴۹، واللباب،ص:۱۳۰،۱۳۱، بخاری حدیث:۴۱۴۱، مختصر مسلم للمنذري،حدیث:۲۱۵۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پوچھا تو اس نے اس الزام کی تردید کر دی۔ تب حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ کے بارے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ اس شخص کو بیت المال کے خرچہ سے کسی ایسی عورت سے بیاہ دیں جو حسن و جمال کے ساتھ ساتھ نیک و دیندار بھی ہو، تو انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس واقعہ میں یہ الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں:

(واجاءت المرأة متقفعة).[۱]

"وہ عورت چہرے کا پردہ کیے ہوئے آئی"۔

یہ واقعہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ صحابیات میں چہرے کا پردہ معروف تھا۔

چوتھا اثر:

چوتھا اثر ابن ابی حاتمؒ کے حوالے سے امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے جس میں سورۂ احزاب کی آیت ۵۳:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰهُ.....﴾ الخ.

کے نزول کا پسِ منظر بیان کیا گیا ہے۔ اس میں وارد ہوا ہے کہ کچھ صحابہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بیٹھے بات چیت میں مصروف ہو گئے۔

(و زوج رسول الله ﷺ (وهي زينب بنت جحش رضي الله عنها) التي دخل بها معهم مولية وجهها إلى الحائط).[۲]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ (جو کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھیں) جن کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ کے ہمراہ گئے تھے۔ وہ دیوار کی طرف منہ کئے بیٹھی

[۱] بیہقی:۷/۲۲۸، سندہ حسن کما في الحجاب للالبانی،ص:۵۲۔

[۲] حوالہ اللباب،ص:۱۳۰، ابن کثیر:۳/۵۰۴، آخری لفظ مسلم مع نووی:۵/۹/۲۳۲ بر حدیث انس رضی اللہ عنہ میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہیں"۔

اس واقعہ میں ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا دیوار کی طرف منہ کئے بیٹھے رہنا چہرے کے پردے کا پتہ دیتا ہے۔ اگرچہ وہ ان صحابہ کی محرم اور ماں بن گئی تھیں۔ اس کے باوجود ان کا یہ مشقت بھرا عمل چہرے کے وجوبِ حجاب کا پتہ دیتا ہے۔

پانچواں اثر:

پانچواں اثر مستدرک حاکم میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ جس میں وہ حالتِ احرام میں چہرے کے پردے کے سلسلے میں فرماتی ہیں:

(كُنَّا نُغَطِّيْ وُجُوْهَنَا مِنَ الرِّجَالِ).[۱]

"ہم مردوں سے اپنے چہرے چھپاتی تھیں"۔

چھٹا اثر:

اس مفہوم کا ایک چھٹا اثر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنن سعید بن منصور میں مروی ہے، جس میں وہ بیان کرتی ہیں:

(تسدل المرأة جلبابها من فوق رأسها على وجهها).[۲]

"عورت اپنی چادر کو سر سے سرکا کر اپنے چہرے پر گرا لے"۔

ایک دوسری سند سے حضرت معاذ عدویہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

(ما تلبس المحرمة؟)

"احرام کی حالت میں عورت کیا پہنے؟"۔

[۱] بحوالہ اللباب، ص:۱۳۳، والحجاب للالبانی، ص:۵۰، وقد مر في ضمن شرح حديث: ٤۔

[۲] بحوالہ بالا اللباب، ص:۱۳۲، فتح الباری:۳/۴۰۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توانہوں نے جواب دیا:

(لا تنتقب ولا تتلثم وتسدل الثوب علی وجهها).[۱]

”وہ نقاب نہ باندھے نہ ڈھاٹا، اور اپنے چہرے پر (پردہ کے لیے) کپڑا لٹکائے“۔

احرام کی حالت میں چہرے کو ڈھانپنے کی ممانعت کرنے والوں کی تردید کرتے ہوئے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے بدائع الفوائد میں جو کچھ کہا وہ ہم آپ کے گوش گزار کرچکے ہیں۔ لہٰذا اسے دہرانے کی ضرورت نہیں۔[۲]

البتہ وہاں انہوں نے مزید یہ بھی لکھا ہے:

”بعض فقہاء نے جو کہا ہے کہ پردے کا کپڑا احرام کی حالت میں عورت کے چہرے پر نہ لگنے پائے، ان کی یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ کسی صحابیات یا امہات المؤمنین میں سے یہ ثابت نہیں کہ وہ چہرے پر کپڑے کے نیچے کوئی لکڑی وغیرہ رکھتی ہوں، اور یہ ناممکن ہے کہ ایسا کرنا احرام کا شعائر ہو، اور معروف نہ ہو اور خاص و عام جانتا نہ ہو“۔[۳]

تو گویا اگر پردے کا کپڑا بحالتِ احرام چہرے پر لگتا رہے تب بھی اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ساتواں اثر:

کتاب المسائل ابو داؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک ساتواں اثر بھی ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں:

[۱] أیضًا اللباب۔
[۲] انظر نیل الأوطار: ۲/۳/۱۴۲۔
[۳] اللباب، ص: ۱۴۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«تدني الجلباب وجهها ولا تضرب به».

”عورت (بحالتِ احرام) اپنی چادر کا پلّو اپنے چہرے کی طرف لٹکا لے لیکن چہرے پر باندھے نہیں“۔

سند کے ایک راوی روح کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ کس چیز سے نہ باندھے؟ تو انہوں نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ جیسے عورت جلباب (بڑی چادر) اوڑھتی ہے اور پھر رخسار پر لگنے والے کپڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ عورت اس کپڑے کو موڑ کر اپنے چہرے پر باندھ لیتی ہے۔ جیسا کہ وہ اس کے چہرے پر لٹکا ہوا ہے۔[۱]

تو گویا احرام کی حالت میں چہرے پر کپڑا اس طرح باندھنا یا لپیٹنا منع ہے۔ مطلق سر سے لٹکا کر چہرے کا پردہ کرنا منع نہیں بلکہ ثابت ہے۔ جیسا کہ سابق میں کئی احادیث و آثار گزرے ہیں، اور جب احرام کی حالت میں بھی چہرے کو کھلا چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے تو عام حالات میں اس کا جواز کیونکر ہو سکتا ہے؟۔

بنت حضرت شعیب علیہ السلام اور تفسیر عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آثارِ صحابہ کے آخر میں ایک اور بات بھی ذِکر کرتے جائیں کہ یہ چہرے کا پردہ صرف امتِ اسلامیہ کی خواتین پر ہی نہیں بلکہ باعصمت و عفت خواتین کا عہدِ قدیم سے یہی دستور چلا آرہا ہے کہ وہ غیر مردوں کی موجودگی میں بے مہابا و بے حجاب باہر نہیں نکلا، پھرا کرتی تھیں، بلکہ عام پردے کے ساتھ ساتھ چہرے کے پردے کا بھی اہتمام کیا کرتی تھیں۔ جیسا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی اس بیٹی کے بارے میں ذِکر ملتا ہے جو ان کی بکریوں کو پانی پلانے کے نتیجہ میں اپنے والدِ گرامی کے مشورے سے کنویں کے قریب ایک درخت کے سائے میں بیٹھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ لے جانے آئی تھی۔ اس کے آنے کی کیفیت قرآنِ کریم نے سورۂ قصص کی آیت ۲۵ میں

[۱] بحوالہ اللباب، ص:۱۳۳ وقال التویجری اسناد صحیح علی شرط الشیخین۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یوں بیان فرمائی ہے:

﴿فَجَآءَتۡهُ إِحۡدَىٰهُمَا تَمۡشِي عَلَى ٱسۡتِحۡيَآءٖ﴾

”ان دونوں (لڑکیوں) میں سے ایک باحیا طریقہ سے چلتی ہوئی آئی“۔

اس باحیا طریقہ کی تفسیر مستدرک حاکم میں اور ابن ابی حاتم میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(جاءت تمشي على استحياء قائلة بثوبها على وجهها ليست بسلفع من النساء ولاجةٌ خراجةٌ).[۱]

”وہ باحیا طریقہ سے چلتی ہوئی یوں آئی کہ اس نے اپنے چہرے کا اپنے کپڑے سے پردہ کیا ہوا تھا۔ وہ مردوں میں بے باکانہ چلنے والی اور بکثرت اندر باہر آنے جانے والی عورتوں کی قبیل سے نہیں تھی“۔

یہ ابن ابی حاتم کے الفاظ ہیں، جب کہ بغوی نے اپنی تفسیر میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

(ليست بسلفع من النساء خراجة ولاجة ولكن مستترة وضعت كم درعها على وجهها استحياء).[۲]

”وہ غیر مردوں میں بے باکانہ چلنے والی اور بکثرت اندر باہر آنے جانے والی عورتوں کی قبیل سے نہیں تھی - بلکہ وہ باپردہ ہو کر آئی - اس نے حیاداری کی بنا پر اپنے چہرے پر اپنی درع (قمیص) کی آستین ڈالی ہوئی تھی“۔

یہ عہدِ قدیم میں ایک پیغمبر زادی کے پردہ کی ایک جھلک ہے جو آج کی خواتین کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

[۱] بحوالہ اللباب، ص: ۱۳۱۔

[۲] بحوالہ سابقہ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چہرے کا پردہ... آثارِ تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے آئینہ میں

پردہ سے متعلقہ مسائل کے ضمن میں ہم قرآن و سنت اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں ذِکر کر چکے ہیں کہ عورتوں کو گلی بازار جاتے وقت اور غیر مردوں کی موجودگی میں چہرے کا بھی پردہ کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ سلف صالحینِ امت کی عورتوں کے آثار نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض انبیائے ماضی علیہم السلام کی بنات وزوجات کے واقعات سے پتہ چلتا ہے، اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ضمن میں ہی بعض دیگر واقعات بھی ہیں، جن سے ہم صرفِ نظر کر رہے ہیں کیونکہ جو آثار ہم نے ذِکر کر دیئے ہیں انہی میں برکت ہے، اور شاید یہاں یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ اس مسئلہ کو اسی حد تک ہی رہنے دیا جائے تو بھی اس میں کفایت ہے۔ لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موضوع سے متعلق آثار واقوالِ تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور علماء مذاہبِ اربعہ اور اہلِ حدیث علماء کے چیدہ چیدہ اقوال بھی آپ لوگوں کے گوش گزار کر دیئے جائیں تاکہ مسئلہ مزید کھل کر سامنے آ جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آیئے پہلے تابعینِ کرام کے آثار کا مطالعہ کریں۔

تابعین کون؟ وہ پاک باز لوگ جنہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے قدسی نفوس انسانوں سے محبت و زیارت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

اثرِ حفصہ بنت سیرینؒ:

آیاتِ حجاب میں سے دوسری آیت کی تفسیر و توضیح میں بھی ذِکر گزرا ہے کہ امام سعید بن منصور، ابن المنذر اور بیہقی نے عاصم الاحول سے روایت بیان کی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم (ایک فاضل عمر رسیدہ خاتون) حضرت حفصہ بنت سیرین رحمہا اللہ کے پاس جایا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک جلباب (بڑی چادر) ایسی بنا رکھی تھی جس سے وہ نقاب ڈالے رکھتی تھیں۔ ہم ان سے کہتے تھے کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْھِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ﴾ [سورة النور: ٦٠]

"اور وہ عمر رسیدہ بوڑھی خواتین جو نکاح کا کوئی داعیہ نہیں رکھتیں وہ اپنی چادریں اتار لیں۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں"۔

جب کہ اس آیت میں کپڑوں سے مراد جلباب ہے تو وہ کہا کرتی تھیں:

"أي شي بعد؟"

"ان الفاظ کے بعد ارشادِ الٰہی کے الفاظ کیا ہیں؟"۔

ہم کہتے کہ آگے:

﴿وَ اَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ﴾

"اگر وہ حیاداری اختیار کریں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے"۔

تو وہ فرماتیں:

"هُوَ اَثبَاتُ الْحِجَاب".

"یہی الفاظ پردہ کرنے کو ثابت کرتے ہیں"۔[١]

اثر عبیدہ سلمانیؒ:

ایسے ہی آیاتِ حجاب میں سے چھٹی آیت کی تفسیر وتوضیح کے تحت حضرت عبیدہ سلمانیؒ کا اثر گزرا ہے جس میں امام ابن جریر طبریؒ (فی التفسیر: ٢٢/ ٣٣) عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم کی روایت کے مطابق امام محمد بن سیرینؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے ارشادِ الٰہی کے الفاظ ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ [سورة الأحزاب: ٥٩] کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے وضاحت کا عملی طریقہ یہ اختیار کیا۔

[١] اللباب، ص: ١٠٥-١٣٦، والحجاب للالبانی، ص: ٥٢، وقال هذا اسناد صحيح۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"فَغَطَّىٰ وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ وَأَبْرَزَ عَيْنَهُ الْيُسْرَىٰ".[۱]

"انہوں نے اپنے چہرے اور سر کو ڈھانپ لیا اور صرف بائیں آنکھ ننگی رہنے دی"۔

متعدد تابعین:

جلباب کی تفسیر دوسری آیتِ حجاب کے ضمن میں گزر چکی ہے کہ تابعین میں سے اور کبار اہلِ علم حضرت قتادہ، حسن بصری، سعید بن جبیر، (ابو الشعثاء، زہری، اوزاعی) اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ نے جلباب کا معنیٰ "غطاء الوجه" یعنی چہرے کو ڈھانپنے والا ہی کیا ہے۔[۲]

عورت کے چہرے کا پردہ... ائمہ و فقہاءِ مذاہبِ اربعہ کی نظر میں

چاروں فقہی مکاتبِ فکر کے علماء اور علماءِ اہلِ حدیث کیا کیا رائے رکھتے ہیں؟ اس سلسلہ میں آیئے سب سے پہلے مذہبِ حنبلی کے بارے میں مطالعہ کریں۔

حنابلہ:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "حجاب المرأة ولباسها في الصلوٰة" میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"كُلُّ شَيْءٍ مِنْهَا - أَيِ الْمَرْأَةِ - عورة حتى ظفرها".[۳]

"عورت کے جسم کی ہر چیز حتیٰ کہ ناخن بھی مقامِ ستر ہیں"۔

حنبلی مذہب کی کتاب الاقناع میں علامہ شرف الدین المقدسی نے لکھا ہے:

"والحرة البالغة كلها عورة في الصلوٰة حتى ظفرها وشعرها إلا

[۱] وذكره ابن كثير في تفسيره:۳/۵۱۸۔

[۲] ابن کثیر:۳/۳۰۴۔

[۳] حجاب ابن تيميه، ص:۱۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجهها، قال جمع و كفيها وهما الوجه عورة خارجها باعتبار النظر كبقية بدنها".[۱]

"اور نماز میں آزاد نوجوان عورت کا سارا بدن ہی مقامِ ستر ہے۔ یہاں تک کہ ناخن اور بال بھی سوائے چہرے کے، اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ دونوں ہتھیلیاں بھی مستثنٰی ہیں۔ جب کہ یہ اور چہرہ نماز سے باہر بھی مقامِ ستر ہیں۔ جیسے کہ جسم کے دیگر اعضاء ہیں"۔

اور کشاف القناع میں علامہ منصور البہوتی نے اس بات کو ترمذی کی حدیث:

«اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ». "عورت کا سارا جسم ہی مقامِ ستر ہے"۔

سے ثابت کیا ہے اور المغنی ابن قدامہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ نماز میں عورت کا اپنے چہرے کو ننگا رکھنا جائز ہے۔

مالکیہ:

اس سلسلہ میں فقہاءِ مالکیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے خود امام مالک رحمہ اللہ سے یہی قول نقل کیا ہے۔ انہوں نے جب امام احمد بن حنبلؒ کا قول نقل کیا کہ:

"كُلُّ شَيْءٍ مِنْهَا - أَيْ الْمَرْأَةَ - عورة حتى ظفرها".[۲]

"عورت کے تمام اعضائے جسم حتیٰ کہ ناخن بھی مقامِ ستر ہیں"۔

تو آگے لکھا ہے:

"وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ"

[۱] الاقناع مع كشاف:۱۱۱، الاقناع:۱/۳۰۹، طبع مطبعه الحكومه، باهر شاه فيصل رحمه الله۔
[۲] للتفصيل كشاف الاقناع حوالہ بالا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"امام مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ حنابلہ کی طرح مالکیہ کا بھی مذہب یہی ہے کہ عورت کا سارا جسم ہی مقامِ ستر ہے۔ جس میں چہرہ بھی شامل ہے۔

شافعیہ:

شافعیہ کے نزدیک بھی عورت کا سارا جسم ہی مقامِ ستر ہے۔ چنانچہ امام بیضاوی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں إلا ما ظهر منها کے تحت لکھتے ہیں:

"فإن كل بدن الحرة عورة لا يحل لغير الزوج والمحرم النظر إلى شيء منها إلا لضرورة كالمعالجة وتحمل الشهادة".[۱]

"آزاد عورت کا سارا جسم ہی مقامِ ستر ہے۔ شوہر اور محرم رشتہ داروں کے سوا کسی کے لیے اس کے جسم کا کوئی بھی حصہ دیکھنا جائز نہیں ہے سوائے علاج معالجہ اور شہادت جیسی ضرورت کے"۔

امام نووی رحمہ اللہ نے المنہاج میں فتنہ و بگاڑ سے امن ہونے کے باوجود بھی عورت کے لیے ننگے چہرہ رہنے کی حرمت پر صاد کیا ہے۔ اصطخری و طبری کا بھی یہی قول ہے اور شیخ ابو اسحاق شیرازی و رویانی اور دیگر فقہاء نے بھی حرمت کے حکم کو ہی قطعی قرار دیا ہے۔ بلقینی نے کہا ہے:

"والفتویٰ والمذهب على ما جاء في المنهاج من الحرمة مطلقًا وهو الراجح".[۲]

"فتویٰ اسی پر ہے اور مذہب بھی یہی ہے جو کہ المنہاج میں آیا ہے کہ چہرے کو ننگا کرنے کی مطلق حرمت ہی ہے اور یہی راجح بھی ہے"۔

[۱] حجاب ابن تیمیہ، ص:۱۵۔

[۲] بحوالہ اللباب، ص:۱۴۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علّامہ تقی الدین سبکی نے کہا ہے:

"ان الاقرب في صنع الاصحاب ان وجهها وكفيها عورة في النظر لا في الصلوٰة".[۱]

"اصحاب کے اندر یہی بات زیادہ قریبِ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ عورت کا چہرہ اور ہاتھ نظر میں مقامِ ستر ہیں نہ کہ نماز میں"۔

شافعیہ میں سے ہی امام تقی الدین حصنی اپنی کتاب كفاية الخيار في حل غاية الاختصار میں لکھتے ہیں:

"یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص کسی ایسے کپڑے میں نماز پڑھے جو صور و تمثیل (فوٹو) والا ہو، اور یہ (بھی مکروہ ہے) کہ کوئی عورت نقاب اوڑھ کر نماز پڑھے سوائے اس کے کہ وہ مسجد میں ہو، جہاں ایسے غیر محرم بھی ہوں جن سے دیکھنے میں احتراز نہ ہوسکے، اور اگر عورت کی طرف دیکھنے کے نتیجے میں کسی بگاڑ کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر عورت پر نقاب کا اٹھانا (مکروہ نہیں بلکہ) حرام ہے، اور یہ بکثرت مقاماتِ زیارت جیسے بیت المقدس میں بھی ہے"۔[۲]

امام سیوطی رحمہ اللہ نے سورۂ احزاب آیت ۵۹ میں ارشادِ الٰہی کے الفاظ ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ کے بارے میں لکھا ہے:

"یہ تمام عورتوں کے لیے آیتِ حجاب ہے اور اس میں ان کے سر اور چہرے کو ڈھانپنے کا وجوب وارد ہوا ہے"۔[۳]

[۱] انظر النووي والبلقيني و السبكي في فقه النظر للشيخ محمد اديب كلكل،ص:۳۵ كما في اللباب،ص:۱۴۳۔

[۲] كفاية الاخيار:۱/۱۸۱، طبع مصر، ادارۃ امور اسلامیہ۔

[۳] بحوالہ عون المعبود شرح ابوداؤد:۱۱/۱۵۸، طبع سوم، بیروت مدنی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حنفیہ:

ان تینوں فقہی مکاتبِ فکر کی طرح ہی احناف کے یہاں بھی چہرے کے پردے کو غالب احوال میں واجب قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ فقہ حنفی کی ایک معتبر کتاب "مجمع الانہر" میں لکھا ہے:

"المنتقیٰ میں ہے کہ نوجوان عورت کو چہرہ ننگا رکھنے سے روکا جائے گا تاکہ (اس کی بے حجابی وعریانی سے) بگاڑ پیدا نہ ہو"۔

اور آگے لکھتے ہیں:

"وفی زماننا المنع واجب بل فرض لغلبة الفساد"

"ہمارے موجودہ زمانے میں ممانعت واجب بلکہ فرض ہے۔ کیونکہ آج کل معاشرہ فساد وبگاڑ میں بکثرت مبتلا ہے"۔

اور آگے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ عورت کا سارا جسم ہی مقامِ ستر ہے۔ سوائے آنکھ کے (تاکہ راستہ وغیرہ دیکھنے کی ضرورت پوری ہوسکے)۔

صاحب المجمع نے ہی حج کے موقع پر عورتوں کے حالات واحکام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"بحالتِ احرام شرح الطحاوی کی رو سے تو اولیٰ یہ ہے کہ عورت چہرہ ننگا رکھے۔ لیکن النہایہ میں ہے کہ سر سے چہرے پر کپڑا لٹکا کر پردہ کرنا ہی زیادہ واجب ہے۔ البتہ یہ مسئلہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورت بلاضرورت غیر مردوں کے سامنے اپنا چہرہ ننگا نہ کرے"۔

المجمع کے حاشیہ اور المنتقیٰ میں ہے کہ بحالتِ احرام اگر کسی کپڑے وغیرہ کو سر سے لٹکا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پردہ کرے جب کہ وہ کپڑا چہرہ سے الگ رہے تو یہ جائز بلکہ مندوب، بلکہ ایک قول کے مطابق یہی واجب ہے۔[۱]

یہاں ہم یاد دلا دیں کہ یہ بات گزر چکی ہے کہ حالتِ احرام میں کسی لکڑی وغیرہ سے کوئی ایسی چیز بنا کر چہرے پر رکھنا تاکہ پردے کا کپڑا چہرے کو نہ چھوئے، اس کی کوئی دلیل نہیں، جیسا کہ علّامہ ابن قیمؒ کی تحقیق ہم ان کی کتاب بدائع الفوائد، جلد دوم، جزء سوم، ص:۱۴۳ کے حوالہ سے ذِکر کر چکے ہیں۔

اور فقہ حنفی کی ہی ایک اور کتاب الهدية العلائية میں لکھا ہے:

”وتمنع الشابة من كشف وجهها خوف الفتنة“.[۲]

”نوجوان عورت یا لڑکی کو معاشرہ میں پیدا ہونے والے بگاڑ کے خدشہ کی بناء پر چہرہ ننگا رکھنے سے روکا جائے گا“۔

یہاں فتنہ و بگاڑ کے خدشہ کی بات کی گئی ہے۔ جب کہ اس کا معیار کتابُ الفتن میں احمد عزالدین بیانونی کے بقول عوام الناس نہیں بلکہ اس فتنہ کو ایک خاص تناظر میں معلوم کیا جائے گا -ورنہ عوام الناس کی نسبت جن میں عورت ننگے منہ عموماً چلتی ہے- ان میں بگاڑ پیدا ہونے سے امن کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔[۳]

لہٰذا اس علت (یعنی امن الفتنہ) کی رو سے بھی عوام الناس میں عورت کا ننگے منہ بے مہابا نکلنا قطعاً ممنوع بنتا ہے اور بگاڑ سے امن کا محض کھوکھلا دعویٰ کر کے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جب فتنہ وبگاڑ کا خوف نہ ہو تو چہرے کا پردہ ضروری نہیں، اور عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ ننگے منہ چلتی پھرتی رہے۔ جن میں چلنا پھرنا ہے جب وہ عوام الناس ہیں تو فتنہ وبگاڑ کا پیدا ہونا محال ہے، اور جب

[۱] بحوالہ اللباب، ص:۱۴۰، ۱۴۱۔

[۲] اللباب أيضًا، ص:۱۳۹۔

[۳] اللباب، ص:۸۱، ۱۴۰۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لا محالہ یہ خدشہ موجود ہے تو پھر جوازِ کشف کیسے کشید کیا جا سکتا ہے؟

جب اللہ تعالیٰ نے نبیٔ اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضي اللہ عنہن پر پردے کو فرض و واجب قرار دیا۔ جن کا معاشرہ ان قدسیٔ نفوس افراد سے مرکب تھا۔ جنہیں نبیٔ اکرم ﷺ کی صحبت و زیارت کا شرف حاصل تھا اور جو علم و عمل، تقویٰ و ورع، خوف و خشیتِ الٰہی اور انابت الی اللہ کے انتہائی بلند مقام پر فائز تھے۔ جب ایسے افرادِ معاشرہ کی موجودگی میں بھی نبیٔ اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات پردے پر مامور تھیں تو آج کی خواتین اس پر مامور کیوں نہ ہوں گی۔

اب جبکہ معاشرہ کی حالت ہی سخت دگرگوں ہو چکی ہے۔ بگاڑ واقع ہو چکا ہے۔ افرادِ معاشرہ ان اوصاف سے تہی دست ہو چکے ہیں یا کم از کم ان اوصاف میں سخت ضعف و کمزوری آ چکی ہے۔ ایسے میں آج کی خواتین پر چہرے کا پردہ یقیناً واجب ہی بنتا ہے، اور افرادِ معاشرہ کو مجموعی طور پر دیکھ لیا جائے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کا مذہب کھل کر سامنے آ جاتا ہے کہ وہ بھی ایسے میں چہرے کے پردہ کے وجوب کے قائل ہی بنتے ہیں۔[۱]

چہرے کا پردہ... اہلِ حدیث اور بعض دیگر علماء کے متفرق اقوال

پچھلے اوراق میں چہرے کے پردے پر گفتگو گزری ہے اور قرآن و سنت کے علاوہ آثارِ صحابہؓ و تابعینؒ اور مذاہبِ اربعہ کے آئمہ و فقہاء رحمھم اللہ کے اقوال بھی ذِکر کیے ہیں اور اب اسی سلسلہ میں ہم بعض معروف علماء کے متفرق اقوال و آراء بھی آپ کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔

امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ:

علّامہ یمانی امیر صنعانی رحمہ اللہ بلوغ المرام کی بہترین شرح سبل السلام میں لکھتے ہیں:

”بلوغ المرام کے مؤلف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اپنی اس تالیفِ لطیف میں ایسی کوئی

[۱] حوالہ سابقہ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حدیث نہیں لائے جس سے پتہ چلتا ہو کہ احرام کی حالت میں عورت پر کون سا لباس یا کپڑا احرام ہے۔ جب کہ در حقیقت احادیث میں وارد ہوا ہے کہ عورت پر احرام کی حالت میں انتقاب یعنی چہرے پر نقاب باندھنا بھی اسی طرح منع ہے جس طرح مرد پر قمیص اور موزے پہننا منع ہے، اور عربی نقاب کے باندھنے کے حرام ہونے کی طرح ہی عربی برقع بھی ممنوع ہے، اور اس سے مراد وہ کپڑا ہے جو چہرے کے برابر سلایا گیا ہو۔ کیونکہ نصِ حدیث اسی کی ممانعت کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ مگر ایسی قمیص کے علاوہ تمام چادر سے مرد کا اپنے جسم کو ڈھانپنا بالاتفاق جائز ہے۔ بالکل اسی طرح احرام کی حالت میں عورت اس نقاب یا برقع کے علاوہ کسی دوسرے کپڑے یا چادر وغیرہ سے چہرے کو ڈھانپ کر رکھے، اور جس کسی نے یہ کہا ہے کہ عورت کا چہرہ بحالتِ احرام مرد کے سر کی طرح ہے - لہٰذا وہ اسے نہ ڈھانپے - اس قائل کے پاس اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے“۔[۱]

ایسے ہی موصوف رحمہ اللہ نے باب شروط الصلوٰۃ میں ایک حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

”نماز کے دوران عورت اپنا چہرہ ننگا رکھ سکتی ہے۔ کیونکہ دورانِ نماز چہرے کو ڈھانپ کر رکھنے کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نماز کے دوران چہرہ ننگا رکھنے کے جواز سے مراد بھی ایسی حالت ہے کہ جب کوئی غیر محرم مرد اسے دیکھ نہ سکتا ہو اور اس کا نماز کے لیے ستر ہے۔ جب کہ اجنبی و غیر محرم مردوں کی نسبت سے اس کا ستر یہ ہے کہ عورت کا سارا جسم ہی مقامِ ستر ہے“۔[۲]

[۱] سبل السلام: ۱/۱۲/۱۹۱ طبع دار الأحیاء التراث، بیروت۔
[۲] سبل السلام: ۱/۱/۱۳۲۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ:

ایک دوسرے محدث و مجتہد عالم امام شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نیل الاؔوطار میں ابن ارسلان کے حوالہ سے لکھا ہے:

”اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ عورت کا ننگے منہ نکلنا منع ہے خصوصاً جب کہ افرادِ معاشرہ میں فاسقوں کی کثرت ہو“۔[۱]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ:

بخاری شریف میں وارد حبشیوں کے واقعۂ کرتب اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا انہیں دیکھنے اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں اپنی چادر سے پردہ میں کرنے والی حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے:

”اس پر مسلسل عمل چلا آرہا ہے۔ خواتین کے لیے جائز ہے کہ وہ مساجد، بازار اور سفر میں نقاب اوڑھ کر نکل سکتی ہیں اور نقاب اس لیے کہ مرد انہیں دیکھ نہ سکیں۔ البتہ مردوں کو نقاب اوڑھنے کا قطعاً حکم نہیں ملا تاکہ وہ عورتوں کو نہ دیکھ سکیں۔ اس طرح یہ ان دونوں صنفوں کے حکم میں مغایرت و فرق کی دلیل ہے“۔[۲]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ:

مرد و عورت کے مابین اس فرق کے سلسلہ میں امام غزالی رحمہ اللہ سے بحث نقل کی ہے۔ جس میں ان کے یہ الفاظ بھی ہیں:

”لم تزل ..... النسآء یخرجن منقبات“.[۳]

[۱] نیل الأوطار،۳/۱۱۴۔

[۲] فتح الباری:۹/۳۳۷، انظر نیل الأوطار:۳/۶/۱۱۷-۱۱۸۔

[۳] بحوالہ بالا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"اور عورتیں ہمیشہ سے نقاب اوڑھے ہی گھروں سے نکلتی آرہی ہیں"۔

یوں حافظ ابن حجر اور امام غزالی رحمہا اللہ کے نزدیک امتِ اسلامیہ کی خواتین کا یہ تعامل بالتواتر چلا آرہا ہے کہ وہ ننگے منہ نہیں بلکہ نقاب اوڑھے ہی باہر نکلتی ہیں۔

واحدی رحمۃ اللہ علیہ:

مفسر واحدیؒ نے ارشادِ الٰہی ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کی تفسیر میں مفسرین کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان الفاظ کا معنی ہے:

"يَغطِّيْنَ وُجُوْهَهُنَّ وَ رُؤُسَهُنَّ إِلَّا عَيْنًا وَاحِدَةً".[۱]

"عورتیں اپنے سر اور چہرے ڈھانپ کر رکھیں سوائے ایک آنکھ کے"۔

ابوحیان اور لیث رحمۃ اللہ علیہما:

ابوحیان نے اپنی تفسیر البحر المحیط میں تبرج کا معنی امامِ لغت لیثؒ سے نقل کیا ہے:

"تبرجت المرأة، ابدت محاسنها من وجهها وجسدها".[۲]

کہ "عورت نے اپنے چہرے اور جسم کے محاسن ظاہر کردیئے"۔

تو گویا امامِ لغت لیثؒ اور ابوحیانؒ کے نزدیک چہرے کو ننگا کرنا تبرج و بے پردگی ہے۔

علّامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ:

علّامہ ابن حجر مکی ہیثمیؒ اپنی کتاب الزواجر میں لکھتے ہیں:

"صحیح تر بات یہ ہے کہ یہ سب یعنی غیر محرمہ عورت پر نظر ڈالنا حرام ہے۔ چاہے وہ بلاشہوت ہی کیوں نہ ہو اور چاہے بگاڑ کا خطرہ بھی نہ ہو کیونکہ فساد اور بگاڑ کے مادے

[۱] بحوالہ اللباب، ص:۱۴۸۔

[۲] بحوالہ بالا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جڑ کاٹنے کے لیے یہی ضروری ہے اور اگر یہ نظر جائز ہو چاہے بحالتِ امن ہی کیوں نہ ہو، یہ فحاشی کی طرف لے جانے والی اور فساد وبگاڑ کا بیج بونے والی چیز ہے اور شریعتِ اسلامیہ کے محاسن کو یہی زیب تھا کہ احوال کی تفصیل سے اعراض کا حکم دے، فساد و بگاڑ اور ہر اس چیز کا دروازہ بند کر دے جو بگاڑ کا موجب ہو سکتا ہو اور ہمارے ائمہ نے تو عورت کے کٹے ہوئے یا ہاتھ کے ساتھ ہی لگے ہوئے ناخن کو دیکھنا بھی حرام قرار دیا ہے اور یہ اس بنا پر کہ صحیح تر قول کی رو سے عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنا حرام ہے کیونکہ یہ بھی عورت کے مقاماتِ ستر میں سے ہیں۔ چاہے صحیح تر قول کے مطابق وہ عورت کنیز ہی کیوں نہ ہو۔ اگرچہ یہی دونوں اعضاء نماز کے دوران مقامِ ستر نہیں (بلکہ انہیں ننگا رکھا جاسکتا ہے)"۔[۱]

علّامہ جصاص رحمۃ اللہ علیہ:

چہرے کے پردہ کے وجوب کے سلسلہ میں ہی علماءِ احناف میں سے علّامہ جصاصؒ نے اپنی کتاب احکام القرآن میں ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ.....﴾ کے الفاظ کے تحت لکھا ہے:

"في هٰذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين و اظهار الستر والعفاف عند الخروج لئلا يطمع أهل الريب فيهن".[۲]

"اس آیت میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ نوجوان عورت کو اس کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے چہرے کو اجنبی مردوں سے پردے میں رکھے اور اس پر واجب ہے کہ وہ گھر سے نکلتے وقت ستر و حجاب اور عفت و پاک دامنی کا مظہر ہو تا کہ غلط کار

[۱] الزواجر: ۲/۵ طبع دار المعرفہ، بیروت۔

[۲] احکام القرآن جصاص۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو ان کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے کی ہمت نہ ہو“۔

علّامہ جصاصؒ کے الفاظ بڑے واضح ہیں۔ لہٰذا ان پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔

حسن البناء شہید رحمۃ اللہ علیہ:

اخوان المسلمین کے بانی حسن البناء شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المرأۃ المسلمۃ میں لکھا ہے:

”ان الاسلام يحرم على المرأة ان تكشف عن بدنها“.

”اسلام عورت پر اس بات کو حرام قرار دیتا ہے کہ وہ (گلی بازار میں) اپنے جسم کے کسی بھی حصہ کو ننگا کرے“۔

آگے انہوں نے عورت کے غیر مردوں کے ساتھ خلوت گزین ہونے اور ان سے خلط ملط ہونے کو بھی حرام لکھا ہے۔[۱]

حسن البناءؒ کے الفاظ بھی چہرے کے وجوبِ حجاب کا ہی پتہ دیتے ہیں۔

اجماعِ امت.....ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الاجماع میں لکھا ہے:

”تمام علماءِ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ احرام کی حالت میں عورت سلا ہوا لباس اور موزے پہن سکتی ہے اور یہ کہ وہ اپنے سر اور بالوں کو ڈھانپ کر رکھے، البتہ چہرہ کھلا رہنے دے۔ لیکن غیر مردوں کی نظروں سے بچنے کے لیے وہ سر کے اوپر سے کوئی ہلکا سا کپڑا گرا کر چہرے کا پردہ کرلے“۔[۲]

[۱] المرأۃ المسلمۃ، بحوالہ اللباب، ص:۱۵۶۔
[۲] الاجماع مختصراً، ص:۵۷ طبع دار طیبہ ریاض، تحقیق ڈاکٹر ابو حماد صغیر احمد۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابن المنذرؒ کا یہ دعوائے اجماع حافظ ابن حجرؒ نے بھی فتح الباری میں نقل کیا ہے[۱]۔ اور امام ابن المنذرؒ کے بقول تو حالتِ احرام میں بھی چہرے کے پردے پر اجماع ہے پھر عام حالات میں اس کا انکار کیسے روا ہو سکتا ہے۔

شیخ عبد اللہ بن زید آل محمود:

قطر کے معروف عالم، وہاں کے شرعی کورٹ اور امورِ اسلامیہ کے ڈائریکٹر جنرل شیخ عبد اللہ بن زید آل محمود نے اپنے کتابچہ "الاخلاق الحمیدہ" میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتابِ عظیم قرآنِ کریم میں ہر برے کام پر سرزنش اور زجر و توبیخ کی گئی ہے۔ چنانچہ پردہ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ [سورة الأحزاب: ٥٩]

"اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور عام مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی بڑی چادریں اوڑھ لیں"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمن عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی چادر اوڑھے رہیں، اور جلباب چادر یا عباء کے مشابہ ہوتا ہے، اس سے وہ اپنے سارے جسم کو ڈھانپ سکتی ہے، سوائے آنکھوں کے لیے رکھے گئے سوراخوں کے جہاں سے وہ راستہ دیکھ سکے، اور شریف زادیوں کے شایانِ شان یہی ہے تاکہ وہ پردہ دار خواتین کی حیثیت سے پہچانی جائیں اور لوگوں کی نظروں میں ان کا احترام جاگزیں ہو۔ اور ارشادِ الٰہی کے یہ الفاظ اس معاملہ میں نصِ قاطع ہیں کہ عورت پر اپنا سارا جسم حتیٰ کہ چہرہ بھی پردہ میں رکھنا واجب ہے۔

"وهذا نص قاطع فى وجوب ستر المرأة الحرة جميع جسمها حتىٰ

[۱] فتح الباری مفصلًا واللفظ له:۳/۴۰۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجهها". [۱]

شیخ عبد اللہ ناصح علوان:

دو ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب "ترتيب الأطفال" کے مؤلف شیخ عبد اللہ ناصح علوان نے اپنے ایک کتابچہ "إلى كل أب غيور يؤمن بالله" میں پردے کے موضوع پر بحث کے دوران لکھا ہے:

"کیا عورت شرعاً چہرے کا پردہ کرنے پر مامور ہے؟ اور پھر اس سوال کا جواب دیتے ہوئے آیاتِ حجاب اور مفسرین کے اقوال نقل کیے ہیں۔ جو ہم سابق میں ذِکر کر چکے ہیں۔ پھر احادیثِ رسول ﷺ نقل کی ہیں"۔

آگے لکھا ہے:

"جمہور ائمہ کرام جن میں سے امام شافعی، احمد اور مالک رحمہم اللہ بھی ہیں۔ ان سب کا کہنا ہے کہ عورت کا چہرہ مقامِ ستر ہے اور اس کا پردہ واجب ہے اور اسے (غیر مردوں کے سامنے) ننگا رکھنا حرام ہے"۔

اس سلسلہ میں ان کی دلیل صحابہ کرام اور سلف صالحین کے وہ تفسیری اقوال ہیں جو صحیح اسناد سے ثابت ہیں اور جن میں کہا گیا ہے کہ قرآنی الفاظ ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ﴾ چہرے کو بھی شامل ہیں اور ان کا استدلال ان آثار سے بھی ہے جن میں وارد ہوا ہے کہ صحابیات رضی اللہ عنہن جب کسی کام سے باہر نکلتیں تو نقاب ڈالے چہروں کا پردہ کئے ہوئے ہوتی تھیں اور فقہائے احناف جو چہرے کے پردے کے وجوب کے قائل نہیں ہیں۔ وہ بھی چہرے کو غیر مشروط کھلا چھوڑنے کے قائل تو نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے نزدیک بھی یہ شرط ہے کہ جب فتنہ و بگاڑ کا خدشہ نہ ہو تب وہ چہرے کو کھلا رکھ سکتی ہیں اور اگر کسی بگاڑ کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر سدًا

[۱] الاخلاق الحمیدہ بحوالہ اللباب، ص:۱۵۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

للذریعة اور درء للمفاسد یعنی فساد و بگاڑ کا دروازہ بند کرنے کے لیے چہرے کا ننگا رکھنا احناف کے نزدیک بھی حرام ہے۔[۱]

جیسا کہ ہم پہلے بھی ذِکر کر آئے ہیں کہ اگر احناف کی عائد کردہ اس شرط کو پیشِ نظر رکھ کر اور افرادِ معاشرہ میں فسق و فجور کے دور دورہ کو دیکھتے ہوئے معمولی سا بھی غور کیا جائے تو پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی صورت میں احناف کے نزدیک بھی چہرے کا پردہ واجب ہی بنتا ہے اور یہی بات شیخ عبداللہ ناصح نے بھی اپنی بحث کے آخر میں لکھی ہے۔

ڈاکٹر صالح الفوزان:

دورِ حاضر کے ایک معروف عالم اور جامعہ قطر کے مصری دیدہ ور علاّمہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے ”اسلام میں حلال و حرام“ کے موضوع پر ایک بہت اہم اور نہایت ہی وقیع کتاب لکھی ہے جو عربی کے بعد اردو میں بھی بکثرت شائع ہو چکی ہے۔

افادیت کے اعتبار سے یہ کتاب اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ لیکن جیسا کہ معروف ہے ؎

گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں

ایسے ہی میدانِ علم و قلم کے اس شہسوار سے بھی بعض لغزشیں سرزد ہو گئی ہیں - جن پر دوسرے اہلِ علم نے ان کا مواخذہ بھی کیا ہے - تاکہ غلط فہمی نہ ہونے پائے۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم کتاب جو ہماری نظر سے گزری ہے وہ ہے علامہ ڈاکٹر صالح الفوزان کی کتاب ”الاعلام بنقد کتاب الحلال و الحرام في الاسلام“ جب کہ یہ کتاب بھی اردو میں ترجمہ ہو کر چھپ چکی ہے اور اس کے مترجم شارجہ میں مقیم حافظ محمد اسلم صاحب ہیں۔ جزاہ اللہ خیرًا۔

ڈاکٹر قرضاوی نے الحلال والحرام میں غیر مردوں کی موجودگی میں چہرے کو ننگا رکھنے

[۱] بحوالہ اللباب، ص:۱۵۱-۱۵۲۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے جائز ہونے کی رائے کو اختیار کیا ہے۔ جس پر ان کا تعاقب کرتے ہوئے ڈاکٹر الفوزان نے الاعلام میں لکھا ہے:

"چہرے کے سلسلے میں موصوف نے جو بحث لکھی ہے، اس میں ان سے کئی جگہ خطا سرزد ہوئی ہے اور ان میں سے پہلی یہ کہ انہوں نے جو لکھا ہے- عورت کے لیے غیر موزوں کی موجودگی میں چہرے اور ہاتھوں کو ننگا رکھنا جائز اور ان اعضاء کے مقامِ ستر نہ ہونے کا اعتبار کرتے ہوئے جو کہا ہے کہ غیر مردوں کا عورت کے ان اعضاء کو دیکھنا بھی جائز ہے- یہ کھلی خطا اور قطعاً باطل قول ہے۔

کتاب و سنت کے وہ صحیح آثار اس قولِ جواز کی تردید کرتے ہیں۔ جن میں اس بات کی دلیل بھی موجود ہے کہ عورت کا چہرہ اور دونوں ہاتھ اور سارا جسم مقامِ ستر ہے اور تمام اعضاء کا غیر محرم مردوں سے پردے میں رکھنا واجب ہے"۔

آگے موصوف نے وہ دلائل ذِکر کیے ہیں جنہیں ہم پہلے ہی آپ کے گوش گزار کر چکے ہیں۔[۱]

شیخ محمد علی صابونی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ محمد علی صابونیؒ نے آیاتِ احکام کو ترتیب دے کر ان کی تفسیر روائع البیان في تفسیر آیات الاحکام کے عنوان سے لکھی ہے جو دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کی جلد دوم، ص:۱۷۳ پر وہ بدعة کشف الوجه کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں:

"فتنہ و فساد اور بگاڑ کے سدِباب کے لیے اسلام نے عورت پر حرام کیا ہے کہ وہ اپنے ستر میں سے غیر مردوں کے سامنے کسی بھی حصہ کو ننگا کرے اور یہ بات کہاں

[۱] تفصیل کے لیے دیکھیے الحلال والحرام، ص:۱۵۰ طبع سیز دھم المکتب الاسلامی، الاعلام طبع جامع الامام بالریاض اردو ترجمہ، ص:۱۵۰ از حافظ محمد اسلم صاحب، شارجہ، طبع فیصل آباد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک معقول ہے کہ اسلام عورت کو بالوں اور پاؤں کو تو چھپانے کا حکم دے اور اس بات کی اجازت دے دے کہ وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کھلا چھوڑ دے۔ بگاڑ زیادہ کس میں ہے؟ چہرہ ننگا رکھنے میں یا کہ پاؤں ننگے رکھنے میں؟ جب کہ چہرہ ہی تو حسن و جمال کا اصل معیار، بگاڑ کا منبع و سرچشمہ اور خطرات کی آماجگاہ ہوتا ہے۔[۱]

گویا جو لوگ پاؤں کو مقامِ ستر قرار دیتے ہیں۔ انہی کی طرف سے چہرے کو مقامِ ستر قرار نہ دینا قطعاً معقول بات نہیں ہے۔ کیونکہ بگاڑ پیدا کرنے میں پاؤں چہرے کا مقابلہ کہاں کر سکتے ہیں"۔

اور آگے چل کر جلد ۲، ص: ۳۸۴ میں لکھتے ہیں:

"جس نے صحابیات رضی اللہ عنہن اور تابعیات رحمہ اللہ علیہن اور سلف صالحین کی زندگیوں کے بارے میں مطالعہ کیا ہے اور پڑھا ہے کہ وہ خواتین کس طرح پردے کا اہتمام کیا کرتی تھیں اور کیسے عصمت و عفت کے تحفظ پر توجہ دیتی تھیں۔ اس سے ان لوگوں کو خطا و غلطی کا پتہ چل جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ چہرے کا پردہ واجب نہیں ہے"۔[۲]

مولانا سید مودودی رحمہ اللہ:

اردو لٹریچر میں اس موضوع کی جامع اور معروف کتاب "پردہ" کے مؤلف (مولانا سید مودودیؒ) "نقاب" کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں:

"جو شخص آیتِ قرآنی کے الفاظ اور ان کی مقبولِ عام اور متفق علیہ تفسیر اور عہدِ نبوی ﷺ کے تعامل کو دیکھے گا۔ اس کے لیے اس حقیقت سے انکار کی مجال باقی

[۱] روائع البیان: ۲/۱۷۳۔
[۲] روائع البیان: ۲/۳۸۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں رہے گی کہ شریعتِ اسلامیہ میں عورت کے لیے چہرے کو اجانب سے مستور رکھنے کا حکم ہے اور اس پر خود نبیٔ اکرم ﷺ کے زمانہ سے عمل کیا جارہا ہے۔ نقاب اگر لفظاً نہیں تو معناً و حقیقۃً خود قرآنِ عظیم کی تجویز کردہ چیز ہے جس ذاتِ مقدس پر قرآن نازل ہوا تھا، اس کی آنکھوں کے سامنے خواتینِ اسلام نے اس چیز کو اپنے خارج البیت لباس کا جزو بنایا تھا اور اس زمانہ میں بھی اس چیز کا نام نقاب ہی تھا۔[۱]

جی ہاں! یہ وہی نقاب (Veil) ہے جس کو یورپ انتہا درجہ کی مکروہ اور گھناؤنی چیز سمجھتا ہے۔ جس کا محض تصور ہی فرنگی ضمیر پر ایک بارِ گراں ہے، جس کو ظلم اور تنگ خیالی اور وحشت کی علامت قرار دیا جاتا ہے۔ہاں یہ وہی چیز ہے جس کا نام کسی مشرقی قوم کی جہالت اور تمدنی پسماندگی کے ضمن میں سب سے پہلے کیا جاتا ہے اور جب یہ بیان کرنا ہوتا ہے کہ کوئی مشرقی قوم تمدن و تہذیب میں ترقی کر رہی ہے تو سب سے پہلے جس بات کا ذِکر بڑے انشراح و انبساط کے ساتھ کیا جاتا ہے۔وہ یہی ہے کہ اس قوم سے "نقاب" رخصت ہوگئی ہے۔ اب شرم سے سر جھکا لیجیے کہ یہ چیز بعد کی ایجاد نہیں خود قرآن نے اس کو ایجاد کیا ہے اور محمد ﷺ اس کو رائج کر گئے ہیں مگر محض سر جھکانے سے کام نہ چلے گا۔ شتر مرغ اگر شکاری کو دیکھ کر ریت میں سر چھپالے تو شکاری کا وجود باطل نہیں ہو جاتا۔ آپ بھی اپنا سر جھکائیں گے تو ضرور سر جھک جائے گا۔ مگر قرآن کی آیت نہ مٹے گی، نہ تاریخ سے ثابت شدہ واقعات محو ہو جائیں گے۔ تاویلات سے اس پر پردہ ڈالیے گا تو ئی "شرم کا داغ" اور زیادہ چمک اُٹھے گا"۔[۲]

[۱] پردہ، ص:۳۲۰ طبع اسلامک پبلشرز لاہور، عربی ترجمہ الحجاب، ص:۳۰۳-۳۰۵ طبع موسسة الرسالة بيروت، ص:۲۶۔
[۲] من مجموعه رسائل في الحجاب السفور، دارالافتاء ص:۳۷ من حجاب ابن تيمية بتحقيق البانی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ حقائق کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین ثم آمین

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ:

اس سلسلہ میں جن اہلِ علم و تقویٰ نے اظہار کیا انہی میں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ بھی ہیں جن کی ایک کتاب خاص اسی موضوع پر ہے۔ ”حجاب المرأة ولباسها في الصلوٰة“ جس میں انہوں نے نماز اور غیر نماز کے تمام حالات میں عورت کے لباس کی تفصیلات انتہائی محققانہ و فاضلانہ انداز سے رقم فرمائی ہیں۔ اور عام ساتر و پردہ دار لباس کی تفصیلات کے علاوہ خاص چہرے کے بارے میں انہوں نے کافی کچھ لکھا ہے اور ان کے کئی اقتباسات بھی ذِکر کیے جاچکے ہیں۔ جب کہ اسی کتاب میں وہ خاص حجاب و نقاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

”إِنَّمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ عَلَى النِّسَآءِ لِئَلَّا تُرَىٰ وَجُوْهُهُنَّ وَأَيْدِيْهِنَّ“.[۱]

”عورت پر حجاب کا حکم اس لیے نازل کیا گیا تاکہ ان کے ہاتھ اور منہ بے پردہ نہ رہیں (دیکھے نہ جائیں)“۔

علّامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ:

اور ان کے شاگردِ رشید علّامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی آراء اور فتاویٰ بڑے معروف ہیں۔ وہ تو کنیزوں کے لیے بھی وجوبِ حجاب کے قائل ہیں، اور احرام کی حالت میں بھی عورت کے لیے ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ غیر مردوں کی موجودگی میں چہرے کا پردہ کریں اور پھر ان کے یہاں ستر کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ نماز میں ستر،

۲۔ عام حالات میں دوسروں کی نظر کے لیے ستر۔

اور اس تقسیم کے ضمن میں وہ کہتے ہیں کہ عورت گھر میں ننگے منہ نماز پڑھ سکتی ہے۔ لیکن

[۱] للتفصیل الاعلام الموقعین:۱/۲/۶۱، تھذیب السنن علی العون:۵/۲۸۲،۲۸۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

غیر محرم مردوں کے سامنے ننگے منہ نہیں آسکتی۔[۱]

شیخ محمد صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ محمد صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اہلِ تقویٰ علماء میں سے تھا۔ موصوف نے پردے کے موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس کا سببِ تالیف بیان کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں:

”إِعْلَمْ أَيُّهَا الْمُسْلِمُ اِنَّ اِحْتِجَابَ الْمَرْأَةِ عَنِ الرِّجَالِ الْأَجَانِبِ وَتَغْطِيَةُ وَجْهِهَا أَمْرٌ وَاجِبٌ دَلَّ عَلَى وُجُوْبِهِ كِتَابُ رَبِّكَ تَعَالَى وَسُنَّةُ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَالْإِعْتِبَارِ وَالصَّحِيْحُ وَالْقِيَاسِ الْمُطَرد“.[۲]

”اے مسلمان! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ غیر مردوں کی موجودگی میں عورت کا پردہ کرنا اور چہرے کو ڈھانپنا ایک واجب امر ہے اور اس کے وجوب کے دلائل تیرے رب کی کتاب قرآنِ کریم اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و عمل، اعتبار صحیح اور قیاس مطرد میں موجود ہیں“۔

آگے پھر انہوں نے وہ تمام دلائل نقل کیے ہیں، جن میں سے تقریباً سبھی ہم ذِکر کر چکے ہیں۔[۳]

شیخ ابو بکر الجزائری رحمۃ اللہ علیہ:

ایسے ہی مسجدِ نبوی کے واعظ اور مدینہ یونیورسٹی کے دراسات علیا کے پروفیسر شیخ ابو بکر جابر الجزائری جو منہاج اسلام اور وھذه سيرة حبيبك يا محب جیسی شہرۂ آفاق کتابوں کے

[۱] بدائع الفوائد:۲/۳/۱۴۲-۱۴۳۔

[۲] عن المجموعة، ص:۸۳، كتاب المرأة المسلمه، ص:۹، احكام فقيه حول الحجاب والاماء الطبيعية، طبع دار الافتاء۔

[۳] المرأة المسلمه، ص:۹-۲۸ وعن المجموعه، ص:۸۳-۱۰۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مؤلف ہیں۔ انہوں نے عورت اور پردہ کے موضوع پر ایک کتابچہ فصل الخطاب في المرأة والحجاب لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے ایک جگہ پہلے سورۂ نور میں وارد تعلیمات کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی معاشرہ کی طہارت و پاکیزگی کو برقرار رکھنے اور اسے زنا جیسی فحاشی و غلاظت سے پاک رکھنے کے لیے بارہ متعدد وسائل بتائے ہیں اور انہی وسائل میں سے ہی ایک یہ پردہ بھی ہے اور یہ وسیلہ محض ایک عام سا وسیلہ ہی نہیں بلکہ مذکورہ غرض کے لیے سب سے زیادہ مفید اور قوی تر وسیلہ ہے جسے اگر اللہ تعالیٰ نے نہ بھی نازل کیا ہوتا تو بھی عقل اسے ضرور واجب قرار دے دیتی۔

آگے چل کر وجوب الحجاب علی المرأة المسلمة کا عنوان قائم کرکے حجاب کے بارے میں لکھا ہے:

”فَإِنَّهٗ وَاجِبٌ عَلَى الْمَرْأَةِ الْمُسلِمَةِ وُجُوْبًا عَيْنًا لَا يَسَعُهَا تَرْكُهَا بِحَالٍ مَادَامَتْ لَمْ تَقْعُد عَنِ الْحَيْضِ وَالْحَمْلِ وَالنِّكَاحِ.[۱]

”یہ حجاب و پردہ مسلمان عورت پر فرضِ عین ہے اور اسے وہ کسی بھی حال میں ترک نہیں کرسکتی، سوائے اس کے کہ وہ بڑھاپے کے اس پہر میں جا پہنچے جہاں حیض و حمل اور نکاح کی طلب سب ختم ہو جاتے ہیں“۔

اور آگے صرف قرآنِ کریم کے ہی چھ مقامات سے وجوبِ حجاب کے دلائل ذِکر کیے ہیں جو ہم ذِکر کر چکے ہیں۔

مفتیٔ عالمِ اسلام شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ:

ایسے ہی دورِ حاضر کے مفتیٔ عالمِ اسلام اور تمام مکاتبِ فکر کے یہاں برابر قابلِ احترام

[۱] نص الخطاب: ۲۶-۳۴ رسالے کی اشاعت سے قبل موصوف وفات پا گئے ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات کے لیے ہماری کتاب ”امام العصر علّامہ ابن باز“ ملاحظہ فرمائیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شخصیت شیخ عبد العزیز ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس موضوع پر ایک مختصر مگر جامع مانع قسم کا مقالہ لکھا ہے جو حكم السفور و الحجاب کے عنوان سے مستقل رسالے کی شکل میں بھی شائع ہو چکا ہے، اور اس موضوع سے تعلق رکھنے والے رسائل اور کتابچوں کے مجموعے "مجموعة رسائل في الحجاب والسفور" میں شائع ہوا ہے۔ اس میں موصوف ایک جگہ لکھتے ہیں:

"اے مسلمانو! اللہ کے بتائے ہوئے اسلامی آداب کو اپناؤ اور اللہ کا حکم مانو اور اپنی عورتوں پر حجاب لازم کرو کیونکہ یہ طہارت و پاکیزگی کا سبب اور نجات و سلامتی کا ذریعہ ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب کی آیت ۵۹ میں فرمایا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵۹ ﴾

"اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور تمام مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنے اوپر بڑی چادریں اوڑھ لیں۔ اس طرح یہ زیادہ متوقع ہے کہ وہ پہچانی جائیں گی اور انہیں ستایا نہ جائے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا غفور و رحیم ہے"۔

وہ لکھتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عام عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی چادریں اپنے جسمانی محاسن یعنی بالوں اور چہرے وغیرہ پر ڈال لیں۔ تاکہ عصمت و عفت والی پاک دامن عورتوں کے طور پر پہچانی جائیں۔ حتیٰ کہ وہ فتنہ و بگاڑ کا موجب نہ بننے پائیں اور نہ ہی انہیں کوئی چھیڑنے کی جرأت یا ستانے کی جسارت کر سکے اور نہ ہی انہیں کوئی تکلیف پہنچے"۔[۱]

[۱] الرسالہ، ص:۵۴، و المجموعة، ص:۵۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موصوف اسی رسالہ میں تھوڑا آگے چل کر ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ سورۂ نور آیت ۶۰ میں ارشادِ الٰہی ہے:

"﴿وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۶۰﴾

"اور عورتوں میں سے وہ خواتین جو بڑھاپے کی اس منزل کو پہنچ چکی ہوں جنہیں نکاح کی طلب ہی نہیں رہتی۔ ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنی چادر اتار سکتی ہیں۔ لیکن اس سے ان کا مقصد سنگھار دکھانا نہیں ہونا چاہیے، اور اگر وہ حیاداری و عفت مآبی اختیار کریں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے"۔

اس ارشادِ الٰہی میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ بوڑھی عورتیں جو نکاح کی عمر سے گزر چکی ہیں، ان پر گناہ نہیں ہے کہ وہ اگر اپنا بناؤ سنگھار دکھانے کے چکر میں نہ ہوں تو وہ اپنے ہاتھوں اور چہرے کا پردہ اتار سکتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو عورت زیب وزینت کی نمائش کے چکر میں ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے ہاتھوں، چہرے یا جسم کے کسی دوسرے حصے کا پردہ اتار سکے۔ بلکہ اس ارادہ سے ایسا کرنا گناہ ہے۔ چاہے وہ بوڑھی ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ مثل مشہور ہے کہ:

"كل ساقطة لها لاقطة"

"ہر گری ہوئی چیز کو کوئی نہ کوئی اٹھا ہی لیتا ہے"۔

اور پھر زیب وزینت کی نمائش اس عورت کو فتنہ و بگاڑ تک پہنچا دیتی ہے، اگرچہ وہ عورت بوڑھی ہی کیوں نہ ہو، اور جب ایک بوڑھی اور عمر رسیدہ وخزاں دیدہ عورت کا یہ حال ہے تو اگر کوئی جوان وخوبرو عورت ایسے کرلے تو پھر کیا عالم ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلاشبہ جوان عورت کے زیب وزینت کی نمائش کرنے سے اس کے فعل کا گناہ بہت ہی بڑا۔ اس کی سزا بہت ہی زیادہ اور اس کے اس فعل سے پیدا ہونے والا فتنہ و بگاڑ فزوں تر ہو گا“۔ [۱]

اس طرح کسی کی طرف سے وارد ہونے والے ایک استفتاء یا سوال کا جواب دیتے ہوئے اپنے ایک فتویٰ میں شیخ ابن بازؒ نے لکھا ہے:

”تمہارے لیے اور کسی بھی دوسری عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ غیر مسلم ممالک میں یا مسلم ممالک میں بے پردہ نکلے بلکہ مسلم ممالک میں بھی بے پردہ نہ نکلے بلکہ مسلم یا کافر غیر محرم مردوں سے حجاب و پردہ واجب ہے“۔

حجاب سے موصوف کی مراد چہرے کا حجاب و پردہ ہے۔ کیونکہ سوال کرنے والی خاتون کے الفاظ اس بات کی دلیل ہیں۔ اس نے سوال ہی یہ کیا تھا کہ غیر ممالک میں سفر کے دوران کیا میں منہ ننگا کر لوں اور حجاب اتار پھینکوں؟۔ [۲]

موصوف نے اپنے متعدد فتاویٰ میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ عورت کا شرعی حجاب وہی ہے جس میں اس کے سارے جسم کے ساتھ ساتھ سر کے بال، ہاتھ اور چہرہ بھی پردے میں ہو۔ [۳]

اس سلسلہ میں کئی دیگر مفتی حضرات اور علماء کرام کے اقوال و فتاویٰ نقل کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن اب ہم انہی پر اکتفاء کرتے ہیں تاکہ اب کچھ وقت ہم دوسرے فریق کے دلائل اور ان کے تجزیہ کو بھی دے سکیں۔ جن کے نزدیک ہاتھ اور چہرہ ستر نہیں۔

[۱] الرسالۃ، ص:۵۴، المجموعۃ، ص:۵۴، ۵۵۔

[۲] انظر فتاویٰ ابن باز، جزء أول، ص:۱۸۹ کتاب الدعوۃ موسستہ الدعوۃ الریاض۔

[۳] فتاویٰ اسلامیہ:۳/۲۱۰ وما بعد، طبع دار القلم بیروت۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فریقِ ثانی کے دلائل اور ان کا تجزیہ

اس دوسرے فریق سے تعلق رکھنے والے حضرات کے نزدیک یہ نہیں کہ پردہ کرنا ہی نہیں چاہئے۔ بلکہ ان کا کہنا ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کو مقامِ ستر میں شمار نہ کیا جائے اور چہرے کے پردے کو واجب قرار نہ دیا جائے۔ البتہ سلف صالحین کے طریق پر چلتے ہوئے چہرے کا بھی پردہ کیا جائے تو یہ افضل ہے۔

ان کا استدلال بھی قرآن و سنت میں وارد بعض نصوص سے ہی ہے۔ جن کے بارے دو حرفی فیصلہ تو بعض اہلِ علم نے یہ دیا ہے کہ ان کے دلائل یا تو سنداً صحیح نہیں اگرچہ لفظاً صریح ہیں۔ لہٰذا وہ قابلِ حجت و استدلال نہیں ہیں، یا پھر کچھ دلائل ایسے ہیں جو سند کے اعتبار سے تو صحیح ہیں لیکن ان میں اس بات کی صراحت نہیں کہ چہرہ اور ہاتھ مقامِ ستر نہیں، یعنی وہ صحیح تو ہیں مگر صریح نہیں۔ اس فریقِ ثانی کے دلائل پر اس مجمل سے تبصرے کے بعد آیئے ان کے دلائل کی نصوص کا مطالعہ کریں۔

پہلی دلیل:

ان کی پہلی دلیل بھی سورۂ نور کی آیت ۳۱ کے الفاظ ﴿اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا﴾ سے تعلق رکھنے والی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر ہے، اور جیسا کہ چہرے کے پردہ کا موضوع شروع کرتے وقت بھی ہم نے ذِکر کیا تھا کہ آیتِ نور کے ان الفاظ ﴿اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا﴾ سے فریقین نے ہی استدلال کیا ہے۔ البتہ فریقِ اول نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر لی ہے۔ جس کی تائید دیگر آیات و احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ جب کہ فریقِ ثانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما والی تفسیر پر بنیاد رکھی ہے اور اس کی تائید میں بعض دیگر روایات بھی پیش کی ہیں:

> ”غرض حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ﴿وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا﴾ سے مراد یہ ہے کہ عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو خود

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بخود ظاہر ہو یا ظاہر ہو جائے“۔

اور خود بخود ظاہر ہو، اس سے مراد چہرہ اور ہاتھ لیے گئے ہیں۔ جیسا کہ سنن کبریٰ بیہقی میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ان الفاظِ قرآنیہ کی تفسیر میں فرمایا:

”ما فی الوجه والكفين“

”کہ جو کچھ چہرے پر اور ہاتھ میں ہے“۔

امام ابن جریر طبریؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ہی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آیتِ نور کے ان الفاظ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”الكحل و الخاتم“.[۱]

”(جو خود بخود ظاہر ہو جائے) اس سے مراد سرمہ اور انگوٹھی ہے“۔

تو گویا کبھی ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر چہرہ اور ہاتھ، اور کبھی سرمہ اور انگوٹھی، اور کبھی یہ سب اعضاء واشیاء۔

اسے بنیاد بنا کر فریقِ ثانی کا کہنا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما جنہیں ترجمان القرآن اور حبرِ امت کہا جاتا ہے، ان کے نزدیک جب مراد یہ اعضاء ہیں تو ان کا پردہ ان کے مقاماتِ ستر میں سے نہ ہونے کی وجہ سے واجب نہ ہوا، اور صحابی کی تفسیر حجت ہوتی ہے۔

پھر فریقِ ثانی کا کہنا ہے کہ سورۂ نور کی آیت ۳۰ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾

”مؤمنوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں“۔

[۱] بیہقی و طبری:۱۸/۸۴ بحوالہ حجاب البانی،ص:۱۸، ابن کثیر:۳/۲۸۳، واللباب،ص:۵۷،۸۳ ونقل عن السندی، اسنادہ ضعیف جدًا بل منکر۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ان الفاظ میں ان کے بقول اس بات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ عورت کے جسم کا کوئی نہ کوئی حصہ تو کھلا رہتا ہو گا- جس کی طرف نظر کا جانا ممکن ہے- لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مؤمن مردوں کو حکم فرمایا کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھیں اور وہ کھلا حصہ چہرے اور ہاتھوں کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ اس طرح اس فریقِ ثانی نے چہرے اور ہاتھوں کو مقاماتِ ستر سے خارج قرار دیتے ہوئے ان کا پردہ واجب نہیں صرف افضل سمجھا ہے۔

تجزیہ:

یہاں آپ کو یاد دلا دیں کہ ان الفاظ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور متعدد تابعین و اہلِ علم سے بالتفصیل ذِکر کر چکے ہیں کہ ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد عورت کے کپڑے ہیں، نہ کہ بعض اعضاءِ جسم، جیسا کہ اضواء البیان میں علاّمہ شنقیطی نے زینت پر لغوی واصولی بحث کرتے ہوئے تفسیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ہی ترجیح دی ہے۔[۱]

ہم ان تفسیری تفصیلات کا اعادہ کرنا تحصیلِ حاصل سمجھتے ہیں۔ لہٰذا اس سے صرفِ نظر کرتے ہوئے فریقِ ثانی کی اس دلیل کا تجزیہ پیش کرتے ہیں یا بالفاظِ دیگر تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مختلف وجوہ سے جائزہ لیتے ہیں۔

اولاً:

یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد یہ ہے کہ نزولِ حجاب سے پہلے عورتوں کی حالت یہ ہوتی تھی کہ وہ چہرہ اور ہاتھ ننگے رکھتی تھیں اور جب حکمِ حجاب نازل ہو گیا تو چہرے کا پردہ بھی واجب ہو گیا۔

اہلِ علم و تحقیق میں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور دورِ حاضر کے محققین میں سے شیخ ابن باز اور شیخ محمد صالح عثیمین رحمہما اللہ نے بھی امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف ہی اختیار کیا ہے۔

[۱] انظر اضواء البیان:۶/ ۱۹۸-۲۰۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ موصوف ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کہ اس سے مراد عورت کے کپڑے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کہ اس سے مراد چہرہ اور ہاتھ ہیں۔ان ہر دو کے اقوال ذِکر کرنے کے بعد اپنی تحقیق پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فابن مسعود ذكر آخر الامرين وابن عباس ذِكر أول الامرين".

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نزولِ حجاب کے بعد کی حالت ذِکر کی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نزولِ حجاب سے پہلے کی حالت بیان کی ہے"۔[۱]

اور یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس تفسیر میں نزولِ حجاب سے پہلے کی حالت بیان کی ہے۔اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ ان سے ہی نزولِ حجاب کے بعد کی حالت کے بارے میں بھی ایک اثر مروی ہے۔ جس میں تفسیرِ طبری کے مطابق علی بن ابو طلحہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"أمر الله نسآء المؤمنين إذا خرجن من بيوتهن فى حاجة أن يغطين وجوههن من فوق رؤوسهن بالجلابيب ويبدين عينًا واحدةً".[۲]

"اللہ نے مؤمن عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام سے اپنے گھروں سے نکلیں تو اپنے سروں کا کپڑا لٹکا کر اپنے چہروں کا پردہ کرلیں اور صرف (راستہ دیکھنے کے لیے) ایک آنکھ ننگی رہنے دیں"۔

طبری کی روایت کردہ اس اثر کی سند پر بھی بعض کبار محدثینِ کرام نے کلام کیا ہے اور اسے

[۱] انظر حجاب ابن تیمیه، تحقیق البانی،ص:۱۵،۱۸، مجموع الفتاوی:۲۲/۱۰۹،۱۱۱، حکم السفور والحجاب لابن باز،ص:۸،۹، والمرأة المسلمة لابن عثیمین،ص:۲۵،۳۱،۳۲۔

[۲] تفسیر طبری:۲۲/۳۳، حجاب البانی،ص:۴۱، حاشیه وحکم السفور والحجاب لابن باز،ص:۸،۹، المسلمة الحجاب للعثیمین،ص:۱۴،۱۵، تفسیر ابن کثیر:۳/۵۱۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضعیف قرار دیا ہے۔[۱]

غرض حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے چہرے اور ہاتھوں والی تفسیر کی ایک توجیہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ اس اثر میں انہوں نے نزولِ حجاب سے پہلے کی حالت کا تذکرہ کیا ہے۔[۲]

ثانیاً:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس تفسیر کی دوسری توجیہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس تفسیر میں ان کی مراد وہ زینت ہو جس کو ظاہر کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ جیسا کہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر القرآن میں ذِکر کیا ہے۔ چنانچہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد تفسیر یعنی چہرہ، ہاتھ اور انگوٹھی بیان کرنے اور اس سے ملتے جلتے الفاظ کے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عطاء، عکرمہ، سعید بن جبیر، ابو شعثاء، ضحاک اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ وغیرہ اہلِ علم سے بھی ملنے کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وهٰذا يحتمل أن يكون تفسيرًا للزينة التى نهين عن ابدائها".[۳]

"اور احتمال ہے کہ یہ اس زینت کی تفسیر ہو جس کا اظہار کرنا عورتوں کے لیے منع کیا گیا ہے"۔

جیسا کہ ابو اسحاق سبیعی نے ابو الاحوص کے طریق سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور اس احتمال کی تائید بھی اسی اثر سے ہوتی ہے جو تفسیر طبری کے حوالہ سے ابھی ہم نے ذِکر کیا ہے کہ خود ابن عباس رضی اللہ عنہما نے چہرے کا پردہ کرنے اور صرف ایک آنکھ ننگی رکھنے کو مؤمن

[۱] حجاب البانی دیکھیے۔

[۲] وقد تكلم عليه الألباني في تعليقه على حجاب ابن تيميه، ص:۱۸، ۱۹۔

[۳] ابن كثير:۳/۲۸۳ دار المعرفة بيروت، المرأة المسلمه للعثيمين، ص:۳۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کے لیے اللہ کا حکم قرار دیا ہے۔

ثالثاً:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی تفسیر کے بارے میں ان پر دو احتمالات میں سے اگر کسی ایک کو بھی تسلیم نہ کیا جائے تو پھر یہ کہنا پڑے گا کہ ان کی تفسیر حجت ہی نہیں کہ جسے قبول کرنا واجب ہو۔ کیونکہ ان کی یہ تفسیر صرف اس شکل میں واجب القبول حجت ہوتی جب ان کا معارض و مخالف دوسرا کوئی قول نہ ہو، اور جب دو صحابیوں سے الگ الگ تفسیر مروی ہے تو پھر ترجیح اسے ہی دی جاسکتی ہے جسے دوسرے خارجی دلائل قابلِ ترجیح قرار دیں۔

اور اس مسئلہ میں ایسا ہی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر مختلف ہے۔ انہوں نے ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر چہرے اور ہاتھوں کی بجائے چادر اور کپڑوں سے کی ہے۔ لہٰذا ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی تفسیروں میں سے جو راجح تر ہے۔ اس پر عمل کرنا واجب ہے اور راجح تر تفسیر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہی ہے۔ جیسا کہ اس کی تفصیل فریقِ اول کے دلائلِ قرآنیہ میں سے دلیلِ اول کے ضمن میں ذِکر کی جاچکی ہے، اور انہی کی تفسیر اسلامی تعلیمات سے قریب تر ہے، اور اسی میں فحاشی کا سدّباب اور معاشرے کی اصلاح و طہارت کا راز پنہاں ہے۔

ایک اشکال:

اب رہا اس اشکال کا حل کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیت ۳۰ میں جو مؤمن مردوں کو حکم فرمایا ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾

”مؤمنوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھیں“۔

تو ان الفاظ سے بلاوجہ ایک اشکال پیدا کر لیا گیا ہے کہ جب مؤمنوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کے جسم کا کوئی نہ کوئی حصہ تو ننگا رہتا ہی ہو گا۔ جس سے نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ازالۂ اشکال:

یہ دراصل بلاوجہ کا پیدا کردہ ایک اشکال ہے۔ ورنہ در حقیقت ان الفاظ سے ایسا کوئی مفہوم کشید کرنے کی کوئی گنجائش نہیں، اور نہ ہی اکثر اہلِ علم میں سے کسی نے کیا ہے- بلکہ علماءِ تفسیر نے لکھا ہے کہ یہ حکم عام ہے- تاکہ اگر کسی عورت کا چہرہ بے توجہی کی وجہ سے ننگا ہو اور کسی کی نظر پڑ جائے تو وہ اپنی نگاہیں جھکا لے، یا پھر کوئی عورت نافرمانی پر اتر آئی ہو اور وہ زیب و زینت کی نمائش کر رہی ہو اور ایسے بے پردہ و نیم عریاں حالت میں ہو تو نظر پڑتے ہی جھکا لیں تاکہ اس کے حسنِ آوارہ کے فتنوں سے بچا جا سکے۔[۱]

دوسری دلیل:

اس فریقِ ثانی کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جو سنن ابی داوٗد و سنن کبریٰ بیہقی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتی ہیں کہ (ان کی بہن) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ جب کہ وہ باریک کپڑے کا لباس پہنے ہوئے تھیں۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض کیا اور (اس حدیث میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ يَصْلُحْ (لَمْ تَصْلُحْ) لَهَا أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا، وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ.»[۲]

”اے اسماء! جب کوئی عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لیے یہ صحیح نہیں ہے کہ اس

[۱] انظر

[۲] أبوداؤد مع العون:۱۱/۱۶۱، بیہقی:۲/۲۸۲،۲۸۳، و ۷/۸۶، الحجاب للالبانی،ص:۲۱-۲۳، و قرطبی:۱۲/۲۲۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے اعضاءِ جسم میں سے اس اور اس کے سوا کچھ نظر نہ آئے اور یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنے چہرۂ اقدس اور دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ فرمایا"۔

فریقِ ثانی کا کہنا ہے کہ اس حدیث کی رو سے عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ چہرہ اور ہاتھ ننگے رکھ لے اور یہ اعضاء مقامِ ستر نہیں ہیں۔

جائزہ:

ان کی یہ دلیل اگر صحیح سند سے مروی ہوتی تو اس اختلافی مسئلے میں فیصلہ کن ثابت ہوتی۔ جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ محدثین کرام نے اس کی سند پر کلام کیا ہے اور اسے کئی وجوہات کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے، اور تو اور خود امام ابوداؤد رحمہ اللہ اس کتاب کو کتاب اللباس: باب فيما تبدى المرأة من زينتها میں روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا مرسل خالد بن دريك لم يدرك عائشة".[١]

"یہ روایت مرسل ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے راوی خالد بن دریک نے انہیں نہیں پایا"۔

جب خالد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں پایا مگر بلاواسطہ ان سے روایت بیان کر دی ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ یہاں خالد اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مابین انقطاع پایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ سند منقطع ہے، اور حدیث مرسل اور ضعیف ہے۔

امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو اپنی سنن الکبریٰ میں دو مقامات پر روایت کیا ہے اور انہوں نے بھی امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے اس کا مرسل ہونا نقل کیا ہے، اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اس حدیث کو وارد کرنے کے بعد لکھا ہے:

[١] أبوداؤد مع العون:١١/١٦٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اسے امام ابو داؤد اور ابو حاتم رازی رحمہا اللہ نے مرسل کیا ہے اور بتایا ہے کہ خالد بن دریک نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث نہیں سنی“۔ واللہ اعلم۔[۱]

محدث کبیر حافظ عبدالحق اشبیلیؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی یہی بات کہی ہے اور اس سند میں قتادہ کا خالد بن دریک سے عنعنہ بھی ہے۔ جب کہ وہ مدلس ہے۔[۲]

اور اس روایت کے ضعف کا دوسرا سبب یہ ہے کہ تلخیص السنن میں امام منذری رحمہ اللہ نے کہا ہے:

”اس حدیث کی سند میں ایک راوی سعید بن بشیر ہے جو نزیل دمشق اور بنی نصر کا آزاد کردہ غلام ابوعبدالرحمٰن سعید بن بشیر النصری ہے۔ اس پر کئی محدثین نے کلام کیا ہے“۔[۳]

ابن مہدی نے اس راوی کو متروک شمار کیا۔ امام احمد، ابن معین، امام بخاری کے استاد ابن المدینی اور صاحبِ سنن امام نسائی رحمہم اللہ نے اس راوی کو ضعیف کہا ہے۔[۴]

حافظ ابو بکر جرجانی نے اس حدیث کے بارے میں ذِکر کیا ہے:

”میرے علم کے مطابق اس روایت کو قتادہ سے سعید بن بشیر کے سوا کسی نے بیان نہیں کیا اور وہ بھی تو خالد بن دریک عن عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں اور کبھی عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں“۔[۵]

[۱] ابن کثیر:۳/۲۸۳۔

[۲] جامع التحصيل في أحكام المراسيل للعلائي صلاح الدين: ۱/۳۶۳، و تهذيب التهذيب: ۳/۸۷، واللباب، ص:۳۹، حكم السفور و الحجاب لابن باز، ص:۹۔

[۳] بحوالہ عون المعبود:۱۱/۱۶۲۔

[۴] المرأة المسلمة للعثيمين، ص:۳۲۔

[۵] بحوالہ عون المعبود أيضًا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہوگی کہ محدثین کرام نے ان کے حافظہ پر بطورِ خاص کلام کیا ہے۔ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ سے عبدالقادر حبیب اللہ السندی نے نقل کیا ہے اور انہوں نے علّامہ ذہبیؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس راوی کو منکر الحدیث قرار دیا ہے اور عبداللہ بن نمیر کا قول نقل کیا ہے۔ جس میں وہ کہتے ہیں کہ سعید بن بشیر قتادہ سے منکر روایات بیان کرتا ہے اور ابوزرعہ نے الضعفاء میں کہا ہے:

''لا يحتج به''. ''یہ قابلِ حجت راوی نہیں''۔

یہی بات ابوحاتم رازی نے بھی کہی ہے۔[۱]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب التھذیب میں ان سعید بن بشیر کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس سند میں قتادہ کا خالد بن دریک سے عنعنہ بھی ہے۔ جب کہ وہ مدلس ہے۔[۲]

اس حدیث کے بعض شواہد کا دعوی:

ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے اپنی کتاب ''الحلال والحرام في الاسلام'' میں زیرِ بحث حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

''اس حدیث میں تو ضعف پایا جاتا ہے، البتہ اسے بعض وہ احادیث تقویت پہنچاتی ہیں جو بگاڑ سے امن کی شکل میں چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنے کی اباحت کا پتہ دیتی ہیں''۔[۳]

جب کہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے شیخ صالح الفوزان نے الاعلام میں لکھا ہے:

''ہم موصوف سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس حدیث کو تقویت پہنچانے والی جن صحیح

[۱] اللباب، ص:۳۹ نقله من السندی، وانظر أضواء البيان للشنقيطي:۶/۵۹۷۔
[۲] تقریب، ص:۱۸۴، طبع شرکۃ السنۃ لاہور، حکم السفور والحجاب لابن باز، ص:۹۔
[۳] الحلال والحرام، ص:۱۵۱۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

احادیث کا انھوں نے دعویٰ کیا ہے، ان کا تعین کریں اور وہ حدود بتائیں جن میں فتن و بگاڑ سے امن میں رہا جاسکتا ہو، اور وہ بھی اجنبی و غیر محرم عورت کو دیکھتے وقت“۔[۱]

چند دیگر شواہد:

اسی مذکورہ حدیث کو غاية المرام في تخريج احاديث الحلال والحرام میں شیخ البانیؒ نے شواہد کی بنا پر حسن درجہ کی قرار دیا ہے، اور عہدِ نبوی ﷺ میں خواتینِ اسلام کے عمل کو بھی اس کا شاہد و موید باور کروایا ہے۔ جس کی حقیقت کچھ تو فریقِ اول کے دلائل کے ضمن میں گزر چکی ہے اور اس دعویٰ کا کھوکھلا پن فریقِ ثانی کے دلائل کے جائزے کے ضمن میں بھی ظاہر ہو جائے گا۔

لیکن آیئے پہلے ان شواہد کو دیکھیں جن کی طرف شیخ موصوف نے غاية المرام میں اشارہ کیا ہے اور اپنی دوسری کتاب ”حجاب المرأة المسلمة“ میں تفصیل ذِکر کی ہے۔ وہاں حاشیہ پر انھوں نے مذکورہ حدیث کے ضعف پر دلالت کرنے والا امام ابوداؤد اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ کا کلام نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ حدیث بعض دوسرے طرق سے بھی مروی ہے جن سے یہ قوت اختیار کر جاتی ہے۔

پہلی شاہد حدیث اور اس کا جائزہ:

ان میں سے پہلا طریق مراسیل ابی داؤد میں ہے جن میں قتادہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الْجَارِيَةَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ يَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا وَجْهُهَا

[۱] الاعلام، ص:۶۵،۶۶ اردو ترجمہ، ص:۶۲،۶۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَيَدَاهَا إِلَى الْمَفْصَلِ».[۱]

”لڑکی جب بالغ ہو جائے تو اس کے چہرے اور گٹوں تک ہاتھوں کے سوا اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آنا ٹھیک نہیں ہے“۔

یہ حدیث مرسل ہے جو اقسامِ ضعیف میں سے ایک ہے۔

عدمِ حجیت مراسیل:

مرسل حدیث ضعیف احادیث کی اقسام میں سے ایک ہے جو ناقابلِ حجت و استدلال ہوتی ہے۔ جیسا کہ علّامہ ابن حزمؒ نے اپنی کتاب ”الاحکام فی اصول الأحکام“(۲/۱۶۹) میں لکھا ہے:

”مرسل وہ حدیث ہوتی ہے جس کی سند کے رواۃ میں سے نبیٔ اکرم ﷺ اور رواۃ کے مابین سے ایک یا زیادہ راوی ساقط ہوں۔ اسے ہی منقطع بھی کہا جاتا ہے اور ایسی حدیث غیر مقبول ہوتی ہے اور اس سے حجت قائم نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کی سند کا ساقط شدہ راوی مجہول ہوتا ہے“۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے مقدمہ مسلم میں لکھا ہے:

”الْمُرْسَلُ مِنَ الرِّوَايَاتِ فِي أَصْلِ قَوْلِنَا، وَقَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ لَيْسَ بِحُجَّةٍ“.[۲]

”مرسل روایت ہمارے اور علمِ حدیث کے ماہرین علماء کے بقول حجت نہیں ہے“۔

[۱] الدر المنثور للسيوطي:۵/۴۲، الحجاب للالبانی،ص:۲۴، وانظر مراسل أبي داؤد،ص:۱۷۵ طبع معہد الشریعہ والصناعہ کوٹ ادو، ابن تیمیہ اکیڈمی لاہور، تحقیق مولانا محمد عبدہ الفلاح۔

[۲] بحوالہ مقدمہ مراسل أبي داؤد للفلاح،ص:۵، مسلم مع النووي:۱/۱/۱۳۲۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس موضوع کی تفصیل متعلقہ کتب میں دیکھی جا سکتی ہے۔[۱]

دوسری شاہد حدیث:

زیرِ بحث حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تقویت پہنچانے والی جو دوسری حدیث یا اس حدیث کا دوسرا طریق ذِکر کیا گیا ہے، وہ سنن کبریٰ بیہقی میں ہے جس میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو ان کے پاس ان کی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیٹھی تھیں جو شامی کپڑے کا کھلی کھلی آستینوں والا لباس پہنے ہوئے تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا تو اٹھ کر باہر چلے گئے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایک طرف ہو جاؤ، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہے۔ وہ ایک طرف ہو کر جا بیٹھیں، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں دوبارہ داخل ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کیوں گئے تھے؟ آپ نے فرمایا:

"تم اس (اسماء) کی حالت نہیں دیکھ رہی ہو؟" (اور فرمایا)

«إِنَّهُ لَيْسَ لِلْمَرْأَةِ الْمُسْلِمَةِ أَنْ يَبْدَ وَمِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا».

"کسی مسلمان عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس کے اعضاءِ جسم میں سے اس اور اس کے سوا کچھ ظاہر ہو"۔

تجزیہ:

اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد خود امام بیہقی رحمہ اللہ نے ہی کہا ہے:

"واسناده ضعيف". "کہ اس کی سند ضعیف ہے"۔

البتہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بعض دیگر صحابہ کے زینتِ ظاہرہ سے متعلق آثار

[۱] مقدمہ مراسیل أیضًا، ص:۵،۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(کہ وہ چہرہ اور ہاتھ میں) کو نقل کر کے لکھا ہے:

”ان آثار کے ساتھ مل کر بات قوی ہو جاتی ہے اور تہذیب سنن بیہقی میں علّامہ ذہبی رحمہ اللہ نے امام بیہقیؒ کی موافقت کی ہے“۔[۱]

بیہقی کی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث کو مجمع الزوائد میں علّامہ ہیثمیؒ نے طبرانی کبیر اور اوسط کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی ابن لہیعہ ہے۔ جس کی حدیث حسن ہے اور دیگر تمام رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں۔

یہ علّامہ ہیثمیؒ کے الفاظ ہیں جب کہ یہ ابن لہیعہ عام محدثین کرام کے نزدیک معروف متکلم فیہ راوی ہے۔ بہر حال یہ دو طریق توحجاب المرأۃ المسلمہ کے مؤلف نے نقل کیے ہیں۔

تیسری شاہد حدیث:

جب کہ اس حدیث کا ایک اور طریق تفسیر ابن جریر طبری میں بھی مروی ہے۔ اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«دَخَلَتْ عَلَيَّ اِبْنَةُ أَخِيْ لِأُمِّيْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ طُفَيْلٍ مُزَيَّنَةً فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَاعْرَضَ عَنْهَا».

”ماں کی طرف سے میرے بھائی عبد اللہ بن طفیل کی بیٹی زیب و زینت کیے میرے پاس آئیں۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا“۔

اور آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ویسے ہی الفاظ منسوب کیے ہیں- جیسے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما والی حدیث میں گزرے ہیں۔[۲]

[۱] التهذيب:۱/۳۸، بحوالہ الحجاب للالبانی، ص:۲۴،۲۵۔

[۲] تفسیر طبری:۱۸/۱۱۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جائزہ:

اس طریق کے بارے میں علّامہ ڈاکٹر عبدالقادر سندھی (بوقتِ تحریر ڈاکٹر صاحب زندہ تھے لیکن ۱۹۹۹ء میں وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ رحمة واسعة) لکھتے ہیں کہ اس طریق کی سند تین وجوہات کی بنا پر سخت ضعیف ہے۔

اولاً:

یہ کہ اس کی سند کا ایک راوی حسین جس کا نام سفيد بن داؤد المصيصي المحتسب ہے۔ اسے امام ابو داؤد و نسائی نے ضعیف و غیر ثقہ قرار دیا ہے اور علّامہ ذہبیؒ نے اسے اپنی کتاب ديوان الضعفاء والمتروكين میں وارد کیا ہے۔[۱]

ثانیاً:

اس کی سند کے ضعیف ہونے کا دوسرا سبب ایک دوسرا راوی حجاج بن محمد العور المصیصی بھی ہے، جو اختلاطِ فاحش میں مبتلا ہو گئے تھے اور جب ابن معین نے اختلاط کرتے دیکھا تو اپنے بیٹے سے کہا:

”لا يدخل عليه أحدا“.

”کوئی شخص اس سے حدیث سننے اور لکھنے کے لیے اس کے پاس تک نہ جائے“۔

ثالثاً:

تیسرا سبب اس روایت کی سند میں پایا جانے والا انقطاع ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن جریج نے بیان کیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں پایا، اور اس پر مستزاد یہ کہ ابن جریج پر تدلیس التسوية کا الزام ہے۔ جو تدلیس کی بدترین قسم ہے، اور

[۱] انظر میزان الاعتدال:۲/۲۲۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین العلائی نے جامع التحصیل في أحکام المراسیل (۵۳۸/۲) میں امام بخاریؒ کے استاد ابن المدینیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابن جریج کسی ایک بھی صحابی سے نہیں ملے۔[۱]

فنی نقطۂ نظر سے ان کے طرق کی یہ حالت ہے اور اب آیئے آپ کو ان کے بارے میں بعض کبار محدثین کا فیصلہ بتائیں:

فیصلہ:

اس فریقِ ثانی نے دوسری دلیل کے طور پر حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے واقعہ پر مشتمل ابو داؤد و بیہقی والی جو حدیث پیش کی ہے۔اس کے ضعف کی کچھ تفصیل تو گزر چکی ہے۔اس کے بارے میں ابو حاتم رازی کہتے ہیں:

”یہ روایت تو متابعات اور شواہد کے طور پر پیش کیے جانے کے قابل ہی نہیں۔ چہ جائیکہ یہ محدثین کرام کے نزدیک حجت و دلیل بننے کا مقام حاصل کر سکے، اور جب کہ اس کی سند کا یہ حال ہے تو یہ چہرے اور ہاتھوں کے مقامِ ستر نہ ہونے کی دلیل کیا بن پائے گی“۔[۲]

ایسے ہی دوسرے محدث حافظ صلاح الدین العلائی جامع التحصیل في أحکام المراسیل میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے واقعہ والی حدیث اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی والی حدیث دونوں کو ذِکر کر کے ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

”یہ دونوں روایتیں متابعات و شواہد کے طور پر پیش کیے جانے کے قابل بھی نہیں۔ چہ جائیکہ یہ حجت و دلیل بن سکیں اور اگر یہ اسناد کے اعتبار سے صحیح بھی ہیں تب

[۱] للتفصیل اللباب، ص:۴۱-۴۲۔

[۲] بحوالہ اللباب، ص:۳۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بھی یہ شاذ و غیر محفوظ ہیں۔ جب کہ ان کی اسناد کے ضعف کا تو وہ عالم ہے جو ذِکر کیا گیا اور (حقیقت یہ ہے کہ) اس سلسلہ میں کوئی ایک بھی مرفوع حدیث صحیح نہیں ہے"۔[۱]

ضعف کا ایک اور سبب:

فریقِ ثانی کی دوسری دلیل اور اس کے طرق کے ضعف کا ایک اور سبب یہ بھی ہے کہ خالد بن دریک کے طریق سے مروی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے واقعہ والی حدیث ان احادیث و آثار کے بھی مخالف و معارض ہے جن میں سے ایک میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ہم احرام کی حالت میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتیں، مردوں کے قافلے ہمارے قریب سے گزرنے لگتے، تو ہم سر سے کپڑا گرا کر چہرے کا پردہ کر لیتیں"۔[۲]

ان کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ایک دوسری حدیث میں بیان کرتی ہیں:

"ہم احرام کی حالت میں مردوں سے اپنے چہرے کا پردہ کرتی تھیں"۔[۳]

ان دونوں احادیث کو پیشِ نظر رکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر خالد بن دریک والی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے واقعہ پر مشتمل حدیث صحیح ہوتی اور اس پر عمل کیا جا رہا ہوتا تو عورتیں غیر مردوں سے اپنے چہرے نہ ڈھانپتیں۔ خاص طور پر جب کہ وہ احرام کی حالت میں ہوتیں، مگر ایسا نہیں ہے بلکہ وہ تو احرام میں بھی مردوں سے چہرے ڈھانپ لیتی تھیں۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ مذکورہ حدیثِ خالد صحیح و معمول بہ نہیں ہے۔

[۱] جامع التحصیل:۲/۵۳۸، بحوالہ اللباب، ص:۴۲۔
[۲] سنن ابی داؤد، حدیث:۱۸۳۳، ابن ماجہ، حدیث:۲۹۳۵، مسند أحمد:۶/۳۰۔
[۳] وقد مر بحوالہ مستدرك حاكم:۱/۴۵۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علیٰ وجه التنزل:

اگر علیٰ وجه التنزل یہ مان ہی لیا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور معمول بہ رہی ہے تو پھر اسے حکمِ حجاب کے نازل ہونے سے پہلے کے دور پر محمول کیا جائے اور نزولِ حجاب سے اس کے حکم کو منسوخ تسلیم کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ مذکور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی احادیث سے پتہ چلتا ہے، اور جب وہ احرام کی حالت میں غیر مردوں سے چہروں کا پردہ کرتی تھیں تو احرام کے علاوہ عام حالت میں بالاولیٰ پردے کا حکم ہوگا۔[۱]

صرف اسی پر بس نہیں بلکہ اہلِ علم کے نزدیک خالد بن دریک والی حدیث سے حجاب کے عدمِ وجوب پر ایک اور اصول کی رو سے بھی استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

ایک اصول:

اصول یہ ہے کہ چہرے کے پردے کو واجب ثابت کرنے والے دلائل، مسئلہ کو اس کی اصل سے منتقل کر کے دوسرے حکم تک لے جانے والے ہیں اور چہرے کو ننگا رکھنے کے جواز پر دلالت کرنے والی حدیث مسئلہ کو اس کے اصل حکم پر ہی قائم رکھنے والی ہیں۔ ایسے ہی علمائے اصول کے نزدیک معروف و طے شدہ بات یہ ہے کہ اصل حکم سے منتقل کرنے والے دلائل مقدم ہوں گے اور یہ اس لیے کہ اصل تو یہی ہے کہ کسی چیز کو اس کی حالتِ اصلیہ پر ہی باقی رہنے دیا جائے، اور اگر کوئی ایسی دلیل مل جائے جو اسے اصل سے منتقل کر کے دوسرے حکم تک لے جائے تو یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اصل پر نئی ناقل دلیل کا حکم وارد ہوگیا ہے اور اس نے اصل کو بدل دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کہا جاسکتا ہے کہ ناقل کے پاس زیادہ علم ہے اور وہ ہے اصلی حکم میں تغیر و تبدل کو ثابت کرنا اور ثابت کرنے والا نفی کرنے والے پر مقدم ہوتا ہے:

”وَالْمُثْبِتُ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّافِي“.

[۱] الصارم المشهور للتويجرى، بحواله اللباب، ص:۴۵-۴۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چہرے کے پردے سے تعلق رکھنے والے دلائل کے سلسلہ میں اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ دونوں طرف ایک جیسے دلائل ہیں۔ تب بھی یہ مذکور توجیہہ اجمالی و ثابت ہے۔ جس سے چہرے کے حجاب کا وجوب ہی سامنے آتا ہے۔[۱]

اس اصول کے پیشِ نظر بات تو یہیں مکمل ہو جاتی ہے کہ چاہے فریقِ ثانی کے دلائل بھی فریقِ اول جیسے ہی کیوں نہ ہوں۔ پلّہ فریقِ اول کا ہی بھاری رہے گا۔ کیونکہ:

"الناقل عن الأصل مقدم"

"اصل سے منتقل کرنے والا حکم ہی مقدم ہوتا ہے"۔

لیکن ہم چاہتے ہیں کہ فریقِ ثانی کی طرف سے پیش کیے جانے والے دیگر دلائل بھی ذِکر کر دیں اور ان کا جائزہ لیں تاکہ علمی امانت ادا ہو جائے۔

تیسری دلیل:

فریقِ ثانی کی تیسری دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم، نسائی، دارمی، بیہقی اور مسند احمد میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

«شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْعِيدِ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ فَأَمَرَ بِتَقْوَى اللهِ وَحَثَّ عَلَى طَاعَتِهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ، ثُمَّ مَضَى حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ»

"میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نمازِ عید کے لیے حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و اقامت کے بغیر ہی خطبہ سے پہلے نمازِ عید پڑھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا سہارا لیے (خطبہ کے لیے) کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو

[۱] انظر المرأة المسلمة الحجاب للعثيمين، ص:۳۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

تقویٰ و خشیتِ الٰہی اور اطاعتِ الٰہی کا حکم فرمایا اور لوگوں کو وعظ و تذکیر کی۔ پھر آپ ﷺ عورتوں کے پاس چلے گئے اور انہیں بھی وعظ و نصیحت فرمائی“۔

اور عورتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

«تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ، فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ، فَقَالَتْ: لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟»

”بکثرت صدقہ کیا کرو، کیونکہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن بننے والی ہیں۔ عورتوں کے وسط میں بیٹھی ہوئی ایک عورت، جس کے گال پچکے ہوئے اور سیاہی مائل تھے - اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (اکثر عورتیں - جہنم کا ایندھن) کیوں ہوں گی؟“۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لِأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ»

”وہ اس لیے کہ تم شکوہ و شکایت بکثرت کرتی ہو اور شوہروں کی ناشکر گزار ہوتی ہو“۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ، يُلْقِيْنَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ أَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ».[۱]

”عورتوں نے اپنے زیورات میں کانوں کی بالیاں اور انگوٹھیاں صدقہ کرنا شروع کر دیں“۔

[۱] بحوالہ الحجاب للالبانی، ص:۲۵،۲۷، مسلم مع النووی:۳/۶/۱۷۵،۱۷۶، صحیح سنن نسائی،حدیث:۱۴۸۴، دار داء الغلیل:۶۴۶ بحوالہ صحیح نسائی:۱/۳۴۵۔

www.KitaboSunnat.com

طریقۂ استدلال:

یہ حدیث فریقِ ثانی کی تیسری دلیل ہے اور اس میں محلِ استدلال واستشہاد حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے وہ الفاظ ہیں جن میں وہ اس عورت کے چہرے کا یہ وصف بیان کرتے ہیں کہ وہ پچکے ہوئے سیاہی مائل گالوں والی عورت تھی۔

عدم وجوبِ حجاب کے قائلین کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی واضح دلیل موجود ہے کہ چہرے کا پردہ واجب نہیں اور اگر چہرے کا پردہ واجب ہوتا تو اس عورت نے بھی چہرہ چھپایا ہوا ہوتا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس کے بارے میں یہ نہ کہہ سکتے کہ وہ پچکے ہوئے سیاہی مائل گالوں والی عورت تھی۔اس کا چہرہ ننگا تھا۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا اور یہ الفاظ کہے۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عورت کو اس حال میں دیکھنا اور نکیر و ممانعت نہ کرنا بلکہ غیر مردوں کی موجودگی میں اسے اسی حالت پر برقرار رہنے دینا۔چہرہ ننگا رکھنے کے جواز کی دلیل ہے۔یعنی اس حدیث کے وہ الفاظ جن میں وہ (جابر رضی اللہ عنہ) نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے والی ایک عورت کے بارے میں کہتے ہیں:

«فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ، فَقَالَتْ»

”عورتوں کے وسط (درمیان) میں سے ایک پچکے ہوئے سیاہی مائل گالوں والی عورت نے کہا“۔

ان کا کہنا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کا چہرہ دیکھا، تبھی تو ایسا کہا، اور پھر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکیر نہ کرنا ”جوازِ کشف“ کی دلیل ہے۔

یہ ہے اس حدیث سے ان کا طریقۂ استدلال جس پر کئی اعتراضات وارد ہوتے ہیں اور اس میں کئی جھول پائے جاتے ہیں۔لہٰذا ہم اس حدیث کا جائزہ لیتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تیسری دلیل کا تجزیہ:

ان کی اس تیسری دلیل کا مجمل سا جواب تو یہ ہے کہ یہ حدیث تو صحیح ہے لیکن چہرہ ننگا رکھنے کے جواز پر صراحت سے دلالت نہیں کرتی۔ یعنی صحیح تو ہے لیکن صریح نہیں ہے۔ بلکہ اس میں کئی احتمالات پائے جاتے ہیں۔

پہلا احتمال:

یہ کہ وہ عورت عمر رسیدہ ہو جن کے لیے احکامِ پردہ میں خود اللہ تعالیٰ نے کافی حد تک تخفیف و نرمی فرمادی ہے۔ جیسا کہ سورۂ نور کی اس آیت ۶۰ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۶۰﴾

”اور وہ عمر رسیدہ عورتیں جو نکاح کرنے کی عمر سے تجاوز کر چکی ہوں۔ وہ اگر پردے کی چادریں اتار دیں تو ان پر کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ ان کا یہ فعل اظہارِ زیب وزینت کے لیے نہ ہو، اگر وہ (اس عمر میں بھی) حیاء داری و پردہ اختیار کریں تو ان کے لیے بہتر ہے، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے“۔

اور اگر وہ عورت ایسی عمر رسیدہ تھی تو اس کا چہرہ کھولے ہوئے ہونا عام عورتوں کے لیے دلیل نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اسے تو خود اللہ تعالیٰ نے اس کی گنجائش دی ہے۔

دوسرا احتمال:

اس حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ میں دوسرا احتمال یہ بھی پایا جاتا ہے کہ یہ واقعہ نزولِ حجاب یعنی پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے رونما ہوا ہو۔ اگر ایسا ہو تب یہ واقعہ اس مسئلہ میں دلیل نہیں بن سکتا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تیسرا احتمال:

اس میں ایک تیسرا احتمال یہ بھی ہے کہ وہ عورت کنیزوں اور خصوصاً ایسی کنیزوں میں ہو جنہیں چہرے کے پردے میں بعض شرائط کے ساتھ نرمی کا حکم دیا گیا ہے (جیسا کہ تفصیل ذِکر کی جاچکی ہے)۔ اور اگر وہ عورت عام کام کاج میں مصروف رہنے والی کنیزوں میں سے ہی تھی تو بھی اس واقعہ سے دلیل لینا صحیح نہیں ہے۔[۱]

یہ احتمالات: ان وارد کردہ تین احتمالات میں سے جو یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہوگا۔ اس کا تو قائلینِ جوازِ کشف نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ واقعہ نزولِ حجاب سے پہلے کا نہیں بلکہ نزولِ حجاب کے بعد کا ہے اور حجاب المرأۃ المسلمہ کے مؤلف (علّامہ ناصر الدین البانی) نے اپنی اس کتاب میں دو احادیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ واقعہ نزولِ حجاب کے بعد کا ہے۔[۲]

جب کہ شیخ محمد صالح العثیمینؒ نے اپنی پردہ سے متعلقہ کتاب میں لکھا ہے:

”حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ میں مذکورہ واقعہ عید سے تعلق رکھتا ہے اور عید کی مشروعیت سنہ ۲ھ میں ہوئی۔ جب کہ سورۂ احزاب میں نازل ہونے والے پردہ کے حکم کا نزول سنہ ۲ھ یا سنہ ۳ھ میں ہوا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ واقع نزولِ حجاب سے پہلے کا ہے“۔[۳]

لیکن اگر یہ مان ہی لیا جائے کہ یہ واقعہ نزولِ حجاب کے بعد کا ہے۔ تب بھی بات نہیں بنتی کیونکہ دوسرے دو احتمال پھر بھی باقی رہ جاتے ہیں اور معروف اصولی قاعدہ ہے:

”مَا تَطَرَّقَ إِلَيْهِ الْإِحْتَمَالَ سَقَطَ بِهِ الْإِسْتَدْلَالَ“.

[۱] از افادات شیخ السندی بحوالہ اللباب، ص:۴۷۔

[۲] حجاب المرأۃ، ص:۲۵-۲۶۔

[۳] الحجاب للعثیمین، ص:۳۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جس میں احتمال واقع ہو جائے اس سے استدلال کرنے کی صلاحیت ساقط و ختم ہو جاتی ہے“۔

پھر اسی پر بس نہیں بلکہ شیخ حمود التویجری نے اپنی کتاب الصارم المشہور میں لکھا ہے:

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں اس بات کا ذِکر تو نہیں کہ خود نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو ننگے منہ دیکھا تھا اور نکیر کیے بغیر اسے اس کے حال پر ہی چھوڑ دیا تھا، اور جب یہ بات اس میں مذکور ہی نہیں ہے تو یہ حدیث عورت کے لیے ننگے منہ رہنے کے جواز کی رائے رکھنے والوں کی دلیل بن سکتی ہے؟ اور اگر کسی کو اس دعوے پر اصرار ہو کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو ننگے منہ دیکھا تھا اور اسے اس حال پر برقرار رہنے دیا تھا تو وہ اس بات کی وضاحت پر مبنی کوئی دلیل پیش کرے۔ بات دراصل صرف اتنی ہے کہ اس حدیث میں آمدہ ذِکر کی بنا پر زیادہ سے زیادہ صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کا ننگا چہرہ دیکھا اور اس کے چہرے کا وصف بیان کر دیا ہو گا، اور یہ بھی محض اس لیے ہو گیا ہو گا کہ اس عورت کا پردہ بلا قصد و ارادہ اس کے چہرے سے اٹھ گیا ہو گا۔ ورنہ یہ تو نہیں کہ عورتیں ہوتی ہی ننگے منہ تھیں، اور نہ ہی یہ کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس عورت کا ننگا چہرہ دیکھا ہو“۔

یہ بات صرف ایک مفروضہ ہی نہیں کہ بلا قصد و ارادہ اس عورت کا چہرہ کھل گیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی نظر پڑ گئی، بلکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے والی اس عورت کو صرف حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دیکھنے اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسے نہ دیکھنے کی باقاعدہ دلیل خود حدیث شریف میں موجود ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس واقعہ کے دیگر راویانِ کرام:

نبیٔ اکرم ﷺ کے اس خطبۂ مبارک کی روایت صرف حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی نہیں بلکہ دیگر کئی صحابہ کرام سے بھی مروی ہے۔ جن میں سے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے اسماءِ گرامی بطورِ خاص قابلِ ذِکر ہیں۔ ان سب صحابہ کرام نے نبیٔ اکرم ﷺ کا وہ خطبہ تو بیان کیا ہے اور آپ ﷺ کا عورتوں کو وعظ کرنا بھی روایت کیا ہے۔ لیکن ان میں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی دوسرے صحابی نے اس عورت کا ننگے منہ ہونا اور اس کے گالوں کا پچکے ہوئے اور سیاہی مائل ہونا بیان نہیں کیا، اور یہ چیز اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس عورت کو ننگے منہ دیکھنے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ منفرد یا اکیلے ہیں۔ جبکہ اس واقعہ یا وعظ و خطبہ کو بیان کرنے والے دوسرے صحابہ بھی ہیں۔ لیکن کسی نے اس عورت کے چہرے کے ننگا ہونے کا اشارہ تک نہیں دیا۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پانچ ہیں۔

(۱) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت:

مسند احمد اور مستدرک حاکم میں نبیٔ اکرم ﷺ سے سوال کرنے والی عورت کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں:

«فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لَيْسَتْ مِنْ عِلْيَةِ النِّسَآءِ».[۱]

”ایک عورت نے کہا جو اشراف عورتوں میں سے نہیں تھی“۔

ان الفاظ کے بعد انہوں نے بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ جیسی ہی روایت بیان کی ہے۔ تو گویا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیانِ واقعہ کے ضمن میں یہ بات روایت نہیں کی کہ وہ عورت ننگے منہ تھی اور نہ ہی اس کے رخساروں کی حالت و کیفیت بیان کی ہے۔

[۱] بحوالہ اللباب، ص:۴۸، والصارم المشهور۔

www.KitaboSunnat.com

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

اس واقعہ سے متعلقہ دوسری روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جو صحیح مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ اور مسند احمد میں ہے۔ اس میں وہ عورت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

«فقالت امراة منهن جزلة».[۱]

"ان میں سے ایک "جزلہ" عورت نے کہا"۔

اس سے آگے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ جیسا ہی ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طرح اس عورت کے رخساروں کا کوئی وصف بیان نہیں کیا بلکہ اس عورت کو "جزلة" کہا۔

اور "جزلة" کا معنی ماہرینِ لغت نے جو بیان کیا ہے اس سے وہ بات نہیں بنتی جو قائلینِ کشف بنانا چاہتے ہیں، کیونکہ ابن الأثیر نے امرأة جزلة کا معنیٰ:

"أی تامة الخلقة ويجوز أن تكون ذات كلام جزل أی قوی شديد".

"جزلہ عورت سے مراد مکمل خلقت والی عورت، اور ہو سکتا ہے کہ وہ عورت بولنے میں قوی وشدید اندازِ گفتگو والی ہو"۔

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے:

"جزله أی ذات عقلٍ و رأيٍ".

"جزلہ یعنی عقلمند اور صاحبِ رائے عورت"۔

اور ابن درید نے کہا ہے:

[۱] بحوالہ اللباب، ص:۴۹، صحیح أبوداؤد، حدیث:۳۹۱۳، ابن ماجہ، حدیث:۴۰۰۳، مسلم مع نووی:۱/۲/۶۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"الجزالة العقل والوقار".

یعنی "عقل ودانش والی باوقار عورت"۔

ان سب معانی سے وہ بات کشید کرنا ممکن نہیں جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں وارد ہوئی ہے۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

اس خطبہ و واقعہ کو بیان کرنے والے تیسرے صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں - جن کی روایت صحیح بخاری و مسلم، ابوداؤد و نسائی اور مسند احمد میں ہے- ان کی روایت میں ان کے الفاظ یہ ہیں:

«فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا مِنْهُنَّ».[۱]

"ان عورتوں میں سے کسی نے کچھ نہیں کہا۔ بس صرف ایک عورت نے کہا"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی جو دیکھا ہے بیان کر دیا ہے، اور انہوں نے بھی اس عورت کے ننگے منہ ہونے کا کوئی تذکرہ نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے دوسری عورتوں کے بارے میں کچھ کہا ہے کہ وہ ننگے منہ ہوں، اور یاد رہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نمازِ عید میں شریک ہونے کا واقعہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے آخری مہینوں میں پیش آیا تھا (تو گویا اس وقت تک اس روایت کی رو سے بے نقابی و بے حجابی نہیں آئی تھی)۔

(۴) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت:

اس واقعہ کو بیان کرنے والے چوتھے راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کی روایت صحیح بخاری و مسلم اور دیگر کتبِ حدیث میں موجود ہے۔[۲]

[۱] بخاری مع الفتح:۲/۴۶۶،۴۶۷، و مسلم مع النووی:۳/۶/۱۷۲، وبحوالہ بالا۔
[۲] كما في اللباب،ص:۴۹ نقلاً عن التويجري، وانظر مسلم مع انووی:۳/۶/۱۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن ان کی روایت میں اس عورت کی طرف اشارہ تک نہیں ملتا۔

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

اور اس خطبہ و واقعہ کو بیان کرنے والے پانچویں صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی روایت مسلم و ترمذی اور مسند احمد میں ہے، انہوں نے بھی صرف اتنا کہا ہے:

«فَقَالَتِ أَمْرَأَةٌ مِنهُنَّ».[۱]

"کہ ان میں سے ایک عورت نے کہا"۔

اس سے آگے انہوں نے بھی اسی طرح واقعہ بیان کیا ہے، جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے، اور کسی عورت کا چہرہ ننگا ہونے کا اس میں کوئی ذِکر تک نہیں۔

نتیجہ:

یہ پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرویات ہیں۔ جنہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طرح ہی اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ لیکن ان میں سے کسی عورت کے ننگے منہ ہونے کا ذِکر نہ کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس بیان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ منفرد ہیں اور ان کا عورت کو دیکھ لینا کسی طرح بھی جوازِ کشف کی دلیل نہیں بن سکتا۔ کیونکہ ان کے دیکھ لینے سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی حالت میں اس عورت کو دیکھا اور خاموشی اختیار فرما کر اسے سندِ جواز مہیا فرمائی ہو۔ ایسا تو ہرگز نہیں ہے۔

اگر بفرضِ محال مان ہی لیا جائے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس عورت کو بے حجاب دیکھا ہے اور بلا نکیر کیسے خاموشی اختیار فرمائی، تو بھی اس امر کو ان دو میں سے کسی ایک پر محمول کیا جائے گا ۔ (جن کا ذِکر ہم پہلے بھی کر آئے ہیں کہ) پہلی بات تو یہ کہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے پیش آیا ہوگا، اور دوسری بات یا دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ ممکن ہے وہ عورت ایسی عمر رسیدہ

[۱] اللباب أيضًا، صحيح ترمذی، حدیث:۲۱۰۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواتین میں سے ہو جو نکاح کے داعیہ کی عمر سے گزر چکی ہوں اور جنھیں اللہ نے بھی پردے کے معاملہ میں کچھ تخفیف فرمائی ہے۔ بشرطیکہ وہ زیب وزینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں، اور جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث کے بارے میں کئی ایک احتمالات پائے جاتے ہیں تو پھر مذکورہ مسئلہ میں اسے دلیل بنانا صحیح نہ رہا۔ کیونکہ اصولی قاعدہ ہے:

”مَا تَطَرَّقَ إِلَيْهِ الْإِحْتِمَالَ سَقِطَ بِهِ الْإِسْتِدْلَالَ“.

”جس میں احتمال واقع ہو جائے اس سے استدلال ساقط ہو جاتا ہے“۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال اور اس کے تجزیہ کی تفصیل شیخ حمود التویجری کی کتاب الصارم المشهور میں علّامہ شنقیطی کی تفسیر اضواء البیان، جلد ۱، ص:۵۹۷-۵۹۹ پر، اور اللباب في فرضية النقاب، ص:۴۶-۵۰ پر دیکھی جاسکتی ہے۔

چوتھی دلیل:

فریقِ ثانی کی عدم وجوبِ حجاب ونقاب پر چوتھی دلیل وہ حدیث ہے جس میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برادرِ عم زاد حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک واقعہ مذکور ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری ومسلم، ابوداؤد ونسائی، ابن ماجہ و بیہقی، مسند احمد اور محلی ابن حزم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

”(حجۃ الوداع کے موقعہ پر دس ذوالحجہ یعنی) یومِ نحر کو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے اپنی سواری پر بٹھایا ہوا تھا، اور فضل رضی اللہ عنہ خوبرو جوان تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ رکے اور لوگوں کے سوالوں کا جواب دینے لگے۔ وہیں قبیلہ بنی خثعم کی ایک خوبصورت عورت بھی آگئی۔ فضل رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا اور انہیں اس عورت کا حسن بہت بھایا۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ فضل رضی اللہ عنہ اسے دیکھ رہے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فاخلف بيده فاخذ بذقن الفضل فعدل وجهه عن النظر إليها.

”نبیٔ اکرم ﷺ نے فضلؓ کو ٹھوڑی سے پکڑا اور ان کا منہ دوسری طرف پھیر دیا تاکہ وہ اس عورت کو دیکھ نہ پائیں“۔

اس حدیث میں آگے یہ مذکور ہے کہ اس عورت نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ!

ان فريضة الله في الحج على عباده أدركت أبي شيخًا كبيرًا لايستطيع أن يستوي على الراحلة فهل يقضي عنه أن أحج عنه؟

”اللہ کی طرف سے اس کے بندوں پر عائد کردہ فریضۂ حج میرے باپ پر اس وقت فرض ہوا جب کہ وہ انتہائی ضعیف العمر ہو گیا۔ حتیٰ کہ وہ سواری پر بھی بیٹھا نہیں رہ سکتا۔ اگر میں اس کی طرف سے حج کرلوں تو کیا یہ اس کی طرف سے ہو جائے گا؟“

اس پر نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

”نعم“.[۱] ”ہاں“۔

جب کہ یہی واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ترمذی و مسند احمد، زوائد المسند اور الاحادیث المختارہ للضیاء المقدسی میں بھی مروی ہے۔ اس کی سند کو امام ترمذیؒ نے حسن صحیح کہا ہے اور محدث البانیؒ نے بھی اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔

وجہِ استدلال:

اس روایت میں ایک خاص بات یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کرنے کا یہ واقعہ (دس ذوالحجہ یا) یومِ نحر میں رمی کر چکنے کے بعد قربانی کے وقت پیش آیا تھا، اور اس روایت سے یہ نتیجہ

[۱] البخاري وللفظ له مع الفتح:۸/۱۱ و ۴/۶۶-۶۷ و ۳۷۸۳، و مسلم مع النووي:۵/۹/۹۷-۹۸، صحيح ترمذی:۲۴۷۲، و بحواله اللباب، ص:۵۱، و حجاب المرأة المسلمه، ص:۲۸، صحيح أبي داؤد، حديث:۱۵۹۴، ابن ماجه:۲۹۰۷، ۲۹۰۹، الموطا، باب الحج عمن عنه:۱/۲۵۹ حديث۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بھی اخذ کیا جاتا ہے کہ اس عورت کا سوال کرنا ایسے وقت تھا جب کہ وہ حالتِ احرام میں نہیں تھی۔[۱]

اس واقعہ سے بھی قائلین جوازِ کشف استدلال کرتے ہیں کہ عورت کا چہرہ مقامِ ستر نہیں، اور بقول علّامہ ابن حزم (۲۱۸/۳) اگر چہرہ مقامِ ستر ہوتا تو نبیٔ اکرم ﷺ اس عورت کو لوگوں کے مابین ننگے منہ نہ رہنے دیتے۔ بلکہ حکم فرماتے کہ سر سے کپڑا گرا کر پردہ کرے، اور اگر اس کا چہرہ ڈھانپا ہوا ہوتا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ نہ جان پاتے کہ وہ خوبرو ہے یا بد صورت۔[۲]

ایسے ہی فتح الباری میں ابن بطال سے بھی حافظ ابن حجرؒ نے نقل کیا ہے:

"انہوں نے بھی اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ عورت کے لیے چہرے کا پردہ کرنا فرض نہیں ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے اس دعویٰ پر ان کا تعاقب بھی کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی یہ بات محل نظر ہے"۔[۳]

الغرض اس حدیث میں مذکور واقعہ سے فریقِ ثانی نے مذکورہ انداز سے دلیل لی ہے۔

چوتھی دلیل کا تجزیہ:

علّامہ ابن حزم اور ان کے دیگر ہمنواؤں کے اس استدلال پر دوسرے اہلِ علم نے ان کا تعاقب کیا ہے۔

(۱) علّامہ موصوف کے الفاظ پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرید امین الهنداوی نے اللباب في فرضية الحجاب میں لکھا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس عورت کے لیے ننگے منہ رہنے کو کہاں برقرار رہنے دیا ہے، اور اس حدیث کے الفاظ یا مفہوم یا اقتضاءِ نص کسی سے بھی برقرار

[۱] انظر حجاب الالبانی، ص:۲۷-۲۹، صحیح ترمذی، حدیث:۷۰۲۔
[۲] بحوالہ بالا۔
[۳] فتح الباری:۱۱/۱۰، و ردّ الالباني على الحافظ في الحجاب، ص:۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہنے دینے کا پتہ نہیں چلتا بلکہ ''فقه النظر في الاسلام'' میں شیخ محمد ادیب کے بقول:

''اس حدیث کا عام مفہوم تو اس بات کو اور پختگی دیتا ہے کہ غیر محرم عورت کو دیکھنا ناجائز ہے اور نبیٔ اکرم ﷺ کا اپنے برادرِ عم زاد کے فعل پر عملاً نکیر کرنا (یعنی ٹھوڑی سے پکڑ کر ان کا منہ گھما دینا) اس پر مستزاد ہے اور اس حدیث کی رو سے وہ عورت حالتِ احرام میں تھی۔ لہٰذا اس کا اپنے چہرے کو نبیٔ اکرم ﷺ کے سامنے ننگا کر لینا اس کے لیے اس وقت جائز تھا، اور آپ ﷺ کا عملی طور پر فضل رضی اللہ عنہ کے فعل پر نکیر کرنا بگاڑ کا سبب بننے والی نظر کے سدِ باب کے لیے تھا، اور اس حدیث میں کوئی ایسی بات نہیں جو چہرے اور ہاتھوں کو ننگا رکھنے کے جواز کا اشارہ دیتی ہو''۔ [۱]

(۲) الحلال والحرام في الاسلام (بحواله اللباب ص:۵۴) میں ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے جب اس واقعہ کو دلیل بنایا تو الاعلام... میں شیخ صالح الفوزان نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا:

''موصوف کا اس واقعہ سے غیر محرم عورت کے چہرے کو دیکھنے کے جواز پر استدلال کرنا نہایت عجیب بات ہے۔ کیونکہ یہ حدیث تو اس کے برعکس عدم جواز پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فضل رضی اللہ عنہ کو دیکھتے نہیں رہنے دیا۔ بلکہ ان کا رخ ہی موڑ دیا، اور اگر یہ جائز ہوتا تو پھر آپ ﷺ ایسا کیوں کرتے؟''

(۳) امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں اس حدیث کے فوائد ذِکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ومنها تحريم النظر إلى الأجنبية ومنها أزالة المنكر باليد لمن أمكنه''. [۲]

[۱] اللباب، ص:۵۲ نقله عن فقه النظر في الاسلام۔

[۲] شرح مسلم نووی:۶/۹/۹۸۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

"ان فوائد میں ایک یہ ہے کہ غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے اور یہ کہ اگر کسی کے لیے ممکن ہو تو برائی کو قوتِ بازو سے مٹانا ضروری ہے"۔

(۴) علّامہ ابن قیمؒ نے اپنی ایک علمی وادبی کتاب روضة المحبين میں حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے واقعہ والی اسی حدیث کو نقل کر کے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی انکار و نکیر کے بارے میں لکھا ہے:

"وَهٰذَا مَنْعٌ وَ إِنْكَارٌ بِالْفِعْلِ فَلَوْ كَانَ النَّظْرُ جَائِزًا لَا قَرَّهٗ عَلَيْهِ".[۱]

"یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ممانعت و نکیر عملی طور پر تھی۔ اگر نظر جائز ہوتی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فضلؓ کو دیکھتا رہنے دیتے۔ لیکن ایسا نہیں ہے"۔

(۵) شیخ عثیمینؒ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

"اگر یہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو کیوں حکم نہ فرمایا کہ وہ پردہ کر لے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ عورت احرام سے تھی اور غیر محرم کی عدم موجودگی میں اس کے لیے ننگے منہ مشروع تھا، اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پردہ کرنے کا حکم فرما دیا ہو۔ کیونکہ اس کا حکم منقول نہ ہونا اس بات کی دلیل تو نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم ہی نہیں دیا تھا"۔[۲]

حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے خثعمی عورت کی طرف دیکھنے اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کا رخ موڑنے کے واقعہ والی حدیث کا جواب شیخ محمد امین شنقیطی نے اپنی تفسیر اضواء البیان میں دو طرح سے دیا ہے۔

[۱] روضة المحبين، ص:۹۲ طبع دار الكتب العلمية بيروت۔
[۲] الحجاب للعثیمین، ص:۳۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أولاً:

یہ کہ اس حدیث کی روایات میں سے کسی میں بھی یہ صراحت وارد نہیں ہوئی کہ وہ عورت ننگے منہ تھی اور نبیٔ اکرم ﷺ نے اسے ننگے منہ دیکھا اور اس حالت پر اسے بر قرار رہنے دیا۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ اس حدیث میں یہ ذِکر آیا ہے کہ وہ عورت خوبصورت تھی۔ جب کہ اس سے یہ لازم تو نہیں آتا کہ وہ ننگے منہ تھی اور نبیٔ اکرم ﷺ نے اسے اسی حالت پر رہنے دیا تھا۔ بلکہ ممکن ہے کہ بلا قصد و ارادہ کہیں اس کے چہرے سے پردہ اٹھ گیا ہو اور بعض لوگوں نے اسے دیکھ لیا ہو، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث کے بارے میں بھی ہم نے وضاحت کی ہے، اور یہ بھی عین احتمال ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس عورت کو پہلے دیکھا ہوا ہو اور وہ جانتے ہوں کہ وہ حسین و جمیل عورت ہے۔ کیونکہ جس وقت فضل رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو دیکھا تھا، اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وہاں موجود نہیں تھے۔ بلکہ انہیں تو نبیٔ اکرم ﷺ نے بوڑھوں بچوں اور عورتوں کے ساتھ رات کے وقت ہی مزدلفہ سے منیٰ روانہ کر دیا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم (بحوالہ مشکوٰۃ ۲/ ۸۰۳ تحقیق البانی)، ایسے ہی ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ (مشکوٰۃ ۲/ ۸۰۳) میں خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

لہٰذا ظاہر ہے کہ یہ واقعہ انہوں نے اپنے بھائی فضل رضی اللہ عنہ سے سنا ہو گا اور انہوں نے بھی یہ تو نہیں کہا کہ وہ عورت ننگے منہ تھی اور ان کا اسے خوبصورت کہنا ممکن ہے - اچانک نظر پڑنے کا نتیجہ ہو یا پھر ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے سے اسے پہچانتے ہوں اور اس پر مستزاد یہ کہ عورت کا حسن تو اس کے باپردہ ہونے کے باوجود اس کے قد و قامت سے ہی معلوم ہو جاتا ہے - جیسا کہ عربی لغت و شعر میں یہ بات معروف ہے۔ لہٰذا ضروری نہیں کہ وہ عورت ننگے منہ ہی ہو۔

ثانیاً:

اس حدیث کا دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ عورت حالتِ احرام میں تھی اور غیر محرم لوگوں کے عدم وجود کی صورت میں اسے چہرہ ننگا رکھنے کی اجازت تھی۔ کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ فضل رضی اللہ عنہ کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوا کسی دوسرے شخص نے بھی اس عورت کو دیکھا ہو اور (نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیچھے سوار ہونے کی وجہ سے) فضل رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا اور نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نہ صرف اسے زبانی منع کیا بلکہ اس کی ٹھوڑی پکڑ کر ان کا چہرہ ہی دوسری طرف پھیر دیا تھا۔ اس عورت کا چہرہ احرام کی وجہ سے ننگا تھا نہ کہ ننگا رکھنے کے جواز کی بنا پر، لہٰذا یہ حدیث قائلینِ کشف جواز کی دلیل نہیں بن سکتی۔[۱]

علّامہ شنقیطی کے ان جوابات سے ملتے جلتے خیالات کا اظہار ہی شیخ تویجری نے الصارم المشهور میں کیا ہے۔ بلکہ غالباً ان کے خیالات انہیں سے اخذ کردہ ہیں۔ لہٰذا انہیں دوہرانے کی ضرورت نہیں۔[۲]

غرض یہ حدیث بھی فریقِ ثانی کے لیے صریح دلیل کا کام نہیں دے سکتی بلکہ اس میں بھی کئی احتمالات پائے جاتے ہیں۔

پانچویں دلیل:

فریقِ ثانی کی پانچویں دلیل صحیح بخاری و مسلم اور بیہقی میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم!

«جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِيْ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ».

"میں اس لیے آئی ہوں کہ اپنے آپ کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حوالے کر دوں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کی طرف سر سے پاؤں تک دیکھا اور پھر سرِ اقدس جھکا لیا"۔

[۱] از اضواء البیان:۶/۶۰۰-۶۰۲۔

[۲] دیکھئے اللباب، ص:۵۳-۵۴، بخاری مع الفتح، حدیث:۵۱۲۱-۵۱۴۹، مسلم مع نووی:۵/۹/۲۱۱، و صحیح ابی داؤد:۱۸۵۶، صحیح ترمذی حدیث:۸۸۸، صحیح نسائی حدیث:۳۱۳۱، ابن ماجہ:۱۸۸۹، مسند احمد: ۵/۳۳۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب اس عورت نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی اس میں رغبت نہیں تو وہ ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی۔[١]

پانچویں دلیل کا تجزیہ:

اس حدیث سے چہرہ ننگا رکھنے پر استدلال کیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ علّامہ امام ابن العربی رحمہ اللہ کے بقول اس حدیث میں پیش آمدہ واقعہ نزولِ حجاب سے پہلے کا ہے اور اگر یہ پہلے کا نہیں تو پھر ہو سکتا ہے کہ وہ عورت پردے سے ہو جیسا کہ ابن العربی سے یہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں منقول ہوا ہے۔[٢]

شیخ فرید الھنداوی کے بقول سیاقِ حدیث کی رو سے یہ بات بعید از امکان لگتی ہے کہ اس عورت نے ہر کس و ناکس کے لیے اپنے چہرے کو کھلا چھوڑا ہوا ہو۔ بلکہ عین امکان ہے کہ اس نے اپنے آپ کو نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں نکاح کے لیے پیش کرتے وقت اپنے چہرے سے نقاب اٹھایا ہو - تاکہ آپ ﷺ اسے چشمِ خود دیکھ کر کوئی فیصلہ کر سکیں، اور شیخ حمود التویجری سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”کئی احادیث کی رو سے ثابت ہے کہ منگنی کی غرض سے عورت کو دیکھنا مباح ہے۔ (جیسا کہ ان میں سے بعض احادیث گزر چکی ہیں) لہٰذا اس مذکورہ حدیث میں منگنی کا ارادہ رکھنے والے شخص کے سوا کسی دوسرے کے سامنے چہرہ ننگا کرنے کے جواز پر دلالت کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ ورنہ یہ چیز حدیث کو بے محل یا نامناسب مقام پر محمول کرنے والی بات ہو گی“۔[٣]

جب کہ اس حدیث کی شرح کے دوران فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے

[١] بخاری مع الفتح:٩/١٨٠-١٨١، و حجاب الالبانی،ص:٢٩۔
[٢] فتح الباری:٩/٢١٠۔
[٣] اللباب،ص:٦٠-٦١۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بڑی عمدہ بحث ذِکر کی ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں:

”اگر عورت سے شادی کا ارادہ ہو تو اس کے اوصاف و محاسن کو بغور دیکھنا جائز ہے۔ اگر یہ پہلے سے منگنی نہ بھی کی ہوئی ہو اور نہ پہلے سے شادی کی رغبت ہو“۔

آگے چل کر خاص نبیٔ اکرم ﷺ کے بارے میں آپ ﷺ کے معصوم ہونے کی بنا پر لکھتے ہیں:

”والذي تحرر عندنا انه ﷺ كان لا يحرم عليه النظر إلى المؤمنات الأجنبيات بخلاف غيره“.[۱]

”ہمارے نزدیک جو بات طے ہے وہ یہ ہے کہ عام مسلمانوں کے برعکس نبیٔ اکرم ﷺ پر مؤمن غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنا حرام نہیں تھا (کیونکہ آپ ﷺ تو معصوم تھے)“۔

حافظ موصوف کی اس بات کو سامنے رکھا جائے تو پھر مذکورہ حدیث سے چہرہ ننگا رکھنے کے جواز پر استدلال کرنا اور بھی غیر منطقی ہو جاتا ہے۔

چھٹی دلیل:

فریقِ ثانی کی چھٹی دلیل بخاری و ابو داؤد، نسائی و بیہقی اور مسند احمد و محلی ابن حزم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث ہے، جس میں وہ نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ اپنے عید پڑھنے کا واقعہ بیان کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ:

”آپ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ عورتوں کی طرف جاتے اور انہیں وعظ کرتے اور ان سے بیعت لیتے ہیں اور صدقہ کرنے کا حکم فرماتے ہیں اور وہ

[۱] فتح الباری:۹/۲۱۰۔

www.KitaboSunnat.com

(صحابیات) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے پر اشیاءِ صدقہ (یعنی کانوں کی بالیاں اور انگوٹھیاں وغیرہ) ڈال دیتی ہیں“۔

اس کی منظر کشی کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِينَ بِأَيْدِيهِنَّ يَقْذِفْنَهُ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ».[۱]

”میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں (اپنے صدقات بالیاں وانگوٹھیاں وغیرہ) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈال رہی تھیں“۔

اس حدیث میں ہاتھوں سے صدقات ڈالنے کے الفاظ سے استدلال کیا گیا ہے۔ (حالانکہ یہ استدلال بہت بے جان سا ہے) کہ ان عورتوں کے ہاتھ ننگے تھے۔ اسی لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دیکھ لیے۔ لہٰذا ہاتھوں اور چہرے کا پردہ واجب نہ ہوا۔ اگر ہوتا تو وہ ان کے ہاتھ نہ دیکھ پاتے۔ بلکہ عورتوں نے ہاتھوں کا بھی پردہ کیا ہوا ہوتا۔ یہ اس فریقِ ثانی کا طریقۂ استدلال ہے۔

چھٹی دلیل کا تجزیہ:

درحقیقت کئی ایک وجوہات کی بنا پر یہ حدیث ان کی دلیل نہیں بن سکتی۔

اولاً:

اس حدیث میں اشارہ تک نہیں ملتا کہ عورتوں کے ہاتھ ننگے تھے اور وہ ننگے ہاتھوں سے صدقہ کے زیورات حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈال رہی تھیں، اور جب ایسی کوئی وضاحت مذکور ہی نہیں تو پھر زبردستی اسے کیوں کشید کیا جائے۔

ثانیاً:

یہ بھی تو عین ممکن ہے کہ عورتوں نے اپنی چادروں میں ہاتھ رکھے یا پردہ طریقہ سے اشیائے

[۱] بخاری مع الفتح:۲/۴۶۵، حجاب الالبانی،ص:۳۱-۳۲، صحیح أبی داؤد حدیث:۱۰۱۱،۱۰۱۲،۱۰۱۳، صحیح نسائی حدیث:۱۴۹۵، ابن ماجہ حدیث:۱۲۷۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صدقہ اس کپڑے میں ڈالی ہوں اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ آج بھی خواتین ایسا کرنا چاہیں یا کرتی ہیں، انہیں کوئی مشکل نہیں آتی اور نہ آسکتی ہے بلکہ چادر کے اندر سے ہی ہاتھ بڑھا کر کچھ بھی کہیں رکھا یا ڈالا جاسکتا ہے۔

ثالثاً:

اس امکان کو بھی ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اس زمانہ کے مروج طریقہ کے مطابق عورتوں نے دستانے پہن رکھے ہوں کیونکہ اس وقت اور آج بھی پردہ دار خواتین میں سے بعض عورتیں پردے کے التزام اور اپنی آسانی کی خاطر اپنے ہاتھوں پر دستانے چڑھا لیتی ہیں اور دستانے پہنے ہوئے ہاتھوں کو بھی ہاتھ ہی کہا جائے گا۔ لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا کہ عورتیں اپنے ہاتھوں سے اشیائے صدقہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں - ان الفاظ کا اطلاق دستانے والے ہاتھوں پر بھی ہوتا ہے۔

رابعاً:

اس حدیث میں تو ہاتھوں سے اشیائے صدقہ گرانے یا ڈالنے کا ذِکر ہے اس سے ایک تو ان ہاتھوں کا ننگا ہونا ہی ثابت نہیں ہوتا، اور اگر مان ہی لیا جائے تو بھی اس حدیث سے چہرہ ننگا رکھنے کے جواز پر استدلال کرنا "دور کی کوڑی لانے" کے مترادف ہے۔

خامساً:

اس حدیث کی تخریج کے بعد حجاب المرأة المسلمة کے مؤلف نے علّامہ ابن حزم (۳/۲۱۷) کا قول نقل کیا ہے - جس میں انہوں نے کہا ہے کہ عورت کے ہاتھ اور چہرہ مقامِ ستر نہیں ہیں - تو اس حجاب و نقاب سے تعلق واضح کردیں کہ اس مسئلہ میں علّامہ ابن حزم رحمہ اللہ کی بات قطعاً ناقابلِ التفات ہے۔ بلکہ نقاب وحجاب اور گانے بجانے ہر دو کے سلسلہ میں موصوف سے دامنِ تحقیق چھوٹ گیا ہے۔ حتیٰ کہ ان کی کتاب "طوق الحمامة" دیکھتے وقت تو یقین کرنا ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ علّامہ ابن حزمؒ جیسے نابغۂ روزگار شخص کی تالیف ہے۔[۱]

مزید تفصیل میں جانا اب مناسب نہیں لگتا۔

ساتویں دلیل:

ایسے ہی جوازِ کشف کے قائلین حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ان کے واقعۂ طلاق سے بھی استدلال کرتے ہیں جس میں صحیح مسلم کی روایت کے مطابق وہ بیان کرتی ہیں:

"ان کے شوہر حضرت عمرو بن حفص نے انہیں تیسری طلاق (طلاقِ بتہ) دے دی۔ وہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: (کہ عمرو چونکہ موجود ہی نہیں لہٰذا) تم ام شریک رضی اللہ عنہا کے گھر میں عدت گزار لو"۔

اور پھر فرمایا:

"ام شریک رضی اللہ عنہا تو بڑی غنی اور سخی صحابیہ ہیں اور ان کے یہاں مہمان بکثرت ہوتے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ اگر کبھی اتفاق سے تمہارا دوپٹہ گر جائے یا پنڈلی سے کپڑا اٹھ جائے تو کوئی شخص تمہارے جسم کا کوئی حصہ دیکھے جسے کسی کا دیکھنا تمہیں ناپسند ہو۔ لہٰذا تم اپنے چچازاد بھائی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر منتقل ہو جاؤ کہ وہ نابینا ہیں اور اگر کبھی دوپٹہ اتار بھی لو گی تو وہ تمہیں نہیں دیکھ سکیں گے۔ تو وہ ان کے گھر منتقل ہو گئیں"۔[۲]

ساتویں دلیل کا تجزیہ:

اس حدیث سے چہرہ ننگا رکھنے کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے اور اس سے استدلال بھی ہر دو فریق نے کیا ہے۔ چہرے کے مقامِ ستر ماننے والوں نے بھی اور چہرے کو مقامِ ستر نہ ماننے والوں

[۱] از افادات التویجری والھنداوي، انظر اللباب، ص:۶۲-۶۳۔

[۲] بحوالہ الحجاب، ص:۳۰-۳۱، مسلم مع نووی:۵/۹۹-۱۰۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے بھی۔

اس حدیث میں جو «إِذَا وَضَعْتِ خِمَارَكِ لَمْ يَرَكِ» آیا ہے۔ یہاں لفظ خمار کے بعد «لَمْ يَرَكِ» کا آنا اس بات کا قرینہ ہے کہ دیکھنے سے سارے جسم اور خصوصاً چہرے کا نہ دیکھنا مراد ہے، اور جیسا کہ غریب الحدیث ابن الاثیر اور فتح الباری سے خمار کی لغوی تشریح ذِکر کی جاچکی ہے کہ اس سے اور الاعتجار سے مراد وہ کپڑا ہے جو سر اور چہرے دونوں کو ہی ڈھانپ لے۔ لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ یہ قائلینِ وجوب کی دلیل ہے نہ کہ قائلینِ جواز کی۔ جیسا کہ موجبین کے دلائل میں سے تیسری حدیث کے تحت بات گزر چکی ہے۔ لہٰذا اس تفصیلی تجزیہ تحصیل حاصل ہے۔

خلاصۂ بحث:

قارئینِ کرام! یہ سات موٹے موٹے دلائل ہیں، فریقِ ثانی کے جن سے انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ عورت کے لیے چہرے کا پردہ واجب نہیں۔ محض افضل و مستحب ہے اور ایسے ہی چند دیگر دلائل بھی ہیں جن سے استدلال کیا جاتا ہے۔[۱]

لیکن ان کی حیثیت بھی کچھ ایسی ہی ہے جیسی کہ ان سات کی ہے۔ لہٰذا ان سے صرفِ نظر کرتے ہیں۔

ان کے برعکس چہرے کے پردے کو واجب قرار دینے والوں کے دلائل بکثرت ہیں۔ جن میں سے بعض ترک کرنے کے باوجود قرآن کے چھ مقامات سے اور پندرہ احادیث سے سات آثارِ صحابہ سے شعیب علیہ السلام کی بیٹی کے عمل اور تفسیر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے متعدد تابعین کے آثار سے، آئمہ وفقہاءِ مذاہبِ اربعہ کے اقوال سے اور اہلِ حدیث علماء سمیت اکیس مختلف علماء کی آراء وتصریحات سے ثابت کیا جاچکا ہے کہ چہرے کا پردہ واجب ہے۔ محض افضل و مستحب نہیں۔

[۱] انظر الحجاب للالبانی، ص:۲۵-۳۳، و اللباب، ص:۳۸-۸۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا تمام مسلمان خواتین اور نوجوان لڑکیوں کو چاہیے کہ وہ پردے کا خصوصی اہتمام کریں اور چہرے پر نقاب رکھیں۔ اسی میں ان کے لیے دین و دنیا کی بھلائی اور عزت و حشمت ہے۔ واللہ الموفق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت کے کار وغیرہ کی ڈرائیونگ کرنے کا حکم

عورتوں کے لیے چہرے کے وجوبِ حجاب ونقاب کی بنیاد پر ہی اہلِ علم نے فتویٰ بھی دیا ہے کہ عورت کے لیے گاڑی چلانا جائز نہیں۔

فتویٰ علّامہ ابن بازؒ

اس سلسلہ میں مفتی عالمِ اسلام شیخ ابن بازؒ لکھتے ہیں:

"الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ أما بعد!

روزنامہ "الجزیرۃ" میں عورت کے گاڑی چلانے کے بارے میں لوگوں نے کافی لے دے شروع کر رکھی ہے۔ حالانکہ یہ بات کسے معلوم نہیں کہ عورت کا ڈرائیونگ کرنا بہت سے ایسے مفاسد کا موجب ہے جو اس کے حق میں لکھنے والوں سے بھی مخفی نہیں، اور ان مفاسد میں سے ہی عورت کے ساتھ حرام خلوت کا وقوع، بے پردگی، مردوں کے ساتھ بے مہابا اختلاط و میل اور اس ناجائز فعل کا ارتکاب بھی ہے جس کی وجہ سے ہی یہ امور حرام قرار دیے گئے ہیں، اور شریعتِ مطہرہ نے ان تمام وسائل و ذرائع کو بھی ممنوع قرار دیا ہے جو کسی حرام کے ارتکاب تک پہنچاتے ہوں اور انہیں بھی حرام کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور عام مؤمنوں کی عورتوں کو گھروں کی چار دیواری کے اندر قرار پکڑنے کا حکم دیا ہے۔ ایسے ہی حجاب وپردہ کرنے اور غیر محرم مردوں کے سامنے زیب وزینت کے اظہار سے اجتناب کرنے کا بھی حکم فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ تمام امور اس اباحیت وفحاشی کا سبب ہیں جو معاشرے کے لیے زہرِ قاتل ہے"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى وَ أَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ أَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ [سورۃ الاحزاب:۳۳]

”اور اپنے گھر میں قرار پکڑو اور اپنا بناؤ سنگھار جاہلیت کی طرح دوسروں کو نہ دکھاتی پھرو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو“۔

نیز فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ [سورۃ الاحزاب:۵۹]

”اے نبی! اپنی بیویوں و بیٹیوں اور مؤمنوں کی عورتوں کو حکم فرما دیجیے کہ وہ اپنے اوپر چادریں اوڑھ لیں تاکہ وہ بآسانی پہچانی جا سکیں اور کوئی انہیں ستانے کے درپے نہ ہو“۔

ایک اور ارشادِ ربّانی ہے:

﴿وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱﴾ [سورۃ النور:۳۱]

”اور مؤمن عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی حفاظت کریں اور اپنی زیب و زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہے، اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیں اور اپنی زینت کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں، اپنے باپوں، اپنے سسروں، اپنے بیٹوں، اپنے شوہروں کے بیٹوں، اپنے بھائیوں، اپنے بھتیجوں، اپنے بھانجوں، اپنی میل جول کی عورتوں، اپنے غلاموں، بے غرض زیر دستوں اور ان بچوں کے جو ابھی عورتوں کے بھیدوں سے واقف نہ ہوئے ہوں، اور وہ زمین پر زور سے پاؤں نہ ماریں کہ ان کی پوشیدہ زینب (پازیب) کا دوسروں کو علم ہو سکے، اور اے مؤمنو! تم سب اللہ کی طرف تائب ہو جاؤ تا کہ تم فلاح و بھلائی پاؤ"۔

جبکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ».[۱]

"کوئی مرد جب کسی عورت کے ساتھ خلوت و تنہائی میں ہوتا ہے تو ان کے مابین تیسرا شیطان آجاتا ہے"۔

شریعتِ مطہرہ نے بے عزتی و رسوائی کا موجب بننے والے تمام وسائل و اسباب سے بھی منع کر دیا ہے۔ جیسے غافل پاک دامن عورتوں پر فحاشی کی تہمت لگانا بھی منع ہے اور اس کی انتہائی سخت سزا مقرر کی گئی ہے۔ تاکہ معاشرے کو ان امور کے عام ہونے سے پاک رکھا جائے جو رسوائیوں کا سبب بنتے ہیں۔

جب کہ عورت کا گاڑی چلانا ان اسباب میں سے ہی ایک ہے جو اس نتیجہ تک پہنچانے والے ہیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ لیکن شریعت کے احکام سے جہالت اور ان امور کے برے نتائج سے لاعلمی، منکرات و ممنوعات تک پہنچانے والی اشیاء کے بارے میں تساہل برتنے کا سبب ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ بکثرت وہ

[۱] صحیح ترمذی حدیث:۹۳۴، مسند احمد:۱/۲۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ جو قلبی امراض میں مبتلا ہوتے ہیں - اباحیت پسندی اور غیر محرم عورتوں کو تاڑنے میں تلذّذ جن کا شیوہ بن چکا ہوتا ہے - ایسے تمام لوگ اور یہ عوامل عورت کی ڈرائیونگ اور اسی طرح کے دوسرے امور میں بلاوجہ و بلا علم نتائج سے لا پرواہ ہو کر غور و خوض کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ جب کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾﴾ [سورۃ الأعراف:۳۳]

”اے نبی! کہہ دیجیے کہ میرے رب نے ظاہر و باطن ہر قسم کی بے حیائی کی باتوں، گناہِ ناحق کی زیادتی و بغاوت کو حرام کیا ہے اور یہ بھی حرام کیا ہے کہ تم کسی ایسی چیز کو اللہ کا شریک بناؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نہیں اتاری اور یہ بھی حرام ہے کہ تم اللہ کے ذمے وہ باتیں لگاؤ جو تم نہیں جانتے ہو“۔

ایک اور فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٦٨﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٦٩﴾﴾ [سورۃ البقرۃ:۱۶۸-۱۶۹]

”اور شیطان کی پیروی مت کرو، وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ وہ تمہیں برائیوں اور فحاشیوں کا حکم دیتا ہے اور اس بات پر برانگیختہ کرتا ہے کہ تم اللہ کے ذمے وہ باتیں لگاؤ جو تم نہیں جانتے ہو“۔

جبکہ نبیٔ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ارشادِ گرامی ہے:

«مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ».[1]

[1] بخاری مع الترمذی حدیث:۵۰۹۶، مختصر مسلم للمنذري حدیث:۲۰۶۷، صحیح ترمذی حدیث:۲۲۳۱، صحیح الجامع حدیث:۵۵۹۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"میرے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ ضرر رساں فتنہ کوئی نہ ہو گا"۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِيْ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟، قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟، قَالَ: نَعَمْ، وَفِيْهِ دَخَنٌ، قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟، قَالَ: قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ، قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟، قَالَ: نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا، قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ، قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟، قَالَ: فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ».[۱]

"لوگ نبیٔ اکرم ﷺ سے خیر و بھلائی کے امور کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے اور میں شرّ و برائی کے امور کے بارے میں آپ سے پوچھا کرتا تھا کہ میں کہیں ان میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم جہالت و شر کی زندگی گزار رہے تھے، کہ اللہ تعالیٰ یہ خیر (اسلام) لایا، تو کیا اس خیر کے بعد شر بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں نے پوچھا: کیا اس شر کے بعد پھر خیر کا عہد

[۱] بخاری مع الفتح حدیث: ۳۶۰۶، ۷۰۸۴ تحقیق محمد فؤاد عبدالباقی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور اس میں "دخنہ" ہو گا۔ میں نے عرض کیا: وہ "دخنہ" کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک قوم میری تعلیمات کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے طریقہ پر چل کر بھی اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھے گی، تم پہچانو گے اور انکار کرو گے۔ میں نے عرض کیا: اس خیر کے بعد پھر شر بھی ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! لوگ جہنم کے دروازوں پر کھڑے اس کی طرف بلا رہے ہوں گے، جس نے ان کی بات مان لی وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں ان لوگوں کے اوصاف بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہمیں میں سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا: اگر میں اس دور کو پالوں تو آپ ﷺ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہو۔ میں نے عرض کیا: اگر ان کی کوئی جماعت نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی امام ہوا تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان تمام فرقوں سے الگ تھلگ رہو اور اگر تم درخت کی جڑ (اسلام کی بنیاد کتاب و سنت) کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور اسی حالت پر تمہیں موت آجائے تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے"۔

مفتی عالمِ اسلام علّامہ ابن بازؒ فرماتے ہیں:

"میں (یعنی ابن باز) ہر مسلمان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے قول و فعل میں تقویٰ اختیار کرے۔ فتنوں اور ان کی طرف بلانے والوں سے ہوشیار رہے۔ ہر وہ امر جو اللہ کی ناراضگی کا موجب ہو یا اس کا ذریعہ بننے والا ہو اس سے دور رہے، اور ہر ممکن کوشش کرے کہ وہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جن کے بارے میں اس حدیث میں نبیٔ اکرم ﷺ نے خبر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں فتنوں اور فتنہ پروروں سے محفوظ رکھے اور اس امت کے لیے دینِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی حفاظت فرمائے اور برائی کی طرف بلانے والوں سے افرادِ امت کو بچائے رکھے اور ہمارے اخبارات میں لکھنے والوں اور تمام مسلمانوں کو ان امور کے سر انجام دینے کی توفیق سے نوازے جو اس کی رضاء و خوشنودی کا موجب ہیں۔ جن میں مسلمانوں کی صلاح و فلاح اور ان کی دنیا و آخرت میں نجات ہے۔ اللہ اس کا ولی و خواہاں اور اس پر قادر ہے"۔

وصلى الله على نبينا محمد و آله و صحبه و سلم.[١]

فتوىٰ علاّمہ ابن عثیمین رحمہ اللہ

اسی موضوع (یعنی عورت کے کار کی ڈرائیونگ کرنے) کے بارے میں ہم سعودی عرب کے دوسرے ممتاز عالمِ دین الشیخ محمد بن صالح العثیمین کے فتوے کا ترجمہ ذِکر کر رہے ہیں۔ جس میں انہوں نے اس مسئلے کے بارے میں قدرے تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين .... سلمه الله

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته .... وبعد

سوال:

میں عورت کے کار ڈرائیونگ کرنے کے حکم کی وضاحت چاہتا ہوں (کہ عورت کا کار چلانا شرعاً کیسا ہے) اور اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟

"کہ عورت کے کسی اجنبی ڈرائیور کے ساتھ بیٹھنے سے خود گاڑی و کار چلانے میں

[١] مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعه لابن باز:۳/۱۵۱-۱۵۳ طبع الجامع الخيرية تحفيف القرآن الكريم بالوسم، السعوديه۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطرہ واندیشہ کم ہے۔یعنی اس میں خطرہ واندیشہ ہے کہ عورت کی اجنبی ڈرائیور کے ساتھ بیٹھنے کی بجائے خود گاڑی چلانے“۔

جواب:

اس سوال کے جواب کی بنیاد مسلمان علماء کے مابین مشہور دو قاعدوں پر ہے:

پہلا قاعدہ:

ان میں سے پہلا قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز حرام تک پہنچادے وہ بھی حرام ہے۔

دوسرا قاعدہ:

جب مفاسد اور خرابیاں مصالح کے برابر یا ان سے زیادہ ہوں تو مفاسد اور خرابیوں کے دور کرنے کو مصالح ومنافع کے حصول پر مقدم کرنا ہوگا۔

پہلے قاعدے کی دلیل:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ [سورة الانعام: ۱۰۸]

”اور (اے ایمان لانے والو!) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں“۔

مصلحت کے تقاضے کے باوجود اللہ نے اس آیتِ کریمہ میں مشرکین کے جھوٹے معبودوں کو گالی دینے سے منع فرمایا ہے۔اس لیے کہ ان کے معبودوں کو گالی دینا اللہ تعالیٰ کو گالی دینے کا سبب بنتا ہے۔یعنی مشرکین کے معبودوں کو گالی دینا انہیں اللہ کو گالی دینے کی طرف لے جائے گا جو کہ حرام ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دوسرے قاعدے کی دلیل:

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ﴾ [سورة البقرة: ٢١٩]

"پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے؟ کہو ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے۔ اگرچہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ منافع بھی ہیں مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے"۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جوئے اور شراب کو ان دونوں سے کچھ نفع کے حصول کے باوجود حرام قرار دیا ہے۔ ان مفاسد کو دور کرنے کے لیے جو ان کے ارتکاب سے یعنی جوا کھیلنے اور شراب پینے سے حاصل ہوتے ہیں۔

ان دونوں قاعدوں کو سامنے رکھتے ہوئے یا ان کی بنا پر عورت کے تنہا گاڑی چلانے کے حکم کی وضاحت ہو جاتی ہے (اس لیے کہ) عورت کا گاڑی چلانا بھی بہت سے مفاسد اور خرابیوں پر مشتمل ہے۔ مثلاً:

(۱) ان مفاسد اور خرابیوں میں سے عورت کا حجاب و پردہ اتار پھینکنا ہے۔ کیونکہ ڈرائیونگ کرنے سے عورت کا چہرہ ننگا ہو گا جو دراصل فتنے کی جڑ اور لوگوں کی توجہ کا مرکز ہے، اور عورت کی خوبصورتی و بدصورتی کا اندازہ بھی اصل میں اس کے چہرے کی جہ سے ہی کیا جاتا ہے، یعنی جب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ خوبصورت عورت ہے یا بدصورت، تو ذہن صرف چہرے کی طرف ہی جاتا ہے۔ جب چہرے کے علاوہ کوئی دوسری چیز مراد ہو تو لازمی طور پر اس کا نام لیا جائے گا اور یوں کہا جائے گا خوبصورت ہاتھوں والی عورت یا خوبصورت بالوں والی یا پاؤں والی یعنی اس عورت کے ہاتھ، بال یا پاؤں وغیرہ خوبصورت ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس وضاحت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ توجہ کا اصل مرکز و محور عورت کا چہرہ ہی ہے اور ممکن ہے کہ کہنے والا یہ کہے کہ عورت باپردہ ہو کر ڈھاٹا باندھ کر اور کالی عینک لگا کر کار کی ڈرائیونگ کر سکتی ہے تو اس سوال کا جواب یوں دیا جائے گا کہ یہ بات خلافِ واقع ہے۔ خصوصاً ان عورتوں کے بارے میں جو گاڑی اور کار چلانے کی عاشق ہوتی ہیں۔ (اگر یقین نہ آئے تو یہ) سوال ان لوگوں سے پوچھیں جنھوں نے دوسرے ممالک میں عورتوں کو گاڑی کی ڈرائیونگ کرتے دیکھا ہے اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ عورت باپردہ گاڑی چلائے گی تو ممکن ہے کہ ابتدائی مراحل میں باپردہ ہو کر گاڑی چلائے۔ لیکن اس پر زیادہ دیر تک وہ عمل پیرا نہیں رہ سکے گی اور مداومت اختیار نہیں کر سکے گی۔ بلکہ مستقبل قریب ہی میں وہ ان عورتوں کے ساتھ جا ملے گی جو دوسرے ممالک میں بے حجاب و بے پردہ گاڑی چلاتی ہیں۔ جیسا کہ بے لگام ترقی و انقلاب کا طریقہ ہے کہ بعض چیزوں یا کسی چیز کو ابتدائی مراحل میں قبول کرنا ذرا آسان نظر آتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ بگڑتی ہوئی یہ صورتِ حال معاشرے یا انسان کو ناقابلِ قبول خطرات میں دھکیل دیتی ہے۔

(۲) عورت کے گاڑی چلانے میں جو مفاسد اور خطرات ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ گاڑی کی ڈرائیونگ کرنے سے عورت میں حیا ختم ہو جاتی ہے اور حیا ایمان کا ایک جز ہے۔[۱]

جیسا کہ صحیح احادیث میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور حیا ہی وہ عمدہ اخلاق اور اچھی عادت ہے، جس کا عورت کی فطرت تقاضا کرتی ہے اور حیا ہی عورت کو فتنہ و فساد میں مبتلا ہونے سے یقینی طور پر محفوظ رکھ سکتی ہے۔ اسی لیے حیا کے بارے میں مثال بیان کی جاتی ہے۔

احياء من العذراء في خدرها

[۱] بخاری حدیث:۲۴، مسلم مع نووي:۱/۲/۶، صحیح أبي داؤد حدیث:۴۰۱۰، صحیح سنن نسائی حدیث: ۴۶۲۰، ابن ماجه:۵۸، صحیح الجامع:۳۱۹۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”باپردہ، کنواری دوشیزہ سے بھی زیادہ حیادار“۔

اور جب عورت سے حیا ہی ختم ہو جائے تو پھر اس کے بارے میں کچھ نہ پوچھئے۔

(۳) ان مفاسد میں سے ہی ایک تیسری بات یہ ہے کہ عورت کا ڈرائیونگ کرنا اس کے بکثرت گھر سے نکلنے کا سبب بنتا ہے۔ جب کہ گھر ہی عورت کے لیے بہتر ہے۔[۱]

جیسا کہ مخلوق کی مصالح کو مخلوق سے زیادہ جاننے والے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

چونکہ گاڑی چلانے کے عشاق گاڑی کی ڈرائیونگ میں لذت اور مزہ محسوس کرتے ہیں۔ اسی لیے وہ بلاوجہ بھی ادھر ادھر بغیر کسی حاجت اور ضرورت کے گھومتے رہتے ہیں تاکہ انہیں گاڑی چلانے میں جو مزہ و لذت آتی ہے وہ حاصل ہوتی رہے۔

(۴) انہی مفاسد میں سے چوتھی بات یہ بھی ہے کہ عورت مطلق العنان و آزاد ہو جاتی ہے۔ جہاں چاہے، جدھر چاہے، جب چاہے اور جون سی غرض و مقصد کے لیے چاہے – وہ خود اکیلی ہی اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چلی جاتی ہے – دن یا رات کا کوئی بھی وقت یا گھڑی ہو وہ اکیلی ہی گھر سے باہر نکل جاتی ہے اور بسا اوقات وہ رات گئے تک گھر سے باہر رہتی ہے اور تاخیر سے گھر لوٹتی ہے۔ جب کہ رات کو تاخیر سے واپس لوٹنا تو لڑکوں کے والدین کے لیے تکلیف دہ ہے تو پھر لڑکیوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

(۵) عورت کے ڈرائیونگ کرنے کے مفاسد میں سے پانچویں چیز یہ ہے کہ عورت کا گاڑی چلانا اس کے خاوند اور اہل و عیال کے خلاف اس کی سرکشی اور نافرمانی کا باعث بنتا ہے۔ (کیونکہ اگر) اسے کوئی معمولی سی غرض بھی گھر سے نکلنے پر آمادہ کرے تو وہ اکیلی گھر سے نکلے گی اور پھر

[۱] صحیح أبی داؤد حدیث:۵۳۰، ابن خزیمہ:۱۶۸۴، مسند أحمد:۲/۷۶-۷۷، مستدرک حاکم:۱/۲۰۹، بیہقی: ۳/۱۳۱، اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں: وبیوتھن خیر لھن ان عورتوں کے لیے ان کے گھر بہتر ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جہاں اس کا جی چاہے ادھر ہی اپنی گاڑی میں تنہا و اکیلی ہی چلی جائے گی۔ جیسا کہ بعض نوجوان لڑکوں سے ایسا ہی ہوتا ہے۔ جو تحمل مزاجی و بردباری میں عورت سے کہیں زیادہ قوی وطاقت ور ہوتے ہیں۔

ڈرائیونگ کی وجہ سے بعض جگہوں پر عورت فتنے وفساد کا سبب بنتی ہے:

مثلاً:

(۱) روڈ پر ٹریفک کے اشاروں کے پاس رکنے کے وقت۔

(۲) پٹرول پمپ پر گاڑی میں پٹرول ڈلواتے وقت۔

(۳) عام تفتیش یا چیکنگ کے مقامات پر۔

(۴) پولیس کے پاس حادثات و مخالفات کی تحقیق کے وقت۔

(۵) ٹائر پنکچر ہونے کی صورت میں ٹائر میں ہوا بھرواتے یا پنکچر لگواتے وقت۔

(۶) اور اس وقت بھی عورت مدد کی محتاج ہوگی جب چلتے چلتے گاڑی میں کوئی خرابی واقع ہو جائے اور گاڑی رک جائے، تب اس کا کیا حال ہوگا؟ ایسے میں بسا اوقات اس کا کسی ایسے بد خصلت وکمینے آدمی سے بھی سامنا ہو سکتا ہے جو اسے اس مشکل سے نکالنے کے عوض اس کی عزت کا سودا کرنے پر مصر ہو، خصوصاً جب عورت ضرورت سے بڑھ کر بے چارگی کی حد تک جائے۔

(۷) ان مفاسد میں سے ساتویں بات یہ ہے کہ سڑکوں پر گاڑیوں کی کثرت و بہتات اور بھیڑ بھاڑ ہو جاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں نوجوانوں کو گاڑی کی ڈرائیونگ سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ جب کہ وہ ڈرائیونگ کے عورت سے زیادہ مستحق ہیں۔

(۸) عورت کے گاڑی کی ڈرائیونگ سے جو مفاسد اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان میں سے ہی آٹھویں خرابی یہ ہے کہ حادثات و ایکسیڈنٹ کی کثرت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ عورت فطرتی طور پر مرد کی نسبت غیر محتاط، بے فکر اور طاقت و قدرت کے اعتبار سے بے بس ہے۔ پس جب خطرات دھاوا بولیں گے تو یہ کوئی معقول و مفید کاروائی کرنے سے عاجز آ جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۹) انہی مفاسد میں سے ہی یہ ہے کہ عورت کا ڈرائیونگ کرنا خرچہ میں تکلیف دہ و پریشان کن زیادتی کی وجہ سے تنگی میں ڈالنے کا سبب ہے۔ کیونکہ عورت کی فطرت وطبیعت ہی ایسی ہے کہ وہ اپنے نفس کو اس کے متعلقاتِ لباس وغیرہ سے کامل و مکمل کرنا پسند کرتی ہے۔ کیا آپ کو اس کا اندازہ اس کے کپڑوں سے متعلق شوق وغیرہ سے نہیں ہو سکتا کہ جب بھی کوئی نئے فیشن کا کپڑا بازار میں آئے تو اپنے پاس پہلے سے موجود کپڑوں کو پھینک دیتی ہے اور نئے کپڑے کو جلدی سے خرید کر لیتی ہے۔ اگرچہ یہ نیا کپڑا پہلے سے موجود کپڑے کی نسبت خراب و نکما ہی کیوں نہ ہو۔

کیا آپ نے عورت کے کمرے کو نہیں دیکھا کہ دیواروں کے ساتھ سینریاں وغیرہ آویزاں کر کے اسے کیسے مزین ومزخرف کرتی ہے، اور اس کا ڈریسنگ ٹیبل اور میک اپ بکس اس پر مستزاد ہے، اور اسی پر دوسری چیزوں کو قیاس کر لیجیے بلکہ بہتر یہ ہے کہ گاڑی کو بھی اسی پر قیاس کیجیے جسے وہ چلائے گی، اور جب بھی گاڑی کا کوئی نیا ماڈل آئے گا تو ممکن ہے کہ وہ اپنے پاس پہلے سے موجود گاڑی کو خیر باد کہے اور نئی خرید لے۔

سوال کی دوسری شق:

ہاں! سائل کا یہ سوال کہ عورت کا تنہا و اکیلے گاڑی چلانا اجنبی و غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ آگے بیٹھنے سے بہتر ہے اور اس میں خطرہ اندیشہ بھی کم ہے- کیونکہ اجنبی ڈرائیور کے ساتھ آگے بیٹھنے میں خطرہ زیادہ ہے- اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:

میری نظر میں ان دونوں ہی صورتوں مین تنہا گاڑی چلانے اور اجنبی ڈرائیور کے ساتھ بیٹھنے میں خطرہ اور نقصان ہے۔ بعض وجوہ کی بنا پر ان دونوں صورتوں میں سے ایک صورت دوسری سے زیادہ نقصان دہ اور خطرناک ہے۔ لیکن یہاں ایسی کوئی مجبوری و ضرورت نہیں جو ان دونوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے کسی ایک کے ارتکاب کو ضرور دے سکے۔

نیز میں نے اس سوال کے جواب کے بارے میں اس وقت ذرا تفصیل سے گفتگو کی تھی، جب دین و اخلاق کے محافظ سعودی معاشرے میں عورت کے کار کی ڈرائیونگ کرنے کے بارے میں خوب ہنگامہ برپا ہوا اور اس مسئلے نے شدت اختیار کر کے مضبوط طریقے سے دباؤ ڈالا، تاکہ بحث و مباحثہ کو جھگڑے کی شکل دے کر اس کی اجازت کے لیے ماحول کو ساز گار بنایا جائے، اور یہ بات تو قابلِ تعجب نہیں کہ وہ ملک جو اسلام کی آخری پناہ گاہ ہے، اس پر گھات میں بیٹھے ہوئے دشمن کے حملے ہوں تاکہ وہ اسے ختم کر سکیں۔ جیسا کہ دشمنانِ اسلام اس پر قابض ہونے اور اپنا تسلط جمانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ البتہ انتہائی تعجب انگیز بات تو یہ ہے کہ ہمارے شہریوں اور ہم وطنوں اور صلبی بیٹوں میں سے ایک ایسی قوم ظہور پذیر ہو جو ہماری زبان میں بات کریں اور ہمارے جھنڈے کے سائے تلے رہیں۔ وہ بے لگام مادی و دنیوی ترقی یافتہ کافر حکومتوں میں مروج امور میں پوری دلچسپی نہ لینے لگیں۔ انہیں بلادِ کفر کے اخلاقِ رذیلہ بھلے نہ لگیں جن کے ذریعے وہ پاکیزہ اخلاق و عادات سے آزاد ہو کر برے اخلاق اور گندی عادات کی طرف چل نکلیں، اور ان کی حالت بالکل ایسی ہی ہو رہی ہے۔ جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنے قصیدے ”نونیہ“ میں فرمایا ہے:

هربوا من الرق الذي خلقوا له
وبلوا برق النفس والشيطان

”وہ اس غلامی سے بھاگے جس کے لیے وہ پیدا کیے گئے تھے اور شیطان و نفس کی غلامی میں مبتلا ہو گئے۔“

یعنی جب انہوں نے خالق کی عبادت سے جان چھڑائی اور آزادی حاصل کی تو شیطان اور اپنے اس کی عبادت میں گرفتار ہو گئے۔

ان لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ کافر و بے دین حکومتوں نے مادی طور پر جو پیش رفت و ترقی کی ہے وہ اپنی حریت پسندی و آزاد خیالی کی وجہ سے کی ہے۔ جب کہ یہ حریت پسندی و آزاد

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خیالی ان کی اپنی جہالت کی وجہ سے ہے یا پھر ان کے بہت سے لوگ شرعی احکام اور ان کے عقلی ونقلی دلائل سے جاہل وناواقف ہیں۔ جن کے گرد ایسی حکمتیں اور اسرار ورموز جمع ہوتے ہیں جو دنیا وآخرت میں مخلوق کی اصلاح اور منافع اور کائنات سے مفاسد دور کرنے کے ضامن ہیں۔

فنسأل الله تعالىٰ ولهم الهداية والتوفيق لما فيه الخير والصلاح في الدنيا والاخرة.

محمد بن صالح العثيمين

١٤١١/٥/٣هـ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلف کی دیگر تصانیف اور علمی کاوشیں

مطبوعہ کتب:

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۱	آئینۂ نبوت (سیرت النبیﷺ ایک اچھوتے انداز میں)	۵۱	مکتبہ کتاب و سنت۔ بزم الھلال	طبع دوم ۲۰۰۰ء
۲	رمضان المبارک روحانی تربیت کا مہینہ	۴۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ بزم الھلال	طبع دوم ۲۰۰۰ء
۳	توحید: شکوک وشبہات کا ازالہ	۱۲	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ علی الباقرین شارجہ۔ توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۴	مسنون ذکرِ الٰہی (مختصر)	۵۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ عامر الباقرین شارجہ	طبع چہارم ۲۰۰۴ء
۵	مسنون ذکرِ الٰہی (مفصّل)	۴۶۳	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع چہارم ۲۰۰۴ء
۶	مناسک الحج والعمرہ (پاکٹ سائز)	۳۰۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ عامر الباقرین شارجہ	طبع اول ۱۹۸۱ء
۷	درآمدہ گوشت کی شرعی حیثیت	۸۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ شیخ الکندی شارجہ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۸	خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (اردو)	۳۲	صدیقی ٹرسٹ کراچی	طبع اول ۱۹۸۰ء
۹	خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (اردو۔ انگلش)	۳۲	ابیرڈین یونیورسٹی (برطانیہ) مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع اول ۱۹۸۱ء طبع چہارم ۲۰۰۴ء
۱۰	انسانی تاریخ کی خفیہ ترین تحریک	۳۲	مکتبہ کتاب و سنت۔ صدیقی ٹرسٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۱	مقامِ سنت اور فتنۂ انکارِ حدیث	۹۶	مکتبہ کتاب و سنت، الادارۃ الاسلامیہ، توحید پبلیکیشنز	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۲	تین اہم اصولِ دین مع مختصر نماز	۵۸	مکتبہ کتاب و سنت، الادارۃ الاسلامیہ، توحید پبلیکیشنز	طبع اول ۱۹۸۳ء
۱۳	دین کے تین اہم اصول مع مختصر مسائلِ نماز	۶۴	دار الافتاء والمکاتب التعاونیہ وغیرہ	۲۰۰۴ء تک دس ایڈیشن
۱۴	قبولیتِ عمل کی شرائط	۴۰۸	مکتبہ کتاب و سنت و جامعہ سلفیہ بنارس	طبع چہارم ۲۰۰۳ء
۱۵	دعوت الی اللہ اور داعی کے اوصاف	۹۶	مکتبہ کتاب و سنت، الادارۃ الاسلامیہ، توحید پبلیکیشنز	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۶	سیرتِ امام الانبیاء ﷺ	۶۱۴	مکتبہ کتاب و سنت۔ مکتبہ ابن تیمیہ، قطر	طبع سوم ۲۰۰۴ء
۱۷	شراب اور دیگر منشیات	۳۹۹	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۸	مختصر مسائل و احکامِ طہارت و نماز	۲۸	مکتبہ کتاب و سنت۔ توحید پبلیکیشنز	۱۴۲۳ھ۔ ۲۰۰۲ء
۱۹	فقہ الصلوٰۃ (جلد اول)	۷۲۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع اول ۱۹۹۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۲۰	فقہ الصلوٰۃ (جلد دوم)	۸۲۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع اول ۱۹۹۹ء
۲۱	سوئے حرم (حج و عمرہ اور قربانی)	۳۶۶	مکتبہ کتاب و سنت، مرکزی جمعیت اہلحدیث	طبع سوم ۲۰۰۳ء دہلی، انڈیا
۲۲	زیارتِ مدینہ منورہ (آداب و احکام)	۳۱	مکتبہ کتاب سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور، صدر دفتر امورِ مسجدِ نبوی ﷺ	طبع دوم ۲۰۰۲ء
۲۳	صحیح تاریخِ ولادت مصطفیٰ ﷺ اور عید میلاد، یوم وفات پر؟	۳۱	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۲۴	نماز و روزہ کی نیّت (مراجعہ و تہذیب)	۴۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۲ء
۲۵	جہادِ اسلامی کی حقیقت (مراجعہ و تہذیب)	۱۸۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰ء
۲۶	سود و رشوت (مراجعہ و تہذیب)	۱۲۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۱ء
۲۷	زناکاری و فحاشی (مراجعہ و تہذیب)	۲۰۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۱ء
۲۸	مختصر مسائل و احکام رمضان و روزہ	۴۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۲ء
۲۹	مختصر مسائل حج و عمرہ اور قربانی و عیدین	۵۹	مکتبہ کتاب و سنت۔ توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۲ء
۳۰	گلدستۂ نصیحت سے پچاس (۵۰) پھول	۴۴	الشیخ عبدالعزیز المقبل	طبع دوم ۲۰۰۳ء
۳۱	مساجد و مقابر اور مقاماتِ نماز	۱۶۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۴ء
۳۲	احکام و آدابِ مساجد	۲۸۶	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۴ء
۳۳	نماز کیلئے مرد و زن کا لباس	۱۴۶	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۳ء
۳۴	لواطت و اغلام بازی	۱۲۰	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰ء
۳۵	انسدادِ زنا و لواطت کے لیے اسلام کی تدابیر	۱۶۹	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰ء
۳۶	حج مسنون (شارجہ ٹیلیویژن پروگرام)	۱۴۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰ء
۳۷	آمین - معنیٰ و مفہوم مقتدی کے لیے حکم	۱۰۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰ء
۳۸	رفع الیدین قائلین و فاعلین کے دلائل	۱۱۶	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰ء
۳۹	درود شریف - فضائل و احکام	۱۹۲	نورِ اسلام اکیڈمی، لاہور	طبع دوم ۲۰۰۳ء
۴۰	ظہورِ امام مہدی	۲۱	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۲ء
۴۱	مسائلِ قربانی و عیدین	۲۸۳	مکتبہ کتاب و سنت، مرکزی جمعیت اہلحدیث	طبع دوم ۲۰۰۳ء انڈیا
۴۲	شراب سے علاج؟	۵۹	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۴۳	تعویذ گنڈوں اور جنات و جادو کا علاج	۸۶	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۴ء
۴۴	نماز پنج گانہ کی رکعتیں مع وتر و تہجد و جمعہ	۱۲۵	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۴۵	تمباکو نوشی	۱۰۴	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۴۶	دخولِ جنت کے تیس اسباب وذرائع	۳۴	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۲ء
۴۷	امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ضرورتِ جہاد	۱۲۳	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ء
۴۸	اسیرانِ جہاد اور مسئلہ غلامی	۱۲۸	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۲ء
۴۹	انسانی جان کی قیمت اور فلسفۂ جہاد	۹۵	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۱ء
۵۰	وجوبِ نقاب (چہرے کا پردہ)	۱۶۴	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۲ء
۵۱	مصنوعی اعضاء کی صورت میں غسل ووضو	۹۷	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۳ء
۵۲	نماز کے مفسدات ومکروہات ومباحات	۷۷	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۳ء
۵۳	ٹوپی وپگڑی سے یا ننگے سر نماز؟	۴۷	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور، مکتبہ ابن حجر بھٹکل	۲۰۰۳ء
۵۴	غیر مسلموں سے تعلقات اور جھوٹے کھانے پینے کا حکم	۱۱۲	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۴ء
۵۵	رکوع والے کی رکعت؟	۳۰	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۵۶	رکوع سے سجدے میں جانے کی کیفیت	۳۲	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۵۷	جمعۃ المبارک: فضائل ومسائل	۹۹	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۵۸	گانا وموسیقی - قرآن وسنت کی نظر میں	۹۶	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور، مدرسہ اصلاح المسلمین، بہار، انڈیا	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۵۹	...اور سگریٹ چھوٹ گئی	۳۲	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۰	تارکین ومانعین رفع یدین کے دلائل کا جائزہ	۱۵۰	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۱	بدعاتِ رجب وشعبان	۸۰	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۲	تارکِ نماز کا انجام	۱۵۶	صراط مستقیم - برمنگھم	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۶۳	آدابِ دعاء (مقامات، اوقات وغیرہ) (اشتراک)	۱۰۴	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۴	نمازِ نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (کتاب+VCD)		تالیف: الشیخ محمد صالح المنجد، الخبر	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۶۵	محرّمات (حرام اشیاء وامور)	۱۴۵	تالیف: الشیخ محمد صالح المنجد، الخبر	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۶	سالِ نو اور تذکرہ چند بدعات کا	۵۷	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۶۷	نمازِ تراویح	۱۲۶	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۸	عملِ صالح کی پہچان، قبولیتِ عمل کی شرائط (مختصر)	۱۱۰	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء
۶۹	مچھلی کے پیٹ میں	۱۶۰	مکتبہ کتاب وسنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۳۵ھ-۲۰۱۴ء
۷۰	نمازِ جنازہ (مختصر مسائل واحکام)	۹۶	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۷۱	بدعات اور ان کا تعارف (تہذیب)	۱۲۸	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	
۷۲	مسائلِ اذان واقامت اور جماعت وامامت	۱۵۹	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۳	فقہ الصلوٰۃ بنام نمازِ نبوی (جلد سوم)	۷۷۳	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۴	مسائل واحکام طہارت		مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۵	رمضان المبارک اور احکامِ روزہ (مفصّل)		مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۶	سورۃ فاتحہ، فضیلت، مقتدی کے لیے حکم	۲۴۹	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	
۷۷	اوقاتِ نمازِ پنج گانہ	۱۲۶	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۸	نماز میں عدم پابندی اور تارکِ نماز کا حکم		مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۹	نماز میں ہاتھ... کب؟ کہاں؟ کیسے؟	۱۲۶	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۸۰	اندھی تقلید وتعصّب میں تحریف کتاب وسنت	۷۹	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۸۱	حقوقِ مصطفیٰ اور گستاخِ رسول کی سزا	۳۳۷		
۸۲	الامام العلّامہ ابن باز	۲۲۴	مکتبہ کتاب وسنت، ومکتبہ ام القریٰ	
۸۳	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد اول		مکتبہ کتاب وسنت، ومکتبہ ام القریٰ	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۸۴	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد اول		مکتبہ کتاب وسنت، ومکتبہ ام القریٰ	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۸۵	اسلامی تربیتِ اولاد	۲۲۲	مکتبہ کتاب وسنت، مکتبہ ام القریٰ، توحید پبلیکیشنز	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۸۶	دنیوی مصائب ومشکلات (تہذیب ومراجعہ)	۴۳	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۳ء
۸۷	نماز میں کی جانے والی غلطیاں (تہذیب ومراجعہ)	۶۳	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۴ء
۸۸	مردوزن کی نماز میں فرق (تہذیب ومراجعہ)	۴۰	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۴ء
۸۹	استقامت: راہِ دین پر ثابت قدمی (تہذیب ومراجعہ)	۶۴	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۴ء
۹۰	امامت کا اہل کون؟ (اعداد وتقدیم)	۷۶	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۱	ارکانِ ایمان (مراجعہ وتقدیم)	۱۰۴	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۲	ارکانِ اسلام (مراجعہ وتقدیم)	۱۲۲	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۳	دوہرے اجر کے مستحق لوگ (تہذیب)		مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۹۴	احکامِ القرآن (اوامر ونواہی) (تہذیب واضافہ)	۵۶۰	ہند	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۹۵	جہیز وجوڑے کی رسم (تہذیب)	۶۳	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۶	انسان کا سب سے بڑا دشمن (تہذیب)		ہند	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۷	تلاشِ حق کا سفر، تالیف: محمد رحمت اللہ خان (تہذیب)		ابوحنیفہ اکیڈمی	۱۴۲۸ھ-۲۰۰۷ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۹۸	خوشگوار زندگی کے بارہ اصول (تقدیم)	۴۰	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۹	معوذتین: فضائل وتفسیر (مراجعہ وتہذیب)	۷۲	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۱۰۰	جنتی عورت (تہذیب وتقدیم)	۹۷	مکتبہ کتاب وسنت، توحید پبلیکیشنز	۱۴۲۸ھ-۲۰۰۷ء
۱۰۱	قرآنی گرامر کی مختصر، ضروری اور آسان ورک بک (تہذیب)			۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۱۰۲	گھریلو ماحول کی اصلاح کیلئے ۴۰ نصیحتیں (مراجعہ وتقدیم)		توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء
۱۰۳	سفر آخرت، حسنِ خاتمہ وسوءِ خاتمہ (مراجعہ وتقدیم)		توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء
۱۰۴	گلدستہ دروسِ خواتین (جلد اول) ام عدنان قمر (مراجعہ وتہذیب)		مکتبہ کتاب وسنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۱۰۵	گلدستہ دروسِ خواتین (جلد دوم) ام عدنان قمر (مراجعہ وتہذیب)		مکتبہ کتاب وسنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۱۰۶	زاد المبلغات (مراجعہ وتہذیب)		مکتبہ کتاب وسنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ-۲۰۲۰ء
۱۰۷	سفینۂ نجات (تہذیب واضافہ)		مکتبہ کتاب وسنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ-۲۰۲۰ء
۱۰۸	انسان کا سب سے بڑا دشمن کون؟ (مراجعہ وتہذیب)		مکتبہ کتاب وسنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ-۲۰۱۹ء
۱۰۹	بیماریوں کا علاج (قرآن وسنت کی دعاؤں سے (تہذیب واضافہ)		مکتبہ کتاب وسنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ-۲۰۲۰ء

مسوّدات:

نمبر شمار	نام مسودہ	مؤلف
۱	پچاس (۵۰) سوال وفتاویٰ احکامِ حیض	الشیخ محمد بن صالح العثیمین
۲	ممنوعات (ناجائز امور)	الشیخ محمد صالح المنجد، الخبر
۳	فقہ الصلوٰۃ (جلد چہارم)	
۴	احکامِ زکوٰۃ وصدقات	
۵	چند اختلافی مسائل میں راہِ اعتدال	
۶	مقالاتِ قمر (جلد اول)	
۷	مقالاتِ قمر (جلد دوم)	
۸	الامام المحدّث الالبانیؒ	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

نمبر شمار	نام مسودہ	مؤلف
۹	تفسیر سورۂ حجرات	
۱۰	حرمین شریفین (حدود، آداب، فضائل، تاریخ)	
۱۱	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد دوم	
۱۲	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد سوم	
۱۳	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد چہارم	
۱۴	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد پنجم	
۱۵	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد دوم	
۱۶	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد سوم	
۱۷	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد چہارم	
۱۸	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد پنجم	
۱۹	چند نفلی نمازیں اور سجدے	
۲۰	تفسیر آیات الاحکام (دو جلدیں)	
۲۱	الادعیہ والاذکار فی اللیل والنہار (عربی)	
۲۲	صحیح فضائلِ اعمال (قرآن کریم اور صحیح بخاری ومسلم کی روشنی میں)	
۲۳	اسلام: ناتواں علماء اور نادان عوام کے مابین	
۲۴	تبلیغی نصاب کے ناشر اور دیوبندیت کے مؤلف کی توبہ	
۲۵	فضائلِ اعمال پر ایک نظر، مہندس فصیح الدین قریشی	
۲۶	ایک کھلا خط- تحریر: محمد رحمت اللہ خان	
۲۷	(کھلا خط تمام مسلمانوں کے نام)، سید محمد صبغت اللہ امجد	
۲۸	تبلیغی نصاب: تجزیہ وتبصرہ	
۲۹	گلدستۂ آداب کے چند پھول	